تعارفِ اردو

دسویں جماعت

بھارت کا آئین

حصہ 4 الف

بنیادی فرائض

حصہ 51 الف

بنیادی فرائض – بھارت کے ہر شہری کا یہ فرض ہوگا کہ وہ...

(الف) آئین پر کاربند رہے اور اس کے نصب العین اور اداروں، قومی پرچم اور قومی ترانے کا احترام کرے۔

(ب) ان اعلیٰ نصب العین کو عزیز رکھے اور ان کی تقلید کرے جو آزادی کی تحریک میں قوم کی رہنمائی کرتے رہے ہیں۔

(ج) بھارت کے اقتدارِ اعلیٰ، اتحاد اور سالمیت کو مستحکم بنیادوں پر استوار کرکے ان کا تحفّظ کرے۔

(د) ملک کی حفاظت کرے اور جب ضرورت پڑے قومی خدمت انجام دے۔

(ہ) مذہبی، لسانی اور علاقائی وطبقاتی تفرقات سے قطع نظر بھارت کے عوام الناس کے مابین یک جہتی اور عام بھائی چارے کے جذبے کو فروغ دے نیز ایسی حرکات سے باز رہے جن سے خواتین کے وقار کو ٹھیس پہنچتی ہو۔

(و) ملک کی ملی جلی ثقافت کی قدر کرے اور اُسے برقرار رکھے۔

(ز) قدرتی ماحول کو جس میں جنگلات، جھیلیں، دریا اور جنگلی جانور شامل ہیں محفوظ رکھے اور بہتر بنائے اور جانداروں کے تئیں محبت وشفقت کا جذبہ رکھے۔

(ح) دانشورانہ رویے سے کام لے کر انسان دوستی اور تحقیقی و اصلاحی شعور کو فروغ دے۔

(ط) قومی جائداد کا تحفظ کرے اور تشدد سے گریز کرے۔

(ی) تمام انفرادی اور اجتماعی شعبوں کی بہتر کارکردگی کے لیے کوشاں رہے تاکہ قوم متواتر ترقی و کامیابی کی منازل طے کرنے میں سرگرمِ عمل رہے۔

(ک) اگر ماں باپ یا ولی ہے، چھے سال سے چودہ سال تک کی عمر کے اپنے بچے یا وارڈ، جیسی بھی صورت ہو، کے لیے تعلیم کے مواقع فراہم کرے۔

سرکاری فیصلہ نمبر : ابھیاس-۲۱۱۶/(پر-نمبر۴۳/۱۶/۱۶) ایس ڈی-۴ مؤرّخہ ۲۵ /اپریل ۲۰۱۶ء کے مطابق قائم کردہ
رابطہ کار کمیٹی کی ۲۹/دسمبر ۲۰۱۷ء کو منعقدہ نشست میں اس کتاب کو درسی کتاب کے طور پر منظوری دی گئی۔

زبانِ دوم کے نئے نصاب کے مطابق

تعارُفِ اُردو

دسوِیں جماعت

مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پُستک نِرمِتی وابھیاس کرم سنشودھن مَنڈل، پُونہ-۴

اپنے اسمارٹ فون میں انسٹال کردہ Diksha App کے توسط سے درسی کتاب کے پہلے صفحے پر درج Q.R. code اسکین کرنے سے ڈیجیٹل درسی کتاب اور ہر سبق میں درج Q.R. code کے ذریعے متعلقہ سبق کی درس و تدریس کے لیے مفید سمعی و بصری وسائل دستیاب ہوں گے۔

7SFN77

پہلا ایڈیشن : ۲۰۱۸ء
(2018)
پہلا اصلاح شدہ ایڈیشن : ۲۰۲۲ء (2022)

© مہاراشٹرراجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی وابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ-۴۱۱۰۰۴
نئے نصاب کے مطابق مجلسِ مطالعات و ادارت اور مجلسِ مشاورت نے اس کتاب کو ترتیب دیا ہے۔ اس کتاب کے جملہ حقوق مہاراشٹرراجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی وابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ کے حق میں محفوظ ہیں۔ کتاب کا کوئی بھی حصہ ڈائرکٹر، مہاراشٹرراجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی وابھیاس کرم سنشودھن منڈل کی تحریری اجازت کے بغیر شائع نہ کیا جائے۔

مجلسِ مطالعات و ادارت

- ڈاکٹر سیّد یحییٰ نشیط (صدر)
- سلیم شہزاد (رکن)
- سلام بن رزّاق (رکن)
- احمد اقبال (رکن)
- ڈاکٹر قمر شریف (رکن)
- مشتاق بونجکر (رکن)
- ڈاکٹر محمد اسداللہ (رکن)
- بیگم ریحانہ احمد (رکن)
- خان نویدالحق انعام الحق (رکن سکریٹری)

مجلسِ مشاورت

- ڈاکٹر سیّد صفدر
- خان انعام الرحمٰن شبیر احمد
- خان حسنین عاقب محمد شہباز خان
- ڈاکٹر ناصر الدین انصار
- اعظمی محمد یٰسین محمد عمر
- فاروق سیّد
- ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی
- وجاہت عبدالستار
- مومن شمیم اقبال
- شیخ محمد شرف الدین محمد یوسف
- سجاد حیدر
- عبداللہ علوی

Co-ordinator

Khan Navedul Haque Inamul Haque
Special Officer for Urdu, Balbharati

D.T.P. & Layout

Asif Nisar Sayyed
Yusra Graphics, Shop No. 5, Anamay,
305, Somwar Peth, Pune 11.

Cover

Asif Nisar Sayyed

Production

Sachchitanand Aphale
Chief Production Officer, Balbharati

Rajendra Chindarkar
Production Officer, Balbharati

Rajendra Pandloskar
Assistant Production Officer, Balbharati

Paper: 70 GSM Creamwove

Print Order

Printer

Publisher

Shri Vivek Uttam Gosavi
Controller,
M.S. Bureau of Textbook Production,
Prabhadevi, Mumbai - 400 025.

بھارت کا آئین

تمہید

ہم بھارت کے عوام متانت و سنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ بھارت کو

ایک **مقتدر سماج وادی غیر مذہبی عوامی جمہوریہ** بنائیں

اور اس کے تمام شہریوں کے لیے حاصل کریں:

انصاف، سماجی، معاشی اور سیاسی؛

آزادی خیال، اظہار، عقیدہ، دین اور عبادت؛

مساوات بہ اعتبارِ حیثیت اور موقع،

اور ان سب میں

اُخوّت کو ترقی دیں جس سے فرد کی عظمت اور قوم کے اتحاد اور

سالمیت کا تیقّن ہو؛

اپنی آئین ساز اسمبلی میں آج چھبیس نومبر ۱۹۴۹ء کو یہ آئین

ذریعۂ ہٰذا اختیار کرتے ہیں،

وضع کرتے ہیں اور اپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں۔

راشٹر گیت

جَن گَن مَن – اَدِھ نایک جیَہ ہے
بھارَت – بھاگیہ وِدَھاتا۔

پنجاب، سِندُھ، گُجرات، مَراٹھا،
دراوِڑ، اُتکَل، بَنگ،

وِندھیہ، ہِماچَل، یَمُنا، گنگا،
اُچّھل جَل دِھ ترَنگ،

توَ شُبھَ نامے جاگے، توَ شُبھ آ شِس ماگے،
گاہے توَ جیَہ گاتھا،

جَن گَن منگل دایَک جیَہ ہے،
بھارَت – بھاگیہ وِدھاتا۔

جیَہ ہے، جیَہ ہے، جیَہ ہے،
جیَہ جیَہ جیَہ، جیَہ ہے۔

عہد

بھارت میرا ملک ہے۔ سب بھارتی میرے بھائی اور بہنیں ہیں۔

مجھے اپنے وطن سے پیار ہے اور مَیں اس کے عظیم و گونا گوں وِرثے پر فخر محسوس کرتا ہوں۔ مَیں ہمیشہ اِس ورثے کے قابل بننے کی کوشش کروں گا۔

میں اپنے والدین، استادوں اور بزرگوں کی عزّت کروں گا اور ہر ایک سے خوش اخلاقی کا برتاؤ کروں گا۔

میں اپنے ملک اور اپنے لوگوں کے لیے خود کو وقف کرنے کی قسم کھاتا ہوں۔ اُن کی بہتری اور خوش حالی ہی میں میری خوشی ہے۔

پیش لفظ

عزیز طلبہ!

دسویں جماعت میں آپ کا استقبال ہے۔ اس جماعت میں آپ کی آموزش کے لیے 'تعارفِ اُردو' پیش کرتے ہوئے ہمیں بڑی مسرّت ہورہی ہے۔ پچھلی جماعت میں آپ تعارفِ اُردو پڑھ چکے ہیں۔ اس میں کئی مضامین آپ نے کئی مشہور و معروف مصنفوں کی تحریروں اور شاعروں کے کلام کا مطالعہ بھی کیا ہے۔ گزشتہ کتابوں میں شائع کئی کہانیوں سے آپ لطف اندوز ہوئے اور کئی سرگرمیاں مکمل کی ہیں۔ آپ اپنے اردگرد موجود تحریریں یعنی اخبارات و رسائل بھی پڑھتے ہوں گے۔ اب آپ دسویں جماعت میں آچکے ہیں جہاں آپ مزید معیاری مواد کی تعلیم حاصل کریں گے اور زبان کو سمجھنے کی آپ کی صلاحیت مزید فروغ پائے گی۔

اُردو صرف ایک مضمون کا نام نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ایک تہذیب جڑی ہوئی ہے۔ آپ اپنی روزمرہ زندگی میں ہمیشہ مادری زبان اُردو کا استعمال کرتے ہیں۔ لہٰذا معیاری اُردو زبان کے استعمال پر زیادہ زور دیا جانا چاہیے۔ ہمارا مقصد آپ میں یہ خود اعتمادی پیدا کرنا ہے کہ آپ اُردو زبان کو بہتر طور پر استعمال کرسکیں۔ اس کتاب میں شامل سرگرمیاں اس انداز سے ترتیب دی گئی ہیں جس سے آپ زبان کو بہتر طور پر استعمال کرسکیں، اس کے ذریعے آپ میں نئے علوم وفنون حاصل کرنے کی لگن پیدا ہو اور آپ کی تفہیم، تخلیق، تخیل اور غور وفکر کی صلاحیت میں اضافہ ہو۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ہم چاہتے ہیں کہ درسی کتاب میں موجود مشقی سرگرمیوں میں آپ زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ اس کتاب کی آموزش کے دوران آپ کو جو بھی مشکل یا پریشانی محسوس ہو بلاخوف اپنے استاد کے سامنے اس کا اظہار کریں۔ اس کتاب میں ایسی کئی سرگرمیاں شامل ہیں جن سے آپ بذاتِ خود علم حاصل کرنے کے قابل بن سکیں گے۔ ان سرگرمیوں میں آپ جتنا حصہ لیں گے اتنا ہی زیادہ آپ کے علم میں اضافہ ہوگا۔

کتاب کے مواد کے بارے میں آپ کے تاثرات جان کر ہمیں بہت خوشی ہوگی۔ سال بھر آپ کی آموزش مسرت بخش رہے، یہی ہماری اُمید ہے۔

آپ کی عمدہ تعلیم اور بہتر مستقبل کے لیے نیک خواہشات!

(ڈاکٹر سنیل مگر)

ڈائرکٹر

مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و

ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ-۴

پونہ۔

تاریخ: یکم جنوری ۲۰۱۸ء

بھارتیہ سَور: ۱۱/ پوش ۱۹۳۹

ہدایات برائے اساتذہ

دسویں جماعت کی 'تعارفِ اُردو' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ کتاب پچھلی درسی کتابوں سے قدرے مختلف ہے۔ بچوں کے لیے مفت اور لازمی حق تعلیم کے قانون ۲۰۰۹ء کے مطابق از سرِنو مرتب شدہ تعلیمی نصاب ۲۰۱۲ء کی روشنی میں، تشکیلِ علم کے نظریے اور سرگرمیوں کو اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔

آپ سے توقع ہے کہ تعلیمی سال کے آغاز پر ابتدائی جانچ کے ذریعے بچوں کی ذہنی سطح کا تعین کرلیں۔ اس مقصد کے لیے تمام بچوں کی اس طرح تربیت کریں کہ ان میں زبان کی مطلوبہ استعداد پیدا ہوجائے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ تدریس کے دوران درج ذیل اُمور کا لحاظ رکھا جائے تو سیکھنے اور سکھانے کا عمل مزید فائدہ بخش ہوگا۔

- اس کتاب میں نثر اور نظم کے اسباق کی زبان کو نسبتاً آسان رکھا گیا ہے۔ اسباق میں جدت اور دلچسپی کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ سماجی، تہذیبی، علمی اور اخلاقی اقدار پر مبنی مضامین اور کہانیوں کے ساتھ اس درسی کتاب میں سائنس اور زبان پر مضامین نیز ڈراما اور خط بھی شامل کیے گئے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ طلبہ زبان و ادب کی عصری صورتِ حال اور سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقیات سے آگاہ ہوسکیں۔ آپ ان مشمولات کو پڑھاتے وقت اپنے طلبہ کی دلچسپی اور ان کے ذوق و شوق کا خیال رکھتے ہوئے اضافی معلومات یا مثالیں دے سکتے ہیں۔ بعض اسباق میں درسی نکات کی وضاحت اضافی معلومات کے خاکے یا چوکون بنا کر دی گئی ہے۔
- کتاب میں شامل اسباق کا انتخاب اس طرز پر کیا گیا ہے کہ آپ ہر سبق کے مواد پر طلبہ سے مختلف سرگرمیاں کرواسکتے ہیں۔ آپ کی توجہ پڑھانے سے زیادہ تسہیل کاری پر رہے تاکہ بچے ازخود زبان سیکھ سکیں۔ بہت سی سرگرمیاں انٹرنیٹ سے جوڑ دی گئی ہیں تاکہ طلبہ کو آموزش کے دوران مواصلاتی ٹکنالوجی کے وسائل کے صحت مند استعمال کی عادت ہوسکے۔
- اس کتاب میں شامل اسباق میں جو مشقی سرگرمیاں دی ہوئی ہیں، آپ ان میں جدت اور تنوع پائیں گے۔ ان میں براہِ راست سوال پوچھنے کا طریقہ ختم کرکے توضیحی طرز کی سرگرمیاں شامل کی گئی ہیں۔ ان سرگرمیوں میں 'سوال بغیر سوالیہ نشان' (Question without question mark) کے نظریے کو اپنایا گیا ہے۔ مشقی سرگرمیوں کو مزید دلچسپ اور جاذب بنانے کے لیے رواں خاکے، شجری خاکے، شبکی (ویب) خاکے اور معمے وغیرہ بھی شامل کیے گئے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ مشقی سرگرمیاں طلبہ کی تشکیلِ علم کی صلاحیت میں قابلِ لحاظ اضافہ کرنے میں معاون ثابت ہوں گی۔ آپ اپنی فراست سے دیگر سرگرمیوں کا بھی استعمال کرسکتے ہیں۔
- بچے جن الفاظ کے معنی نہیں جانتے، توقع ہے کہ وہ اپنے اساتذہ، تسہیل کار یا لغت کی مدد سے معلوم کریں۔ آپ انھیں اپنے طور پر اس کام کی ترغیب دے سکتے ہیں۔ سبق کے آخر میں معنی و اشارات کے تحت نئے الفاظ کے معنی اُردو کے ساتھ ساتھ انگریزی میں بھی دیے گئے ہیں تاکہ طلبہ بہ آسانی لفظ کے مفہوم تک پہنچ سکیں۔ آج کل موبائل پر اُردو کی مختلف لغات آسانی سے دستیاب ہیں اور ان کا استعمال بھی نہایت آسان ہے۔ آپ طلبہ کو اس جانب بھی راغب کرسکتے ہیں۔
- اسباق پر مشتمل اور نصاب میں شامل زبان کے قواعد کو 'عملی قواعد' یعنی زبان کے روزمرہ استعمال کے پیشِ نظر آسان تر مثالوں اور وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ قواعدی تفہیم کے لیے اسباق سے مثالیں دی ہوئی ہیں۔ دوسری مماثل مثالیں ڈھونڈنے یا تیار کرنے کی ہدایات بھی یہاں شامل ہیں۔ آپ ان ہدایات کی روشنی میں قواعد اس طرح پڑھائیں کہ طلبہ ازخود عملی قواعد میں دلچسپی لیں۔

اُمید ہے یہ درسی کتاب آپ کی توقعات پر پوری اُترے گی۔

متوقع صلاحیتیں - دسویں جماعت (اُردو - زبانِ دوم)

نمبر شمار	تدریسی اکائیاں	متوقع صلاحیتیں
۱	سُننا	• کہانی، نظم، تقریر وغیرہ کلاس میں، جلسہ گاہ میں، ریڈیو ٹی وی نیز انٹرنیٹ اور یوٹیوب پر سننا۔ سنے ہوئے مواد کو سمجھنا۔ • دی ہوئی ہدایات کو سن کر ان پر عمل کرنا۔ • خبروں، گیتوں کے علاوہ دوسرے سمعی مواد کو سننے میں دلچسپی لینا۔ • خبر، کہانی، تقریر کے فرق کو سمجھنا۔ سنے ہوئے مواد میں الفاظ کے صحیح تلفّظ اور معنی کا خیال رکھنا۔ • محاوروں کے معنی سمجھنا۔ سادہ اور پیچیدہ جملوں کی شناخت کرنا۔
۲	بولنا	• جماعت کے ساتھیوں سے گفتگو کرنا۔ دیے ہوئے عنوان پر تقریر کرنا۔ • ڈرامے کے مکالموں کی ادائیگی کرنا۔ • سیر و تفریح کا حال بیان کرنا۔ صحیح تلفّظ کے ساتھ زبان کا استعمال کرنا۔ • دوستوں سے بات چیت کرنا اور انھیں آسان زبان میں ہدایت دینا۔ • مختلف مباحثوں میں حصہ لینا، کہانی کہنا، واقعات سنانا۔ • غم اور خوشی کے جذبات کے اظہار میں زبان اور لب و لہجے کا خیال رکھنا۔
۳	پڑھنا	• کہانی، نظم، خبریں اور مکالموں کو بلند آواز اور خاموشی کے ساتھ پڑھنا۔ • تحریر کو صحیح طور پر معنی کا خیال رکھتے ہوئے پڑھنا۔ • فقروں اور جملوں کے معنوی ربط کو پڑھنے کے دوران سمجھنا۔ • اطراف میں لگے سائن بورڈ کو معنی کی تفہیم کے ساتھ پڑھنا۔ • ذخیرۂ الفاظ اور پڑھنے کی رفتار میں اضافہ کرنا۔ • انٹرنیٹ پر دستیاب مواد مثلاً اخبارات، ای-بکس وغیرہ پڑھنا۔
۴	لکھنا	• دی ہوئی مشقی سرگرمیوں کے جوابات از خود لکھنا۔ • سنے ہوئے جملوں کو صحیح ترتیب سے لکھنا۔ • مختلف قسم کے خطوط جیسے مبارکبادی، تہنیتی، تقریب کے دعوت نامے وغیرہ لکھنا۔ معمے حل کرنا۔ • ذاتی خیالات کو تحریری صورت میں پیش کرنا۔ • مختلف عنوانات پر پندرہ تا بیس سطروں میں مضامین لکھنا۔ نظموں کے خلاصے لکھنا۔ اُردو ایس ایم ایس، ای میل، بلاگ لکھنا۔
۵	مطالعے کی صلاحیت	• درسی اور غیر درسی تحریروں، اقوال، نعروں کا سمجھ کر مطالعہ کرنا۔ • مضامین کے سیاق و سباق کو سمجھنا۔ • درسی اور حوالہ جاتی کتابوں کا مطالعہ کرنا۔ لغت کی مدد سے نئے الفاظ تلاش کرنا اور انھیں جملوں میں استعمال کرنا۔ • انٹرنیٹ پر دستیاب اُردو انسائیکلوپیڈیا اور دیگر حوالہ جاتی کتابوں کا مطالعہ کرنا۔
۶	قواعد	• اجزائے کلام، صفت، صفت کی قسمیں، کہاوت کو معنی کے ساتھ سمجھنا۔ • استفہامیہ جملہ، امریہ جملہ، فجائیہ جملے کے معنی اور ان کے استعمال کو سمجھنا۔ • استعارہ، تضاد، مبالغہ، تلمیح کو سمجھنا۔

فہرست

حصۂ نثر

نمبر شمار		صنف/موضوع	مصنف/شاعر	صفحہ نمبر
۱۔	حضرت ابو ہریرہؓ	سوانح/سیرت	اِدارہ	۱
۲۔	مطالعے کا شوق	ادبی مضمون/ترغیبِ مطالعہ	محمد عبدالقادر فاروقی	۵
۳۔	میں کون ہوں؟	سائنسی مضمون/معلومات	شاہد رشید	۹
۴۔	بمبئی سے احمد نگر تک	سفرنامہ/تاریخی حالات	مولانا ابوالکلام آزاد	۱۴
۵۔	مجاہدِ آزادی عبدالحمید انصاری	سوانح/شخصیت	ماخوذ	۱۸
۶۔	سورج	مزاحیہ مضمون/طنز و مزاح	ابنِ انشا	۲۲
۷۔	تلفّظ اور اِملا	ادبی مضمون/ترسیل و ابلاغ	رشید حسن خان	۲۶
۸۔	نادان دوست	کہانی/جانداروں سے ہمدردی	منشی پریم چند	۲۹
۹۔	گرم شال	کہانی/سماجی شعور	صالحہ عابد حسین	۳۴
۱۰۔	ہمارے مہرباں	انشائیہ/اخلاقیات	سجاد حیدر یلدرم	۳۹
۱۱۔	ایک خط	مکتوب نگاری/انشا	پنڈت جواہر لال نہرو	۴۲

حصۂ نظم

نمبر شمار		صنف/موضوع	مصنف/شاعر	صفحہ نمبر
۱۔	حمد	اللہ کی تعریف	داغؔ دہلوی	۴۶
۲۔	لندن کی ہوا	مشرقی روایت پسندی	اکبرؔ الٰہ آبادی	۴۸
۳۔	زمینِ وطن	حبِ وطن	آنند نرائن مُلّاؔ	۵۰
۴۔	ہماری زبان	زبان سے محبت	پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفیؔ	۵۳
۵۔	بلبل کا ذوقِ آزادی	آزادی کی اہمیت	مولوی غلام بھیک نیرنگؔ	۵۶
۶۔	ابرِ کرم	ماحولیات	محمد حسین آزادؔ	۵۸
۷۔	دھرتی کا روپ	انسانی ہمدردی	قاضی سلیمؔ	۶۰
۸۔	غزلیات		جلیلؔ مانک پوری، آزادؔ انصاری، شفیقؔ جونپوری، ظفرؔ کلیم	۶۲ تا ۶۹
۹۔	رباعیات		رفیع سوداؔ، اسمٰعیل میرٹھی، جگت موہن لال رواںؔ، سلامؔ سندیلوی	۷۰ تا ۷۲

اضافی مطالعہ

نمبر شمار		صنف/موضوع	مصنف/شاعر	صفحہ نمبر
✦	ہوائی محل	ڈراما/تفریح	شوکت تھانوی	۷۳

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

ادارہ

پہلی بات : اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی زمانے کے بہترین لوگ تھے۔ ان کے دل اللہ اور رسولؐ کی محبت، دین کا علم سیکھنے کی تڑپ اور نیکی اور پرہیزگاری کے جذبات سے بھرے ہوئے تھے۔ پیارے نبیؐ کے تربیت یافتہ ان اصحابؓ کی زندگیوں سے اُمّت قیامت تک دین کی روشنی حاصل کرتی رہے گی۔ ذیل کے سبق میں رسول اللہ ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔

اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار ساتھیوں کو صحابہؓ کہا جاتا ہے۔ ان وفادار ساتھیوں میں ایک اہم صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ آپؐ کے ان ساتھیوں میں شامل ہیں جو 'اصحابِ صُفّہ' کے ساتھ رہتے تھے۔ دراصل عربی میں چبوترے کو 'صُفّہ' کہا جاتا ہے۔ مسجدِ نبوی سے لگا ہوا ایک چبوترا تھا جس پر کچھ غریب صحابہؓ مسلسل قیام کرتے تھے۔ اسی نسبت سے یہ تمام حضرات 'اصحابِ صفہ' یا 'اہلِ صفہ' کہلاتے ہیں۔

پہلے حضرت ابوہریرہؓ کا نام 'عبدشمس' تھا۔ اس نام کے معنی اچھے نہیں ہیں یعنی سورج کا بندہ۔ اسلام لانے کے بعد حضورِ اکرمؐ نے ان کا نام 'عبدالرحمٰن' رکھ دیا۔ ان کے پاس ایک بِلّی تھی جسے وہ کھلاتے پلاتے، صاف ستھرا رکھتے اور اس سے کھیلتے تھے۔ بِلّی بھی ہمیشہ ان کے ساتھ رہتی۔ بِلّی سے اس قدر محبت کی وجہ سے رسول اللہؐ انھیں 'ابو ہریرہ' کہا کرتے۔ وہ اپنے اسی نام سے اب تک مشہور ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ کی قوم اور خاندان کا علاقہ دَوس تھا۔ وہ حضرت طفیل بن عَمرو دَوسیؓ کے ہاتھوں پر ایمان لائے۔ پھر ۶ ہجری میں اپنے قبیلے بنی دوس کے ایک وفد کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ کی پاکیزہ سیرت نے حضرت ابوہریرہؓ کو آپؐ کا گرویدہ بنا دیا۔ وہ رات دن رسول اللہؐ کی صحبت میں رہ کر ایمان اور اخلاق کے موتی چنتے۔ انھیں اس بات کا احساس تھا کہ میں تاخیر سے ایمان لایا ہوں اس لیے انھوں نے اپنا معمول بنا لیا تھا کہ ہمہ وقت حضورؐ کی خدمت میں حاضر رہتے اور آپؐ کی مجلسوں میں شرکت کرتے۔

مدینے میں حضرت ابوہریرہؓ کی والدہ ان کے ساتھ تھیں۔ وہ ابھی ایمان نہیں لائی تھیں۔ مسافرت میں بھی وہ اپنی والدہ کا پورا خیال رکھتے۔ انھیں اپنی والدہ کے ایمان لانے کی بڑی فکر تھی۔ اکثر اسی فکر میں روتے رہتے۔ ایک دن انھوں نے رسول اللہؐ سے اپنی والدہ کے ایمان کے لیے دعا کی درخواست کی۔ آپؐ نے اللہ سے دعا فرمائی۔ حضرت ابوہریرہؓ جب گھر پہنچے تو ان کی والدہ کلمہ پڑھ رہی تھیں۔ ابوہریرہؓ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ دوڑتے ہوئے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خوشی خوشی یہ خبر سنائی۔

اسلام کے لیے حضرت ابوہریرہؓ نے بہت سختیاں برداشت کیں؛ اپنے وطن کو چھوڑا، مسافرت کی زندگی بسر کی، تنگ دستی کا مقابلہ کیا۔ اللہ کے رسولؐ کی محبت میں بھوک پیاس برداشت کی۔ انھیں بس یہی خیال رہتا کہ حضورؐ کی خدمت بجا لاؤں اور آپؐ کی صحبت میں دین کا علم حاصل کرتا رہوں۔

حضرت ابوہریرہؓ بچپن ہی سے بڑے ذہین تھے۔ ان کی یادداشت غیر معمولی تھی۔ حضورؐ کے ساتھ ایک طویل مدت تک رہنے کی وجہ سے انھیں سیکڑوں احادیث یاد ہوگئی تھیں۔ دیگر صحابہؓ کو ان کے اس وصف کا حضورؐ کی زندگی ہی میں احساس ہوگیا تھا۔ حضورؐ کی وفات کے بعد جب لوگوں کو دین کی معلومات اور احادیث کی ضرورت محسوس ہوئی تو دینی مسائل کے حل کی تلاش میں دور دور سے لوگ مدینہ آنے لگے۔ اس وقت حضرت ابوہریرہؓ کی حضورؐ سے قربت کے پیشِ نظر لوگ انھی سے رجوع کرتے۔ وہ بھی خود آگے بڑھ کے احادیث لوگوں کے سامنے بیان کرتے۔ اپنی زندگی کے آخری سال تک ان کا یہی معمول رہا۔ اس وقت اسلامی دنیا میں ان کی حیثیت ایک چلتے پھرتے مدرسے کی سی ہوگئی تھی۔ اپنے مثالی حافظے کی مدد سے انھوں نے دین کا علم ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچانے میں کامیابی حاصل کی۔ احادیث بیان کرنے کے سلسلے میں ان کی خدمات نہایت وسیع ہیں۔

ایک مرتبہ اُموی خلیفہ مَروان بن حَکَم نے حضرت ابوہریرہؓ کا امتحان لینا چاہا۔ اس نے انھیں اپنے پاس بلا کر بٹھا لیا اور مطالبہ کیا کہ رسولِ اکرمؐ کی کوئی حدیث سنائیں۔ اس سے پہلے اس نے اپنے ایک کاتب کو پردے کے پیچھے بٹھا دیا اور کاتب کو حکم دیا تھا کہ ابوہریرہؓ جو کچھ بولیں، اسے لکھ لیا جائے۔ ایک سال بعد مروان نے پھر انھیں بُلوایا اور وہی حدیث سنانے کی فرمائش کی۔ انھوں نے ایک لفظ بھی کم زیادہ کیے بغیر حدیث اسے سنا دی۔

حضرت ابوہریرہؓ بڑے نرم مزاج تھے۔ ان کی جوانی کے ایام حضورؐ کی تربیت میں رہ کر گزرے تھے۔ اس تربیت کا نقش ان کی زندگی پر ہمیشہ قائم رہا۔ ان کے دل میں رسول اللہؐ کی بے پناہ محبت تھی۔ اگر تھوڑی دیر کے لیے حضورؐ انھیں نظر نہ آتے تو وہ بے چین ہوجاتے۔ انھوں نے مسلسل پچاس برس تک رسولؐ کی احادیث بیان کرکے دین کی بے مثال خدمت انجام دی۔ سنہ ۵۹ ہجری میں ۷۸ برس کی عمر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور مدینے کے مشہور قبرستان بقیع میں دفن کیے گئے۔

معانی واشارات

جلیل القدر	عزت والا	Reverend
اصحابِ صفہ		Companions of the Holy Prophet (ﷺ) who would learn and live on the earthern platform named Suffah
صحابہؓ	صحابیؓ کی جمع	Companions of Prophet (ﷺ)
ہُریرہ	چھوٹی بِلّی	Kitten
حدیث	رسول اللہؐ کا قول	Sayings of the Prophet (ﷺ)
یادداشت	یاد رکھنے کی صلاحیت	Memory
وصف	خوبی	Attribute
اُموی خلیفہ	حضرت معاویہؓ کے خاندان سے تعلق رکھنے والے خلیفہ	Caliphs from the descent of Banu Umaiyyah

کاتب - لکھنے والا Scribe | ہجرت - ایک جگہ سے جا کر دوسری جگہ رہنا Migration (Hijrah)

مشقی سرگرمیاں

سبق کے بغور مطالعے کے بعد سبق سے متعلق ذیل کی سرگرمیوں کو ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔

✦ حضرت ابو ہریرہؓ سے متعلق شکلی خاکہ مکمل کیجیے۔

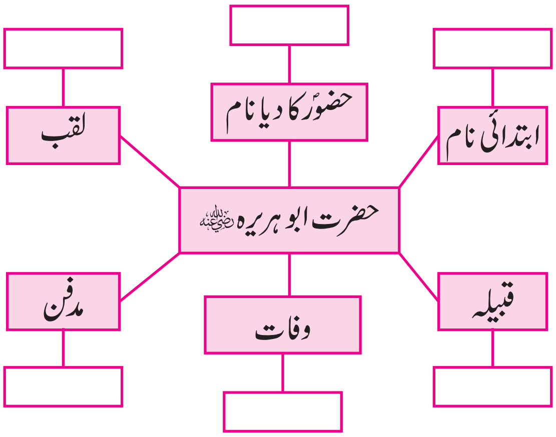

✦ مناسب نام/لفظ لکھ کر سرگرمی مکمل کیجیے۔

۱۔ مسجدِ نبوی کے چبوترے پر قیام کرنے والے صحابہ

۲۔ علاقہ اور قبیلہ دوس کے ایک صحابیؓ

۳۔ اسلامی دنیا کا چلتا پھرتا مدرسہ

۴۔ مدینہ منورہ کا مشہور قبرستان

✦ درج ذیل مستطیل سے مذکر - مؤنث، واحد - جمع، ضد الفاظ کی جوڑیاں تلاش کر کے لکھیے۔

صحابی	محبت	اقوام	حیات	دوری
ایام	والدہ	مساجد	نفرت	مسجد
رات	حدیث	وفات	صحابہ	قوم
احادیث	والد	یوم	قربت	دن

مذکر	مؤنث

لفظ	ضد

واحد	جمع

✦ فقروں کے لیے ایک لفظ لکھیے۔

۱۔ حدیث بیان کرنے والا

۲۔ کتابت کرنے والا

۳۔ تحریر کرنے والا

۴۔ حضورؐ کے ساتھی

✦ ابو ہریرہؓ لقب کی وجہ تحریر کیجیے۔

✦ خلیفہ مَروان بن حکم کے ذریعے ابو ہریرہؓ کے امتحان کا طریقہ بیان کیجیے۔

✦ حضرت ابو ہریرہؓ کو جس بات کا شدت سے احساس تھا اسے تحریر کیجیے۔

✦ احادیثِ نبوی سنانے کے پیچھے حضرت ابو ہریرہؓ کا مقصد واضح کیجیے۔

تحریری سرگرمی

✦ 'میری پسندیدہ شخصیت' عنوان پر ذیل کے نکات کی مدد سے مضمون تحریر کیجیے۔

کون (نام ، تعلق)، کیوں (خوبی ، انفرادیت)، کیا (موازنہ، آپ کی پسند/شوق)، کیسے (عمل)

اعادہ

اجزائے کلام (Parts of Speech)

زبان الفاظ کا مجموعہ ہے۔ ہم اپنے خیالات کے اظہار کے لیے زبان کا استعمال کرتے ہیں۔ زبان میں استعمال کیے جانے والے چھوٹے بڑے تمام الفاظ **'اجزائے کلام'** (Parts of Speech) کہلاتے ہیں۔

ذیل کی عبارت کو پڑھ کر اس کے ہر لفظ پر غور کیجیے۔

عارف اسٹیشن سے باہر نکلا ہی تھا کہ اسے راشد نظر آ گیا۔ وہ عارف کا پرانا ڈرائیور ہے۔ عارف کو دیکھتے ہی راشد کار لے کر تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ اس نے جلدی سے اُتر کر عارف کا سامان خالی ڈِکی میں رکھ دیا۔ کار اسٹیشن سے شہر کی طرف بڑھنے لگی۔ اس کی رفتار تیز تھی۔ عارف جب اپنے گھر پہنچا تو گھر والے اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اس کی امّی نے اسے گلے لگا کر کہا، ''ارے واہ عارف ! تم تو اپنے وعدے کے مطابق وقت پر پہنچ گئے۔''

- عارف، اسٹیشن، راشد، ڈرائیور، کار، ڈِکی، شہر، رفتار، گھر، امّی وغیرہ

  یہ سارے الفاظ اسم (noun) ہیں۔
- اسے، وہ، اس، تم

  یہ الفاظ ضمیر (pronoun) ہیں۔
- پرانا، خالی

  یہ الفاظ صفت (adjective) ہیں۔
- نکلا، نظر آ گیا، دیکھتے، بڑھا، رکھ دیا، بڑھنے لگی، پہنچا، خوش ہوئے، پہنچ گئے

  یہ الفاظ فعل (verb) ہیں۔
- تیزی سے، جلدی سے

  یہ الفاظ متعلق فعل (adverb) ہیں۔
- سے، کا، کو، میں، کی، کے، پر

  یہ الفاظ حروفِ جار (preposition) ہیں۔
- کہ، تو

  یہ الفاظ حروفِ عطف (conjunction) ہیں۔ (ان کے علاوہ کچھ الفاظ عطف ہوتے ہیں)
- ارے واہ!

  یہ الفاظ فجائیہ (exclamation) ہیں۔ (ان کے علاوہ بھی بہت سے فجائیہ الفاظ ہوتے ہیں)

اس عبارت میں آنے والا ہر لفظ جملے میں اپنی خاص جگہ پر اور خاص معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ اس مناسبت سے ہر لفظ کا ایک خاص نام ہوگیا ہے۔ ذیل کے خاکے میں ان ناموں سے تعارف حاصل کیجیے۔

۱۔ اسم (noun)
۲۔ ضمیر (pronoun)
۳۔ صفت (adjective)
۴۔ فعل (verb)
۵۔ متعلق فعل (adverb)
۶۔ جار (preposition)
۷۔ عطف (conjunction)
۸۔ ندائیہ/ فجائیہ (exclamation)

اگلے اسباق میں انھی اجزائے کلام کی مختلف قسموں اور خواص کی آپ کو معلومات دی جائے گی۔

7SYFAH

۲۔ مطالعے کا شوق

محمد عبدالقادر فاروقی

پہلی بات : آپ پرندوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہیں تو اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ پرندوں کے ماہر سائنس داں سالم علی کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ سالم علی کو بچپن ہی سے پرندوں سے دلچسپی تھی۔ انھوں نے دور دراز کے مقامات پر جا کر مختلف پرندوں کا مشاہدہ کیا۔ ان کے بارے میں معلومات جمع کی اور اسے ان پرندوں کی تصاویر کے ساتھ کتابی شکل میں شائع کیا۔ کسی چیز کا شوق ہو جائے تو اس کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دینا آسان ہو جاتا ہے۔ مختلف لوگوں کی زندگیوں میں طرح طرح کے شوق پائے جاتے ہیں مثلاً سیر و تفریح، کھیل کود، پُرانے سکّے جمع کرنا، کھانا پکانا وغیرہ۔ امریکہ کے صدر ابراہام لنکن دنیا کی اہم شخصیات میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ذیل کے مضمون میں ان کے شوقِ مطالعہ کو دلچسپ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

امریکہ کے صدر ابراہام لنکن نہایت ہی غریب گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ انھیں لڑکپن ہی سے مطالعے کا شوق تھا مگر تنگ دستی اور غریبی اس بات کی اجازت نہیں دیتی تھی کہ وہ اپنے علم کی پیاس بجھانے کے لیے ذاتی خرچ سے کتابیں خرید کر پڑھیں۔ اس زمانے میں اخبارات و رسائل کی افراط بھی نہ تھی اور دارالمطالعے تھے نہ کتب خانے۔ لنکن کے پاس بس چند پرانی کتابیں تھیں جنھیں وہ ہمیشہ پڑھتے رہتے تھے۔ ایک دن انھیں پتا چلا کہ پڑوس کے گاؤں میں کرافرڈ نامی شخص کے پاس 'مشاہیرِ واشنگٹن' نام کی کتاب ہے۔ اس کتاب کو پڑھنے کا لنکن کے دل میں شوق پیدا ہوا۔ وہ کتاب حاصل کرنے کے لیے پیدل ہی کرافرڈ کے گاؤں کی طرف نکل پڑے۔ یہ گاؤں لنکن کے گاؤں سے پانچ میل دور تھا۔ کرافرڈ کے گھر پہنچ کر انھوں نے نہایت اشتیاق سے پوچھا، "کیا آپ اپنی کتاب 'مشاہیرِ واشنگٹن' مجھے مطالعے کے لیے دے سکتے ہیں؟" کرافرڈ نے لنکن کے لب و لہجے اور حرکات و سکنات سے ان کے علمی ذوق کا پتا لگا لیا تھا۔ جب اس کو اطمینان ہو گیا کہ واقعی لنکن اپنی علمی تشنگی کو بجھانا چاہتے ہیں تو کرافرڈ نے کتاب انھیں سونپتے ہوئے کہا، "دیکھو! یہ کتاب بہت قیمتی ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بے احتیاطی سے اسے خراب کر دو۔" لنکن نے جواب دیا، "آپ اطمینان رکھیں۔ میں جوں کی توں اسے آپ کو واپس کر دوں گا۔"

کتاب لے کر لنکن خوشی خوشی اپنے گاؤں لوٹے۔ انھیں اس کتاب کے مطالعے کے لیے اتنی بے چینی تھی کہ وہ راستہ چلتے چلتے ہی اس کا مطالعہ کرنے لگے۔ جب شام ہونے لگی اور کتاب کے حروف دھندلانے لگے تو انھوں نے کتاب بند کر دی اور دوڑتے ہوئے گھر کی جانب بڑھے تاکہ جلد سے جلد گھر پہنچ کر کتاب پڑھ سکیں۔ گھر پہنچتے ہی لنکن چراغ کی روشنی میں 'مشاہیرِ واشنگٹن' کے مطالعے میں مصروف ہو گئے۔

دن بھر کے سفر کی تکان سے انھیں نیند آنے لگی۔ انھوں نے کتاب تپائی پر رکھ دی اور سو گئے۔ رات جب لنکن گہری نیند سو رہے تھے تو اچانک زوردار بارش ہونے لگی اور ان کے مکان کا چھپّر ٹپکنے لگا۔

لنکن ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھے۔ انھیں کتاب کا خیال آیا۔ بارش کی وجہ سے کتاب بھیگ کر حد درجہ خراب ہوگئی تھی۔ اس کے اوراق ایک دوسرے سے چپک گئے تھے۔ کتاب کی یہ حالت دیکھ کر لنکن دھک سے رہ گئے کیونکہ انھوں نے کرافرڈ سے کتاب جوں کی توں لوٹانے کا وعدہ کیا تھا۔ انھوں نے کتاب کو آگ کی گرمی سے سُکھانا چاہا مگر اس سے کتاب کے اوراق سخت اور ٹیڑھے میڑھے ہوگئے۔

لنکن کو کتاب کے خراب ہوجانے کا بے حد رنج تھا۔ ساتھ ہی اپنا وعدہ پورا نہ کرنے کا احساس بھی انھیں ستا رہا تھا۔ انھوں نے ہمت سے کام لیا اور دوسرے دن کتاب لے کر کرافرڈ کے گھر پہنچے۔ کتاب کی خراب حالت دیکھ کر کتاب کے مالک نے نہایت درشت لہجے میں لنکن سے کہا، ''تم نے تو کتاب کی حالت ہی بدل ڈالی۔ تم نے اپنی بات کا پاس بھی نہیں رکھا۔'' یہ سن کر لنکن مارے شرم کے پانی پانی ہوگئے۔ انھوں نے نہایت سنجیدگی سے کہا، ''مجھے اس کا اعتراف ہے کہ میں آپ کی کتاب جوں کی توں واپس نہ کرسکا لیکن میں بے قصور ہوں۔ اس اچانک بارش کے سبب آپ کی کتاب محفوظ نہ رہ سکی۔ میں اس کے بدلے اس کا معاوضہ ادا کرنے کو تیار ہوں لیکن معاوضے کے لیے میرے پاس ایک پیسا بھی نہیں ہے۔ آپ مجھ سے جو چاہیں خدمت لے سکتے ہیں۔'' لنکن کے اس جواب سے کرافرڈ حیران رہ گیا۔ اس نے خیال کیا کہ لڑکا واقعی بے قصور ہے مگر لنکن کو آزمانے کے لیے وہ بولا، ''تمھیں اس کتاب کا معاوضہ ادا کرنے کے لیے تین دن میرے یہاں کام کرنا ہوگا۔'' لنکن نے یہ شرط منظور کرلی اور تین دن تک کرافرڈ کے یہاں کام کرتے رہے۔ تین دن گزر جانے کے بعد انھوں نے جب گھر جانے کی اجازت چاہی تو کرافرڈ ان کی خودداری، استقلال اور پکے اِرادے کا گرویدہ ہوگیا تھا۔ اس نے نہایت مشفقانہ لہجے میں یہ کہتے ہوئے کتاب لنکن کے حوالے کی کہ بے شک میری کتاب بہت قیمتی ہے مگر تمھارا معاوضہ کتاب سے ہزار گنا زیادہ ہے۔ یہ کتاب میں تمھیں انعام دیتا ہوں۔

کتاب اس طرح مل جانے پر لنکن کو انتہائی مسرت ہوئی۔ اب ان کا معمول بن گیا کہ وہ اکثر و بیشتر 'مشاہیرِ واشنگٹن' کا مطالعہ کرتے۔ جب تک وہ امریکہ کے صدر رہے، اپنی تقریروں میں ضرور کہا کرتے تھے کہ یہ اعزاز مجھے محض 'مشاہیرِ واشنگٹن' کے مطالعے کی بدولت ملا ہے۔

معانی و اشارات

چشم و چراغ	-	مراد پیاری اولاد	Descendant, pampered child
رسائل	-	رسالہ کی جمع	Magazines
دار المطالعہ	-	لائبریری	Library, reading hall
کتب خانہ	-	لائبریری	Library
اشتیاق	-	شوق	Zeal
علمی ذوق	-	علم کا شوق	Taste of knowledge
بے احتیاطی	-	بے پروائی	Carelessness
تپائی	-	چھوٹی میز	Stool
دھک سے رہ جانا	-	حیران رہ جانا	To be taken aback
درشت لہجہ	-	سخت لہجہ	Harsh tone
بات کا پاس رکھنا	-	وعدہ نبھانا	Keep ones word
پانی پانی ہوجانا	-	شرمندہ ہونا	To be ashamed

گرویدہ ہونا	-	کسی چیز کو چاہنا	To be fond of	افراط	-	کثرت	Abundance
معمول	-	روزانہ کا کام	Routine	اعزاز	-	عزّت	Privilege

مشقی سرگرمیاں

سبق کا مطالعہ کیجیے اور ذیل کی سرگرمیاں ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔

✦ ابراہام لنکن سے متعلق رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

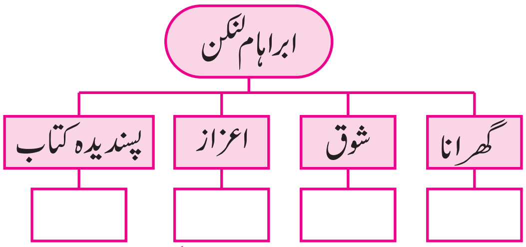

✦ سبق کی مدد سے جملوں کو ترتیب وار لکھیے۔

۱۔ وہ اکثر و بیشتر مشاہیرِ واشنگٹن کا مطالعہ کرتے۔
۲۔ اس کتاب کو پڑھنے کا لنکن کے دل میں شوق پیدا ہوا۔
۳۔ لنکن کو کتاب کے خراب ہو جانے کا بے حد رنج تھا۔
۴۔ گھر پہنچتے ہی لنکن چراغ کی روشنی میں مشاہیرِ واشنگٹن کے مطالعے میں مصروف ہو گئے۔
۵۔ جب شام ہونے لگی اور کتاب کے حروف دھندلانے لگے تو انھوں نے کتاب بند کر دی۔

✦ درج ذیل کے لیے انگریزی لفظ لکھیے۔

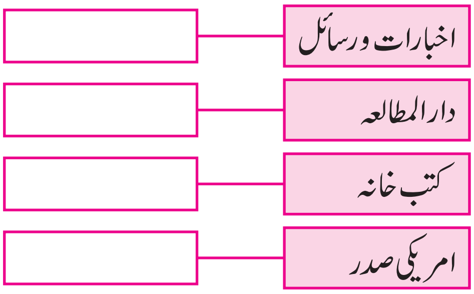

✦ سبق سے 'واوِ عطف' (واو سے ملا کر لکھے ہوئے الفاظ) کی مثالیں تلاش کر کے لکھیے۔ مثال : سیر و تفریح

✦ درج ذیل محاوروں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

دھک سے رہ جانا ، وعدہ وفا کرنا ، پانی پانی ہونا، بات کا پاس رکھنا۔

✦ ذیل کے جملوں سے صفت تلاش کر کے لکھیے۔

۱۔ لنکن نہایت ہی غریب گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔
۲۔ ان کے مکان میں بس چند پرانی کتابیں تھیں جنھیں لنکن ہمیشہ پڑھتے رہتے تھے۔
۳۔ وہ گاؤں لنکن کے گاؤں سے پانچ میل دور تھا۔
۴۔ تین دن میرے یہاں کام کرنا ہوگا۔
۵۔ میری کتاب بہت قیمتی ہے۔

✦ سبق سے جمع کے پانچ الفاظ تلاش کر کے ان کے واحد لکھیے۔

✦ ابراہام لنکن کی پسندیدہ کتاب سے متعلق رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

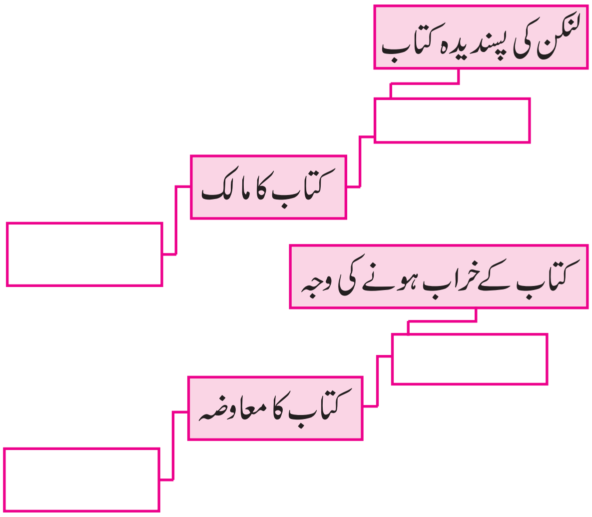

✦ صحیح یا غلط جملے پہچانیے اور غلط جملہ درست کر کے لکھیے۔

۱۔ ان کے دار المطالعے میں بس چند پرانی کتابیں تھیں جنھیں لنکن ہمیشہ پڑھتے رہتے تھے۔
۲۔ کرافرڈ نامی شخص 'مشاہیرِ واشنگٹن' کے مصنف تھے۔
۳۔ لنکن چراغ کی روشنی میں مطالعے میں مصروف ہو گئے۔
۴۔ آگ کی گرمی سے کتاب حد درجہ خراب ہو گئی۔
۵۔ کتاب کا معاوضہ ادا کرنے پر کرافرڈ ان کا گرویدہ ہو گیا تھا۔

۶۔ مشاہیرِ واشنگٹن کا مطالعہ کرنا ان کا معمول بن گیا۔

✦ ابراہام لنکن کے مطالعے کے شوق میں پیش آنے والی رکاوٹوں کو بیان کیجیے۔

✦ ابراہام لنکن کے کتاب کو سُکھانے کا سبب بیان کیجیے۔

✦ کتاب کا معاوضہ ادا کرنے کے لیے ابراہام لنکن کا طریقہ لکھیے۔

✦ لنکن کی ان خوبیوں کا ذکر کیجیے جن سے کرافرڈ متاثر ہوا۔

✦ کتاب کے خراب ہوجانے پر آپ کیا کرتے اگر آپ ابراہام لنکن کی جگہ ہوتے؟

✦ اپنے گھر/اسکول لائبریری میں جمع پرانی کتابوں میں سے چار کتابوں کے نام قلم بند کیجیے۔

✦ شروع اور آخر میں دو واوین ("...") لگے جملوں اور سبق کے دیگر جملوں کے فرق کو واضح کیجیے۔

تحریری سرگرمی

✦ 'کتاب میں نے پڑھی ......' عنوان کے تحت اپنی پسندیدہ کتاب کا حاصلِ مطالعہ لکھیے۔

✦ اسکول لائبریری یا شہر کی لائبریری جا کر اپنے مشاہدے کو دس سطروں میں لکھیے۔

عملی قواعد

صفت (Adjective) : قسمیں

آپ جانتے ہیں کہ اسم کی کیفیت یا حالت بتانے والے لفظ کو **'صفت'** کہتے ہیں۔ صفت جس اسم کے لیے استعمال کی جاتی ہے وہ **'موصوف'** کہلاتا ہے مثلاً

صفت	موصوف
ذہین	لڑکا
نرم مزاج	انسان
ٹوٹا ہوا	گھر

یہاں لڑکا، انسان، گھر کے لیے صفت کے جو الفاظ آئے ہیں وہ ان کی ذاتی خصوصیات بتاتے ہیں۔ اس لیے ایسی صفت کو **'صفتِ ذاتی'** (genative adjective) کہا جاتا ہے۔

دوسری مثالیں : کالی بکری، اندھا فقیر، لمبی رات، سونا راستہ

✦ پڑھے ہوئے اسباق سے صفتِ ذاتی کی دس مثالیں تلاش کر کے لکھیے۔

اب ذیل کی مثالیں پڑھ کر خط کشیدہ الفاظ پر غور کیجیے۔

۱۔ اسلامی دنیا میں ان کی حیثیت ایک چلتے پھرتے مدرسے کی سی ہوگئی تھی۔

۲۔ ایک مرتبہ اموی خلیفہ نے ان کا امتحان لینا چاہا۔

خط کشیدہ الفاظ 'اسلامی، اموی' یہ الفاظ 'دنیا، خلیفہ' سے نسبت رکھتے ہیں اس لیے صفت کے ایسے الفاظ **'صفتِ نسبتی'** (relative adjective) کہلاتے ہیں۔

دوسری مثالیں : عربی گھوڑا، انگریز مسافر، ہندی زبان، طوفانی رات۔

ذیل کے جملوں میں خط کشیدہ الفاظ پر غور کیجیے۔

۱۔ ایک سال بعد مروان نے پھر انھیں بُلوایا۔

۲۔ انھوں نے پچاس برس تک دین کی بے مثال خدمت انجام دی۔

۳۔ انھیں سیکڑوں احادیث یاد ہوگئی تھیں۔

اوپر کی مثالوں میں 'ایک سال، پچاس برس' سے ایک مدت کا پتا چل رہا ہے۔ یہاں 'سال، برس' اسم ہیں جن کی خصوصیت 'ایک، پچاس' کے اعداد (numbers) سے بتائی گئی ہے۔ ایسی صفت کو **'صفتِ عددی'** (numerative adjective) کہتے ہیں جیسے : اکبر نے ہندوستان پر پچاس برس دو مہینے سات دن حکومت کی۔

اوپر کی تیسری مثال میں لفظ 'سیکڑوں' سے احادیث کی صفت بتائی گئی ہے لیکن یہ طے نہیں ہے کہ کتنی احادیث۔ اس قسم کی صفت کو **'صفتِ مقداری'** (quantitative adjective) کہا جاتا ہے۔

۳۔ میں کون ہوں؟

شاہد رشید

7T8BC5

پہلی بات : حضرت لقمان ایک بڑے حکیم گزرے ہیں۔ جڑی بوٹیوں کے متعلق ان کی زبردست معلومات کو بیان کرنے کے لیے کہا جاتا ہے کہ جڑی بوٹیاں ان سے باتیں کیا کرتی تھیں۔ ذرا تصور کیجیے! چرند پرند اور ہمارے آس پاس کی چیزیں اگر واقعی بولنے لگیں تو وہ اپنے بارے میں کیسی عجیب وغریب باتیں بتائیں گی، اسی خیال کے تحت ذیل کا مضمون لکھا گیا ہے۔

جان پہچان : شاہد رشید ۱۹۵۲ء میں مہاراشٹر کے تاریخی شہر اچل پور (امراؤتی) میں پیدا ہوئے۔ ورود کے ایک اسکول میں درس وتدریس کی خدمات انجام دے کر پرنسپل کے عہدے سے سبکدوش ہوئے۔ شاہد رشید نے طنزیہ ومزاحیہ مضامین سے اپنی نثر نگاری کا آغاز کیا۔ پھر سائنسی مضمون نگاری کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان کے مضامین 'سائنس' اور 'سائنس کی دنیا' جیسے رسالوں میں تواتر سے شائع ہوتے رہے ہیں۔ 'پھرتا ہے فلک برسوں، مکاشفات' اور 'صفدر: تخلیقی وتنقیدی جہتیں' ان کی تصانیف ہیں۔

میں ایک سیدھا سادہ، بھولا بھالا جاندار ہوں۔ صرف رات کو غذا کی تلاش میں نکلتا ہوں اور میری غذا بھی کیا ہے، پھولوں کا رس۔ کیا آپ نے مجھے نہیں پہچانا؟ تو سنیے دوستو! میں گندگی اور اندھیرے کو پسند کرتا ہوں۔ میں سورج کی آمد کے ساتھ اپنے ٹھکانے کی جانب لوٹ جاتا ہوں۔ میرے چھے پیر اور چار پر ہیں۔ میرے خاندان کے ایک ایک فرد سے اچھے اچھے کڑیل جوان پتے کی طرح کانپتے ہیں۔ میں کبھی اپنے بے سرے گانے سے آپ کی میٹھی نیند میں خلل نہیں ڈالتا، یہ کام تو میرا منجھلا بھائی کیولیکس (culex) انجام دیتا ہے۔ میں جوڑ دار پیر والے کیڑوں کے گروہ آرتھروپوڈا سے تعلق رکھتا ہوں۔

میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میں سبزی خور ہوں لیکن میری مادہ کی مرغوب غذا تو آپ کا خون ہے۔ اسے خوب صورت بچے اور عورتیں زیادہ پسند ہیں اس لیے وہ انھیں کو زیادہ تکلیف دیتی ہے۔ وہ مساوات کی علمبردار بھی ہے۔ وہ بوڑھوں کو بھی نہیں بخشتی۔ چلتے چلتے جو مل گیا، اس پر ہاتھ صاف کرتے چلتی ہے۔ وہ بھی کیا کرے گی، اس بے چاری کو اپنے انڈوں کی نشوونما کے لیے خون کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ خون چوستی ہی نہیں بلکہ پہلے اپنی سونڈ کے ذریعے اپنا لعاب آپ کے جسم میں داخل کر دیتی ہے۔ آپ کو احساس اس وقت ہوتا ہے جب وہ خون چوس کر اُڑ جاتی ہے۔ لعاب کے ساتھ ملیریا کا جرثومہ بھی آپ کے جسم میں داخل ہوسکتا ہے۔

ملیریا کا جرثومہ پلازموڈیم (plasmodium) اپنے دورِ حیات کا پہلا مرحلہ میری مادہ کے جسم میں اور دوسرا اور تیسرا مرحلہ آپ کے جسم میں مکمل کرتا ہے۔ آپ کے خون میں شامل ہونے کے بعد یہ جرثومہ جگر میں پہنچتا ہے۔ جگر میں کچھ وقفہ گزارنے کے دوران اس میں تیزی سے ٹوٹ پھوٹ ہوتی ہے جس کے نتیجے میں سیکڑوں جراثیم وجود میں آجاتے ہیں جو خون

کے سرخ ذرّات پر حملہ کرتے ہیں۔ جب یہ جراثیم خون میں شامل ہوتے ہیں تو لرزے کے ساتھ بخار چڑھ آتا ہے۔خون کے سرخ ذرّات ہی ان جراثیم کی غذا ہیں۔ نامکمل علاج کی صورت میں ان کی قوتِ مدافعت بہت بڑھ جاتی ہے اس لیے ماہر طبیب ایسے مریض کا علاج زیادہ طاقتور دوا سے کرتا ہے۔ملیریا کو معمولی بیماری نہیں سمجھنا چاہیے۔

کمبوڈیا میں ملیریا کے جرثومے کی ایک اور قسم ملی ہے۔اس پر کسی قسم کی دوا کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ایسا سمجھا جاتا ہے کہ کلوروکوئن کی کم مقدار مریض کو دینے کی وجہ سے جرثومے کی قوتِ مدافعت اتنی بڑھ گئی ہے کہ اس پر اب کسی بھی طاقتور دوا کا اثر نہیں ہو رہا۔ دوسرے ملکوں کے لوگ جب کمبوڈیا آتے ہیں تو اپنے ساتھ یہ خطرناک جرثومہ اپنے ملک لے جاتے ہیں۔اس طرح پلازموڈیم فالسی فیرم نامی یہ جرثومہ دھیرے دھیرے ساری دنیا میں پھیل رہا ہے۔

اپنی برادری کی ایک اہم بات میں آپ کو بتاتا ہوں۔۱۹۵۰ء سے قبل کی بات ہے جب دوسری جنگِ عظیم واقع ہوئی تھی۔اس جنگ میں آپ انسانوں نے ایک دوسرے کے خون کو پانی کی طرح بہایا تھا۔ بہت مہلک ہتھیار ایک دوسرے کے خلاف استعمال کیے تھے۔ جب اس سے بھی آپ کا دل نہیں بھرا تو آپ ہماری جانب بھی متوجہ ہوگئے اور ڈی ڈی ٹی جیسی جراثیم کش دوا آپ نے ہمارے خلاف استعمال کی۔ پہلے تو ہم بہت گھبرائے لیکن اب ہم میں قوتِ مدافعت پیدا ہوگئی ہے۔ ڈی ڈی ٹی کے چھڑکاؤ سے ہمارا بال بھی بیکا نہیں ہوتا۔ہم نے آپ کے اس ہتھیار پر قابو پا لیا ہے۔

میرے منجھلے بھائی کیولیکس کا ذکر میں پہلے بھی کر چکا ہوں۔اس کا پورا خاندان آپ کے خون کا پیاسا ہے۔اس کی وجہ سے ایک خطرناک بیماری فیل پا (ہاتھی پاؤں) ہوجاتی ہے۔اس کا جرثومہ اپنا دورِ حیات کیولیکس اور انسانی جسم میں پورا کرتا ہے۔فیل پا میں پیر غیر معمولی طور پر موٹے ہوجاتے ہیں۔ایسا لگتا ہے جیسے سوجن آگئی ہو۔فیل پا کا جرثومہ رات میں ۱۲/ بجے متحرک ہوتا ہے اس لیے ماہرین خون کا نمونہ رات میں بارہ بجے لیتے ہیں۔

میرا تیسرا بھائی ایڈِس آجپٹی (aedes aegypti) ہے جو انتہائی شاطر اور خطرناک ہے۔ یہ ڈینگو بخار پھیلانے کا ذمہ دار ہے۔صبح کے وقت بچہ بھلا چنگا اسکول جاتا ہے،شام میں بخار اسے گھیر لیتا ہے۔ایڈِس ہمارے خاندان کا ایسا فرد ہے جو انسانوں کو دن ہی میں کاٹنا پسند کرتا ہے۔اس کے ذریعے ڈینگو وائرس اپنے شکار کے جسم میں منتقل ہوجاتا ہے۔ ہمارا یہ بھائی بڑا صفائی پسند ہے اس لیے وہ گلدستوں، بوتلوں، کولروں، ٹینکوں، ٹائروں میں بھرے پانی کو اپنا مسکن بناتا ہے۔غرض میرا پورا خاندان آپ کو تکلیف پہنچانے والا ہے لیکن میں آپ کو کوئی ضرر نہیں پہنچاتا۔ یقیناً اب آپ نے تاڑ لیا ہوگا کہ میں کون ہوں۔ جی ہاں، میں انافلیس (anopheles) نر مچھر ہوں۔

آپ کو اپنی صحت کی فکر خود کرنی چاہیے جس کی آسان تدبیر یہ ہے کہ گھر کے ہر حصے میں سورج کی روشنی پہنچانے کا انتظام کریں۔اگر گھر کے آس پاس سے پانی ہٹانا مشکل ہو تو پانی میں گمبوسا نام کی مچھلیاں چھوڑ دیں جو ہمارے خاندان کے لاروے کو کھا جاتی ہیں۔ بہرحال، احتیاط علاج سے بہتر ہے۔ یاد رکھیے احتیاط کریں گے تو علاج کی نوبت ہی نہ آئے گی۔

معانی واشارات

بے ضرر	تکلیف نہ دینے والا	Harmless
کڑیل	مضبوط	Stout
خلل	دخل، رکاوٹ	Disturbance
تاڑ لینا	دیکھ لینا، سمجھ لینا	To guess
قوتِ مدافعت	بچاؤ کی طاقت	Immunity
منجھلا	درمیانی	Middle
ماہر	ہوشیار	Specialist
طبیب	حکیم، ڈاکٹر	Doctor
مہلک	جان لیوا	Fatal
بال بیکا نہ ہونا	کچھ برا اثر نہ پڑنا	Safe escape
شاطر	بہت چالاک	Shrewd, cunning
مسکن	رہنے کی جگہ	Abode, dwelling

مشقی سرگرمیاں

سبق کا بغور مطالعہ کیجیے اور ذیل کی سرگرمیاں ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔

- مچھر کی بیان کردہ جن خوبیوں کو آپ مکاری سمجھتے ہیں انھیں قلم بند کیجیے۔
- مچھروں کے خاندانی نام لکھیے۔
- مچھر کے افرادِ خانہ کے نام تحریر کیجیے۔
- ستون 'الف' میں مچھروں کے نام اور 'ب' میں ان سے متعلق باتیں دی ہوئی ہیں۔ ان کی صحیح جوڑیاں لگائیے۔

مچھروں کے نام	غذا / بیماری
انافلیس (نر)	فیل پا
انافلیس (مادہ)	ڈینگو
کیولیکس	سبزی خور
ایڈس اجپٹی	انسانی خون
	ملیریا کا جرثومہ

- مادہ مچھر کے مساوات کی علمبردار ہونے کی حقیقت بیان کیجیے۔
- ''میرے خاندان کے <u>ایک ایک</u> فرد سے <u>اچھے اچھے</u> کڑیل جوان پتے کی طرح کانپتے ہیں۔'' جملے میں خط کشیدہ الفاظ تکرار سے آئے ہیں۔ سبق میں ایسی کئی ترکیبیں ملتی ہیں، انھیں تلاش کرکے لکھیے۔
- چوکون کے سامنے مچھروں کے لیے مناسب لفظ لکھیے۔

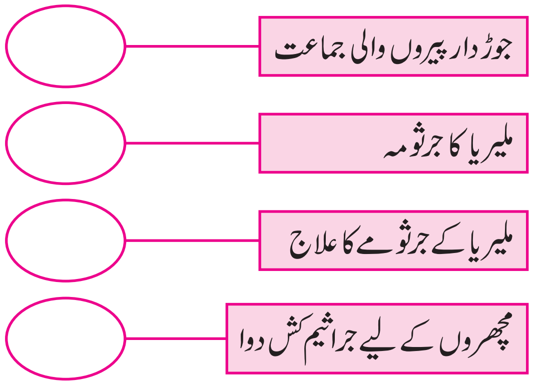

- سبق کی مدد سے ایڈس اجپٹی کے بارے میں لکھیے۔

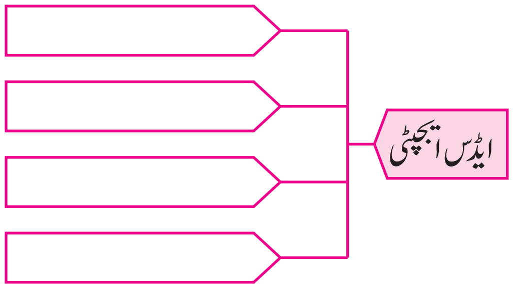

- انافلیس (نر) مچھر سے متعلق شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔

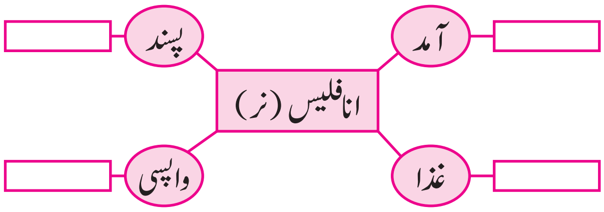

- ملیریا سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والے عضو کا نام لکھیے۔

✧ مچھر جہاں جہاں قیام کرتا ہے اُن جگہوں کے نام لکھیے۔

✧ ملیریا کے جرثومے کے حیاتی دَور کو مرحلہ وار لکھیے۔

✧ 'احتیاط علاج سے بہتر ہے۔' اس قول کی وضاحت کیجیے۔

✧ خاکہ مکمل کیجیے۔

پلازموڈیم فالسی فیرم	پہلا دورِ حیات	
	دوسرا اور تیسرا دورِ حیات	

✧ ملیریا کے مرض کے مختلف مراحل کو ترتیب سے لکھیے۔

۱۔ تیز بخار آنا ۲۔ مچھر کا کاٹنا

۳۔ جگر کا متاثر ہونا ۴۔ سرخ ذرات پر حملہ ہونا

۵۔ لرزہ طاری ہونا

✧ مچھر کے منجھلے بھائی اور بڑے بھائی کے ذریعے ہونے والے امراض کے نام تحریر کیجیے۔

✧ سبق کی مدد سے مچھر کا خاندانی شجری خاکہ مکمل کیجیے۔

خاندانی نام

....	مادہ
منجھلا بھائی	بڑا بھائی
....	....

✧ سبق سے محاورے تلاش کر کے لکھیے۔

✧ سابقہ 'بے' سے 'بے سرے' جیسے دو بامعنی الفاظ بنا کر لکھیے۔

✧ 'سبزی خور' جیسی ترکیب والے مرکب الفاظ تلاش کر کے لکھیے۔

✧ لاحقہ 'بردار' سے دو بامعنی الفاظ بنائیے۔

✧ ہدایت کے مطابق عمل کیجیے۔

۱۔ اسے خوبصورت بچے اور عورتیں زیادہ پسند ہیں۔ اس لیے وہ انھی کو زیادہ تکلیف دیتی ہے۔
(جملے میں خط کشیدہ الفاظ کی ضد لکھ کر جملے کو دوبارہ لکھیے)

۲۔ میں سورج کی آمد کے ساتھ اپنے ٹھکانے کی جانب لوٹ جاتا ہوں۔
(خط کشیدہ لفظ کی بجائے اس کا ہم معنی لفظ لکھیے)

۳۔ ماہر طبیب ایسے مریض کا علاج زیادہ طاقتور دوا سے کرتا ہے۔ (خط کشیدہ لفظ کا ہم معنی لفظ لکھیے)

۴۔ ڈی ڈی ٹی کے چھڑکاؤ سے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ (خط کشیدہ لفظوں کے لیے سبق سے محاورہ تلاش کر کے لکھیے)

۵۔ صبح کے وقت بچہ بھلا چنگا اسکول جاتا ہے، شام میں بخار اسے گھیر لیتا ہے۔
(جملے سے الفاظ کی ضد تلاش کر کے لکھیے)

✧ سبق سے تلاش کر کے لکھیے۔

ملیریا کے علاج کی دوا	
جراثیم کش دوا	

تحریری سرگرمی

✧ 'ایک مکّھی کی آپ بیتی' عنوان پر مضمون لکھیے۔

✧ دیے ہوئے نکات کی مدد سے رسمی / غیر رسمی خط لکھیے۔

صفائی کریں — ڈینگو سے بچیں — مچھر بھگائیں

گندے پانی کی نکاسی — گڑھے اور نالیوں کی صفائی

جراثیم کش ادویات کا چھڑکاؤ — جمع پانی کی نکاسی

بھنگار اور بے کار اشیا کی صفائی

پانی ہر دو تین دن کے بعد تبدیل

✧ ہیلتھ آفیسر کے نام عریضہ لکھیں اور صفائی کی درخواست کریں۔

✧ شہر میں ڈینگو کی بیماری پھیل چکی ہے۔ چھوٹے بھائی / بہن کو خط لکھ کر احتیاطی تدابیر بتائیں۔

کہاوت (Proverb)

آپ نے ایسے جملے ضرور سنے یا پڑھے ہوں گے:

جیسی کرنی ویسی بھرنی

جیسا بوؤ گے، ویسا کاٹو گے

جیسے کو تیسا

ان جملوں سے پتا چلتا ہے کہ آپ جیسا عمل کریں گے، اس عمل کا حاصل ویسا ہی ہوگا۔ اچھا عمل کریں گے تو حاصل بھی اچھا ہوگا۔ اوپر کے فقرے/ جملے دراصل کسی لمبی بات کو وضاحت سے نہ کہتے ہوئے چند لفظوں میں بیان کرنے کی مثالیں ہیں۔ ایسے فقرے یا جملے **'کہاوت'** یا **'ضرب المثل'** کہلاتے ہیں۔ بولتے یا لکھتے وقت کہاوت کے استعمال سے بات میں زور اور اثر پیدا ہوتا ہے۔ یہ کہاوتیں بھی آپ نے سنی یا پڑھی ہوں گی:

جس کی لاٹھی، اس کی بھینس (یعنی اپنی طاقت کے بل پر کمزور کو دبایا جاسکتا ہے/ طاقتور کمزور کو دباتا ہے)

چار دن کی چاندنی پھر اندھیری رات (یعنی کچھ دن تو عیش و آرام کے ہوتے ہیں پھر مصیبت کا وقت آتا ہے)

مان نہ مان، میں تیرا مہمان (یعنی کسی کے کام میں زبردستی دخل دینا)

آسمان سے گرا، کھجور میں اٹکا (ایک مصیبت سے نکل کر دوسری مصیبت میں پھنس جانا)

✣ **اپنے استاد کی مدد سے پانچ کہاوتیں تلاش کرکے معنی کے ساتھ لکھیے۔**

اضافی معلومات

مفید اور مضر جراثیم

ہمارے اطراف نیز تمام جانداروں کے جسم پر اور جسم کے اندر ہزاروں لاکھوں خُردبینی جاندار پائے جاتے ہیں۔ ان کی کئی قسمیں ہیں۔ جراثیم بھی خُردبینی جاندار ہیں۔ عام طور پر جراثیم کے تعلق سے یہ غلط فہمی ہے کہ یہ جانداروں میں مختلف بیماریاں پھیلاتے ہیں لیکن ان میں کئی جراثیم ایسے بھی ہیں جو فائدہ مند ہیں مثلاً دودھ کو دہی میں تبدیل کرنے والا جرثومہ لیکٹوبیسی لائے جو دودھ کی شکر لیکٹوز کو لیکٹک ایسڈ میں تبدیل کرکے دودھ میں دہی کی کھٹاس پیدا کردیتا ہے۔

ہمارے ہاضمے کے نظام میں بگاڑ پیدا ہوجائے تو ان جراثیم کے ذریعے علاج کیا جاتا ہے۔ یہ بائی فیڈو بیکٹیریم کہلاتے ہیں۔ زمین کی زرخیزی بڑھانے میں بھی جراثیم اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ پھل دار پودوں کی جڑوں میں گانٹھیں ہوتی ہیں جن میں رائزوبیم نامی جراثیم پائے جاتے ہیں۔ یہ ہوا کی نائٹروجن کو نائٹروجنی مرکبات میں تبدیل کرکے پروٹین کا بیش قیمت ذریعہ بن جاتے ہیں۔ چند جراثیم کچرے میں موجود نامیاتی مادّوں کا تجزیہ کرکے انھیں کھاد میں تبدیل کرتے ہیں۔

سائنس دانوں کے مطابق جراثیم کی قسموں میں ۹۹ فی صد جراثیم فائدہ مند ہوتے ہیں۔ صرف ایک فی صد نقصان دہ ہیں مثلاً غذا کو خراب کرنے والے جراثیم جو 'کلاسٹریڈیم' کہلاتے ہیں۔ ایسی غذا استعمال کرنے سے انسان قے اور دست کا شکار ہوجاتا ہے۔ نقصان دہ جراثیم مختلف بیماریوں کا باعث بنتے ہیں مثلاً 'وائبرو کالری' ہیضہ پھیلاتا ہے۔ 'مائیکو بیکٹیریم' دق کی وجہ بنتا ہے۔ 'مائیکو بیکٹیریم لیپری' جذام کا باعث، 'سیڈوموناس' نمونیا کا، نیسیریا مینن جیٹی ڈس' دماغی بخار کا سبب ہے۔

مختلف امراض سے نجات کے لیے عام طور پر ڈاکٹر اینٹی بائیوٹکس دیتے ہیں لیکن ماہرین کا خیال ہے کہ جراثیم میں اینٹی بائیوٹکس کے خلاف بڑھتی ہوئی مدافعت کے باعث ایک دن ایسے جراثیم وجود میں آجائیں گے جن کے خلاف ہر دوا ناکارہ ثابت ہوگی۔

7TH7DS

۴۔ بمبئی سے احمد نگر تک

مولانا ابوالکلام آزاد

پہلی بات : ہمارا ملک انگریزوں کی غلامی سے ۱۹۴۷ء میں آزاد ہوا لیکن اس آزادی کی خاطر ہمارے رہنماؤں کو کس قدر قربانیاں دینی پڑیں اور عوام نے کیا کیا مشقتیں جھیلیں، اس کا ہمیں اندازہ نہیں ہے۔ ۸؍اگست ۱۹۴۲ء کو 'بھارت چھوڑو' تحریک کا آغاز ہوا اور ہمارے بہت سے لیڈر گرفتار کر لیے گئے۔ بعض مجاہدینِ آزادی نے جیلوں میں اپنے حالات قلم بند کیے تھے۔ تحریکِ آزادی کے ایک بلند مرتبہ رہنما مولانا ابوالکلام آزاد نے بھی اپنے خطوط میں قید کے دوران جیل کے حالات اور اپنے تجربات بیان کیے ہیں۔ ذیل کا خط ان کی کتاب 'غبارِ خاطر' سے ماخوذ ہے۔ انگریز حکومت نے مولانا ابوالکلام آزاد کو ۹؍اگست ۱۹۴۲ء کو 'بھارت چھوڑو' تحریک کے آغاز کے وقت ممبئی میں گرفتار کیا اور احمد نگر کے قلعے میں نظر بند کر دیا تھا۔ مولانا نے اس خط میں ''بمبئی سے احمد نگر تک'' کی روداد سفرنامے کے انداز میں لکھی ہے۔

جان پہچان : مولانا ابوالکلام آزاد کا پورا نام محی الدین احمد تھا۔ وہ ۱۱؍نومبر ۱۸۸۸ء کو مکے میں پیدا ہوئے۔ وہ بڑے مجاہدِ آزادی، عالمِ دین، مفسرِ قرآن، سیاسی رہنما اور بلند پایہ ادیب تھے۔ آزادی کی جدوجہد کے دوران کئی مرتبہ قید و بند کی مصیبتیں جھیلیں۔ آزادی کے بعد وہ ملک کے پہلے وزیرِ تعلیم مقرر ہوئے۔ انھوں نے قلعۂ احمد نگر کی قید کے دوران اپنے دوست نواب صدر یار جنگ اور مولانا حبیب الرحمٰن خان شیروانی کے نام جو خطوط لکھے وہ 'غبارِ خاطر' کے نام سے شائع ہوئے۔ ۲۲؍فروری ۱۹۵۸ء کو دہلی میں ان کا انتقال ہوا۔

حسبِ معمول چار بجے اٹھا لیکن طبیعت تھکی ہوئی اور سر میں گرانی سخت تھی۔ میں نے اسپرین کی دو گولیاں منہ میں ڈال کر چائے پی اور قلم اُٹھایا کہ بعض ضروری خطوط کا مسودہ لکھ لوں جو رات کی تجویز کے ساتھ پریسیڈنٹ روز ویلٹ وغیرہ کو بھیجنا طے پایا تھا۔ سامنے سمندر میں بھاٹا ختم ہو چکا تھا۔ رات کی اُمس بھی ختم ہو گئی تھی۔ اب جوار کی لہریں ساحل سے ٹکرا رہی تھیں اور ہوا کے ٹھنڈے اور نم آلود جھونکے بھیجنے لگی تھیں۔

بے اختیار ہو کر قلم رکھ دیا اور بستر پر لیٹ گیا۔ لیٹتے ہی آنکھ لگ گئی۔ پھر اچانک ایسا محسوس ہوا جیسے سڑک پر موٹر کاریں گزر رہی ہوں۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ کئی کاریں مکان کے احاطے میں داخل ہو گئی ہیں اور اس بنگلے کی طرف جا رہی ہیں جو مکان کے پچھواڑے میں واقع ہے اور جس میں صاحبِ مکان کا لڑکا دھیرو رہتا ہے۔ پھر خیال ہوا میں خواب دیکھ رہا ہوں اور اس کے بعد گہری نیند میں ڈوب گیا۔ شاید اِسی حالت میں دس بارہ منٹ گزرے ہوں گے کہ کسی نے میرا پیر دبا دیا۔ آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہوں کہ دھیرو ایک کاغذ ہاتھ میں لیے کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے، ''دو فوجی افسر ڈپٹی کمشنر پولس کے ساتھ آئے ہیں اور یہ کاغذ لائے ہیں۔'' گو اتنی ہی خبر میرے لیے کافی تھی مگر میں نے کاغذ لے لیا۔

میں نے دھیرو سے کہا، ''مجھے ڈیڑھ گھنٹا تیاری میں لگے گا۔ ان سے کہہ دو کہ انتظار کریں۔'' پھر غسل کیا، کپڑے پہنے،

چند ضروری خطوط لکھے اور باہر نکلا تو پانچ بج کر پینتالیس منٹ ہوئے تھے۔ کار باہر نکلی تو صبح مسکرا رہی تھی۔ کار وکٹوریہ ٹرمینس اسٹیشن پر پہنچی تو اس کا پچھلا حصہ ہر طرف سے فوجی پہرے کے حصار میں تھا اور اگرچہ لوکل ٹرینوں کی روانگی کا وقت گزر رہا تھا لیکن مسافروں کا داخلہ روک دیا گیا تھا۔ صرف ایک پلیٹ فارم پر کچھ ہل چل دِکھائی دیتی تھی کیونکہ ایک انجن ریسٹورنٹ کار کو ڈھکیل ڈھکیل کر ایک ٹرین سے جوڑ رہا تھا۔ معلوم ہوا یہی کاروانِ خاص ہے جو ہم زندانیوں کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ بعض احباب جو مجھ سے پہلے پہنچائے جا چکے تھے ان کے چہروں پر بے خوابی اور ناوقت کی بیداری بول رہی تھی۔ کوئی کہتا تھا، ''رات دو بجے سویا اور چار بجے اُٹھا دیا گیا۔'' کوئی کہتا، ''بہ مشکل ایک گھنٹا نیند کا ملا ہوگا۔'' میں نے کہا، ''معلوم نہیں سوئی ہوئی قسمت کا کیا حال ہے؟ اسے بھی کوئی جگانے کے لیے پہنچا یا نہیں۔'' ساڑھے سات بج چکے تھے کہ ٹرین نے کوچ کی سیٹی بجائی۔ بمبئی میں جو افواہیں گرفتاری سے پہلے پھیلی ہوئی تھیں ان میں احمد نگر کے قلعے اور پونہ کے آغا خان پیلس کا نام یقین کے ساتھ لیا جا رہا تھا۔ جب کلیان اسٹیشن سے ٹرین آگے بڑھی اور پونہ کی راہ اختیار کی تو سب کو خیال ہوا غالبًا منزل پونہ ہی ہے۔ لیکن جب پونہ قریب آیا تو ایک غیر آباد اسٹیشن پر صرف بعض رفقا اُتار لیے گئے اور بمبئی کے مقامی قافلے کو بھی اُترنے کے لیے کہا گیا مگر ہم سے کچھ نہیں کہا گیا۔ اب احمد نگر ہر شخص کی زبان پر تھا کیونکہ اگر پونہ میں ہم نہیں اُتارے گئے تو پھر اس رُخ پر احمد نگر کے سوا اور کوئی جگہ نہیں ہو سکتی۔ ایک صاحب نے جو انھی اطراف کے رہنے والے ہیں، بتلایا کہ پونہ اور احمد نگر کا باہمی فاصلہ ستّر اسّی میل سے زیادہ نہیں، اس لیے زیادہ سے زیادہ دو ڈھائی گھنٹے کا سفر سمجھنا چاہیے۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ ملک کے تقریباً تمام تاریخی مقامات دیکھنے میں آئے مگر قلعۂ احمد نگر دیکھنے کا کبھی اِتفاق نہیں ہوا۔ ایک مرتبہ جب بمبئی میں تھا تو قصد بھی کیا تھا مگر پھر حالات نے مہلت نہ دی۔ یہ شہر ہندوستان کے ان خاص مقامات میں ہے جن کے ناموں کے ساتھ صدیوں کے انقلابوں کی داستانیں وابستہ ہوگئی ہیں۔ پہلے یہاں بھینگر نامی ندی کے کنارے ایک اِسی نام کا گاؤں آباد تھا۔ پندرھویں صدی مسیح کے آخر میں جب دکن کی بہمنی حکومت کمزور پڑ گئی تو ملک احمد نظام الملک بھیری نے علمِ استقلال بلند کیا اور بھینگر کے قریب احمد نگر کی بنیاد ڈال کر جنّر کی جگہ اسے شہر بنایا۔ اس وقت سے نظام شاہی مملکت کا دار الحکومت یہی مقام بن گیا۔ چند برسوں کے اندر اس شہر نے وہ رونق و وسعت پیدا کر لی تھی کہ بغداد اور قاہرہ کا مقابلہ کرنے لگا تھا۔ یہی احمد نگر کا قلعہ ہے جس کی سنگی دیواروں پر برہان نظام شاہ کی بہن چاند بی بی نے اپنے عزم و شجاعت کی یادگارِ زمانہ داستانیں کندہ کی تھیں۔

دو بجنے والے تھے کہ ٹرین احمد نگر پہنچی۔ اسٹیشن میں سنّاٹا تھا۔ صرف چند فوجی افسر ٹہل رہے تھے۔ انھی میں مقامی چھاؤنی کا کمانڈنگ آفیسر بھی تھا جس سے ہمیں ملایا گیا۔ ہم اُترے اور فوراً اسٹیشن سے روانہ ہوگئے۔ اسٹیشن سے قلعے تک سیدھی سڑک چلی گئی ہے۔ راہ میں کوئی موڑ نہیں ملا۔ میں سوچنے لگا کہ مقاصد کے سفر کا بھی ایسا ہی حال ہے۔ جب قدم اُٹھا دیا تو پھر کوئی موڑ نہیں ملتا۔ اگر مڑنا چاہیں تو صرف پیچھے ہی کی طرف مڑ سکتے ہیں لیکن پیچھے مڑنے کی راہ یہاں پہلے سے بند ہو جاتی ہے۔

اسٹیشن سے قلعے تک کی مسافت زیادہ سے زیادہ دس بارہ منٹ کی ہوگی۔ قلعے کا حصار پہلے کسی قدر فاصلے پر دِکھائی دیا۔

پھر یہ فاصلہ چند لمحوں میں طے ہو گیا۔ اب اس دنیا میں جو قلعے سے باہر ہے اور اس میں جو قلعے کے اندر ہے، صرف ایک قدم کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ چشم زدن میں یہ بھی طے ہو گیا اور ہم قلعے کی دنیا میں داخل ہو گئے۔ غور کیجیے تو زندگی کی تمام مسافتوں کا یہی حال ہے۔ خود زندگی اور موت کا باہمی فاصلہ بھی ایک قدم سے زیادہ نہیں ہوتا۔

معانی و اشارات

گرانی	-	بھاری پن	Heaviness
مسودہ	-	لکھا ہوا کاغذ	Manuscript
اُمس	-	ماحول کا بھاری پن	Sultry condition
جوار بھاٹا	-	مد و جزر	High and low tides
حصار	-	احاطہ، گھیرا	Fence, boundary
زندانی	-	قیدی	Prisoner
کوچ	-	روانگی	Embarkment
قصد	-	ارادہ	Intention, Plan
دارالحکومت	-	راجدھانی	Capital
علَمِ استقلال	-	اپنے پکے ارادے کا جھنڈا	Flag of consistency
عزم و شجاعت	-	پکا ارادہ اور بہادری	Bravery
کندہ کرنا	-	کھودنا	Carve
چشم زدن میں	-	پلک جھپکتے ہی	In a wink of eye
مسافت	-	فاصلہ	Distance

مشقی سرگرمیاں

سبق کا بغور مطالعہ کیجیے اور ذیل کی سرگرمیاں مکمل کیجیے۔

✧ 'جان پہچان' کی مدد سے خاکہ مکمل کیجیے۔

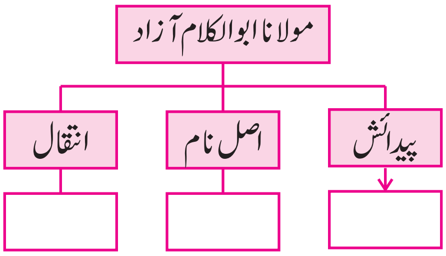

✧ سبق کی مدد سے مولانا آزاد کی گرفتاری کے دن کا رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

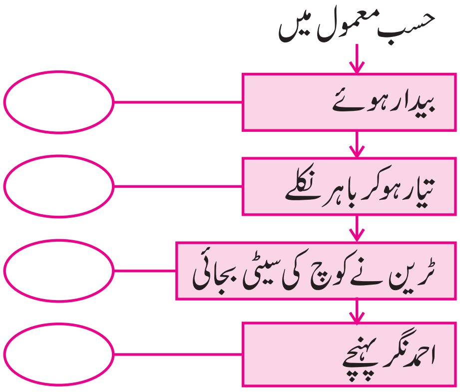

✧ ہدایت کے مطابق عمل کیجیے۔

۱۔ میں نے اسپرین کی دو گولیاں منہ میں ڈالیں۔
(جملے میں مبتدا اور خبر پہچان کر لکھیے)

۲۔ جس کی سنگی دیواروں پر چاند بی بی نے اپنے عزم و شجاعت کی یادگار زمانہ داستانیں کندہ کی تھیں۔
(خط کشیدہ اسم کی قسم پہچانیے)

۳۔ جس میں صاحبِ مکان کا لڑکا دھیرو رہتا ہے۔
(جملے میں فعل کو خط کشیدہ کیجیے)

۴۔ اسٹیشن سے قلعے تک کی مسافت زیادہ سے زیادہ دس بارہ منٹ کی ہوگی۔ (خط کشیدہ صفت پہچانیے)

۵۔ میں نے دھیرو سے کہا، "مجھے ڈیڑھ گھنٹا تیاری میں لگے گا، ان سے کہہ دو کہ انتظار کریں۔"
("مجھے .... کریں۔" اس جملے میں استعمال کی گئی علاماتِ اوقاف کے نام لکھیے)

✧ مولانا آزاد کے بے اختیار ہو کر قلم رکھ دینے کا سبب بیان کیجیے۔

✧ سبق میں بیان کیے گئے سمندر کے منظر کو اپنے لفظوں میں تحریر کیجیے۔

✧ فوجی افسروں کی آمد کے بعد مولانا آزاد کی مصروفیت قلم بند کیجیے۔

✧ ناوقت کی بیداری پر مولانا آزاد اور ان کے رفقا کے تبصرے اپنے لفظوں میں بیان کیجیے۔

✧ بمبئی سے احمد نگر تک مولانا ابوالکلام کے سفر کا رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

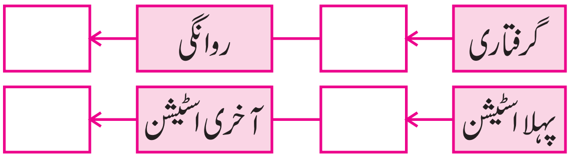

✧ نظر بند کرنے کے لیے احمد نگر قلعہ لے جانے پر مولانا کے تاثرات تحریر کیجیے۔

✧ احمد نگر کی خصوصیات سے ذیل کے شبکی خاکے کو مکمل کیجیے۔

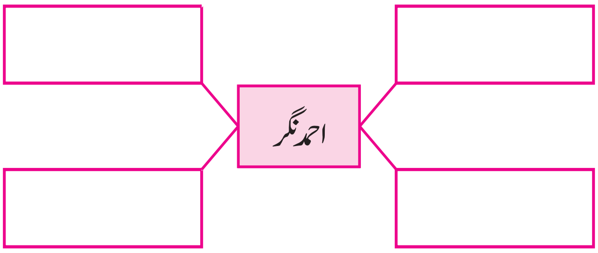

✧ سبق میں مولانا ابو الکلام نے تین جگہوں پر اپنے ذاتی تاثرات بیان کیے ہیں، انھیں تلاش کرکے نقل کیجیے۔

✧ احمد نگر کے قلعے کی تاریخی حیثیت پر پانچ جملے لکھیے۔

✧ ذیل کے جملے سے ایسا سوالیہ جملہ ترتیب دیجیے جس کا جواب جملے کے خط کشیدہ الفاظ ہوں۔

۱۔ مجھے ڈیڑھ گھنٹا تیاری میں لگے گا۔

۲۔ ٹرین احمد نگر پہنچی۔

۳۔ نظام الملک بھیری نے احمد نگر کی بنیاد ڈالی۔

۴۔ رات دو بجے سویا اور چار بجے اُٹھا دیا گیا۔

۵۔ زندگی اور موت کا باہمی فاصلہ ایک قدم سے زیادہ نہیں۔

✧ سبق سے اسم خاص اور اسم عام کی پانچ پانچ مثالیں لکھیے۔

✧ ذیل کے واحد کی جمع اور جمع کے واحد سبق سے تلاش کرکے لکھیے۔

۱۔ رفیق	۲۔ مقام	۳۔ مقصد
۴۔ خط	۵۔ طرف	۶۔ عزائم
۷۔ حال	۸۔ مسافت	۹۔ مسودات
۱۰۔ داستان		

تحریری سرگرمی

✧ تاریخی مقامات کی حفاظت/تاریخی ورثے کی حفاظت کے لیے پانچ مخصوص نعرے لکھیے۔

✧ کسی تاریخی یا تفریحی مقام کی سیر کی روداد لکھیے۔

✧ اپنے کزن کے نام خط لکھیے اور تعلیمی سیر کے بارے میں معلومات دیجیے۔

✧ سبق 'بمبئی سے احمد نگر تک' پڑھ کر اپنی ذاتی ڈائری لکھیے۔

عملی قواعد

جملے کی قسمیں (Types of sentence)

بیانیہ جملہ (Narrative sentence)

ان جملوں کو پڑھیے۔

رات کی اُمس ختم ہوگئی تھی۔

لیٹتے ہی آنکھ لگ گئی۔

کسی نے میرا پیر دبا دیا۔

کاروکٹوریہ ٹرمینس اسٹیشن پر پہنچی۔

ان جملوں سے ہمیں کچھ پتا چلتا ہے مثلاً پہلے جملے سے رات کی ایک خاص حالت کے ختم ہونے کی خبر ملتی ہے۔ مثالوں کے دوسرے جملے بھی یہی کچھ بتاتے ہیں۔ ایسا جملہ جس سے کسی واقعے کی خبر ملتی ہو، **'بیانیہ جملہ'** (narrative sentence) کہلاتا ہے۔

۵۔ مجاہدِ آزادی عبدالحمید انصاری

ماخوذ

7TR3FF

پہلی بات : انگریزی زبان کے ایک محاورے کے مطابق قلم تلوار سے زیادہ طاقت ور ہوتا ہے۔قلم کار اپنے مضامین اور کتابوں کے ذریعے لوگوں کو غور وفکر کی دعوت دیتے ہیں اور سماج میں بیداری پیدا کرتے ہیں۔ انگریزوں کے خلاف جنگِ آزادی میں شامل ہمارے کئی رہنماؤں نے یہ طریقہ اپنایا اور اخبارات نکالے۔ انھی عظیم انقلابیوں میں عبدالحمید انصاری بھی تھے جنھوں نے اس مقصد کے تحت اُردو اخبار 'انقلاب' جاری کیا تھا۔ ذیل کے مضمون میں ان کے حالاتِ زندگی اور کارنامے بیان کیے گئے ہیں۔ اس مضمون کی تیاری میں جاوید جمال الدین کی کتاب 'عبدالحمید انصاری : انقلابی صحافی اور مجاہدِ آزادی' سے مدد لی گئی ہے۔

روزنامہ 'انقلاب' ممبئی کے بانی اور مجاہدِ آزادی عبدالحمید انصاری کا شمار ان ہستیوں میں ہوتا ہے جو ذاتی جدوجہد سے عظمت، مقام اور مرتبہ حاصل کرتی ہیں۔ عبدالحمید انصاری ۳۱/ دسمبر ۱۹۰۶ء کو ممبئی میں پیدا ہوئے۔ ابھی ان کی عمر دس برس کی تھی کہ والدین کا انتقال ہو گیا۔ کچھ عرصہ بہن خدیجہ اور بڑے بھائی عبدالرحمٰن نے انھیں سنبھالا۔ حالات اور سخت ہوئے تو سر محمد یوسف کے قائم کردہ یتیم خانے واقع نہوا شیوا میں انھیں داخل کر دیا گیا۔ عبدالحمید نے ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی۔ بعد میں وہ انجمن اسلام ہائی اسکول، ناگپاڑہ میں داخل ہوئے۔ اُردو فائنل اور انگریزی کی تین جماعتیں کامیاب کیں۔ ابتدا میں روزگار کے لیے ٹیوشن پڑھایا۔ عارضی طور پر مدرّسی کا پیشہ اختیار کیا مگر قسمت کو کچھ اور منظور تھا۔

اس زمانے میں آزادی کے متوالے پورے ملک میں سرگرمِ عمل تھے۔ علی برادران کی خلافت تحریک میں گاندھی جی کی شمولیت نے ہندو مسلمانوں کو قریب کر دیا تھا۔ لوگ جوق در جوق آزادی کی جدوجہد سے جڑ رہے تھے۔ نوجوانوں میں جوش وخروش تھا۔ سماجی اور فلاحی اِدارے بھی خوب سرگرم تھے۔ اُن دِنوں ممبئی میں 'محفل افضال پیمبری' نیشنلسٹ مسلمانوں کی ایک فعال انجمن تھی۔ نوجوان عبدالحمید انصاری فرصت کے لمحات انجمن کے دفتر میں گزارتے تھے۔ انھوں نے اپنی سماجی، سیاسی سرگرمیاں یہیں سے شروع کیں اور اخیر عمر تک اس انجمن سے وابستہ رہے۔ خلافت تحریک کے دوران ممبئی میں 'مجلسِ احرار' کا دفتر قائم ہوا تو وہ اس سے بھی منسلک ہو گئے اور اس کے رضاکار بن کر پہلے سرخ پوش بنے، پھر کھدر پوش اور خلافت کی سند حاصل ہوئی تو جمعیۃ العلما کی مسندِ صدارت پر رونق افروز ہوئے۔

عبدالحمید انصاری پُرجوش نوجوان تھے۔ قدرت نے انھیں تحریر وتقریر کا ہنر عطا کیا تھا۔ مہاتما گاندھی نے جب نمک ستیہ گرہ کے لیے ڈانڈی کی طرف کوچ کیا تو ملک بھر میں نمک کے قانون کے خلاف احتجاج ہوا۔ ہزاروں احتجاجی گرفتار کر لیے گئے۔ انصاری صاحب بھی اس احتجاج میں شریک تھے، گرفتار کر کے پونہ کی ایروڈا جیل میں بھیج دیے گئے۔ قید کے دوران انھوں نے بہت کچھ سیکھا۔ ممتاز اہلِ قلم رہنماؤں کی صحبت میں رہ کر ان کی فکر میں نکھار آیا۔ وہ اُردو، فارسی، عربی زبانیں

جانتے تھے۔ جیل میں رہ کر انھوں نے مراٹھی، گجراتی اور انگریزی بھی سیکھ لی۔

عبدالحمید انصاری میں انسانی ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ کسی کو دکھ اور تکلیف میں مبتلا دیکھتے تو تڑپ اُٹھتے۔ قید کے دوران قیدیوں کے ساتھ ہونے والے غیر انسانی سلوک نے انھیں بے چین کردیا۔ وہ قیدیوں کو ایذا رسانی پر بھڑک اُٹھے اور جیل کے سپاہیوں اور وارڈن سے لڑنے جھگڑنے لگے۔ جیلر نے اس کا سخت بدلہ لیا۔ انھیں چکّی پیسنے کی سزا سنائی اور علیٰحدہ کوٹھری میں بند کرنے کا حکم دے دیا۔ انصاری صاحب نے قدم پیچھے نہیں لیا۔ معافی مانگنا تو دُور، انھوں نے احتجاج جاری رکھا اور بھوک ہڑتال شروع کردی۔ انھوں نے کھانا بالکل بند کردیا۔ بس پانی استعمال کرتے رہے۔ پھر ان کی صحت خراب ہونے لگی۔ انگریز جیلر پریشان ہوگیا۔ انگریز عدم تشدد، ستیہ گرہ اور ہڑتال سے پریشان ہوجاتے تھے۔ ان کی راتوں کی نیندیں حرام ہوجاتی تھیں۔ جیل سپرنٹنڈنٹ میجر مارٹن نے انھیں ہموار کرنے کی کوشش کی۔ کانگریس سے علیٰحدگی اور حکومت سے معافی مانگنے کی شرط پر تمام الزامات سے بری کرنے کی پیشکش بھی کی مگر ناکام رہا۔ تنگ آکر انھیں ناقابلِ اصلاح قیدی قرار دے دیا گیا۔ ملکہ اور تاجِ برطانیہ سے بغاوت اور تشدّد کے الزام میں وہ کال کوٹھری میں قیدِ تنہائی کے سزاوار قرار دیے گئے۔

کال کوٹھری میں ان کا سامنا ایک ایسے سخت جمعدار سے ہوا جو انتہائی سنگ دل اور بے رحم تھا اور کمبل پریڈ کی سزا دینے میں پیش پیش رہتا تھا۔ انصاری صاحب کو ہمیشہ ڈراتا، دھمکاتا اور بات بے بات پر پٹائی کرتا تھا۔ انصاری صاحب خوف نہ کھاتے بلکہ ایک ہندوستانی ہونے کی وجہ سے اکثر اُس کی ذہن سازی کرتے تھے۔ وہ کہا کرتے، ”میں نے وطن کی محبت میں جیل کی زندگی بہ رضا قبول کی ہے۔ میں ایک ایسے رسولؐ کا اُمتی ہوں جس نے ہمیشہ مظلوموں کا ساتھ دیا۔“

انصاری صاحب جیل سے رہائی کے بعد صحافت کے میدان میں سرگرم ہوگئے۔ روزنامہ ’الہلال‘ کے مدیر، طابع اور ناشر رہے۔ اشتعال انگیز مضمون لکھنے کے جرم میں انھیں دوبارہ قید کردیا گیا مگر ان کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی۔ دسمبر ۱۹۳۸ء میں انھوں نے روزنامہ ’انقلاب‘ جاری کیا اور اپنی بے باک تحریروں سے آزادی کے تصور کو عام کیا۔ انصاری صاحب سچے محبّ وطن اور ہندو مسلم اتحاد کے حامی تھے۔ اُن کا کہنا تھا کہ ”جب تک ہندو مسلم شیر و شکر نہیں ہوجاتے تب

ڈانڈی یاترا

ڈانڈی یاترا ہندوستان کی تحریک آزادی کا ایک اہم واقعہ ہے۔ مہاتما گاندھی سوراج پارٹی اور انڈین نیشنل کانگریس کے درمیان اختلافات کو ختم کرنے میں لگے رہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے چھوت چھات، شراب نوشی، جہالت اور غربت کے خلاف بھی تحریک جاری رکھی۔ تحریک آزادی میں حصہ لینے کے لیے وہ ۱۹۲۸ء میں دوبارہ منظر عام پر آئے۔ انھوں نے سائمن کمیشن کی پرزور مخالفت کی۔ کلکتہ میں ہونے والے کانگریس کے ایک اجلاس میں ہندوستانیوں کے اقتدار کی تجویز بھی پاس کروائی اور ایسا نہ ہونے پر انھوں نے عدم تعاون تحریک کی دھمکی دی۔

جب انگریز حکومت نے نمک پر بھاری ٹیکس لگا دیا تو عوام کو بڑی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ایسے ماحول میں گاندھی جی نے نمک ستیہ گرہ کا اعلان کیا۔ ۱۲/ مارچ سے ۶/ اپریل ۱۹۳۰ء تک جاری اس ستیہ گرہ کو ’ڈانڈی یاترا‘ بھی کہتے ہیں۔ گاندھی جی اپنے ۸۰/ ساتھیوں کے ساتھ احمد آباد سے گجرات کے ساحلی شہر ڈانڈی کی طرف روانہ ہوئے اور ۳۹۰/ کلومیٹر کا پیدل سفر طے کرکے ڈانڈی پہنچے جہاں گاندھی جی نے نمک کا قانون توڑا۔ اس یاترا کو "White flowing river" بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس یاترا میں شریک سبھی افراد سفید کھدر کا لباس پہنے ہوئے تھے۔

تک یہ جوش و مسرت بے کار ہے۔'' ۱۵/ اگست ۱۹۴۷ء کو ملک کی آزادی کی مبارکباد دیتے ہوئے 'انقلاب' کے اداریے میں انھوں نے لکھا، ''آزادی کا جشن تنہا نہ منایا جائے۔ ہندو اور مسلمان مل کر جشن منائیں۔''

انصاری صاحب پوری زندگی ''ارادے بلند رکھو اور کوشش کیے جاؤ'' کے قول پر عمل پیرا رہے۔ ۵/ مارچ ۱۹۷۲ء کو عارضۂ قلب کے باعث ان کا انتقال ہوا۔

معانی واشارات

عارضی طور پر	-	تھوڑے وقت کے لیے Temporary
جوق در جوق	-	کثیر تعداد میں، مسلسل Rushing
فلاحی ادارہ	-	عوام کی بھلائی کے کام کرنے والا ادارہ Welfare institution
سرگرم ہونا	-	لگن اور جوش کے ساتھ مصروف ہونا To be active
فعال	-	بہت کام کرنے والا Active
احرار	-	حُر کی جمع، آزاد Free, liberty
منسلک ہونا	-	تعلق رکھنا To be connected
رضا کار	-	اپنی مرضی سے سماجی کام کرنے والا Volunteer
ایذا رسانی	-	تکلیف پہنچانا Torture
بھڑک اُٹھنا	-	غصّے میں آ جانا To be angry
قدم پیچھے نہ لینا	-	ارادے پر جمے رہنا To be determined
بری	-	آزاد Discharge
ملکہ	-	مراد انگلستان کی ملکہ وکٹوریہ Victoria the queen
تاجِ برطانیہ	-	برطانوی حکومت British Empire
ذہن سازی	-	کسی بات یا عمل کے لیے لوگوں کو سمجھانا/ تیار کرنا To build consensus
بہ رضا	-	خوشی/ مرضی سے Willingly
پائے استقامت میں لغزش نہ آنا	-	پکے ارادے سے بالکل نہ ہٹنا To be stubborn
شیر و شکر نہ ہونا	-	میل ملاپ نہ ہونا، اتحاد و اتفاق نہ ہونا Disagree, Discord

مشقی سرگرمیاں

سبق پڑھ کر دی ہوئی سرگرمیاں ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔

✧ سبق کی مدد سے عبدالحمید انصاری کے بارے میں رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

عبدالحمید انصاری

- پیدائش ← ....
- عمر کا دسواں سال ← ....
- دیکھ بھال ← ....
- ابتدائی تعلیم ← ....
- ہائی اسکول ← ....

✧ ستون 'الف' اور ستون 'ب' میں مناسب جوڑیاں لگائیے۔

	ستون 'الف'	ستون 'ب'
۱۔	اخبار	خلافت
۲۔	انجمن	ہلال
۳۔	تحریک	مجلسِ احرار
۴۔	رضا کار	افضالِ پیمبری
۵۔	مدیر، طابع و ناشر	انقلاب

✧ درج ذیل فقروں کے لیے مناسب لفظ/ ترکیب لکھیے۔

۱۔ وطن کی جدوجہد آزادی میں حصہ لینے والے لوگ

۲۔ ایسے بچے جن کے ماں اور باپ انتقال کر گئے ہوں

۳۔ لڑائی جھگڑے کے بغیر آزادی کی جدوجہد

۴۔ وطن سے سچی محبت رکھنے والے

✣ صرف نام لکھیے۔

۱۔ ایروڈا جیل کے سپرنٹنڈنٹ ← ....

۲۔ 'الہلال' کے مدیر، طابع و ناشر ← ....

۳۔ ڈانڈی مارچ کے قائد ← ....

۴۔ خلافت تحریک کے بانی ← ....

✣ دیے ہوئے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

۱۔ جوق در جوق ۲۔ کوٹ کوٹ کر

✣ جس طرح انگریزی - انگلستان کی زبان

فارسی - فارس کی زبان

اسی طرح

عربی - ....

بنگالی - ....

گجراتی - ....

پنجابی - ....

✣ 'محفلِ افضالِ پیمبری' کی معلومات دیجیے۔

✣ ایروڈا جیل میں دوسری مرتبہ قید ہونے کی وجہ تحریر کیجیے۔

✣ سرخ پوش اور کھدر پوش بننے کے مرادی مفہوم بیان کیجیے۔

✣ عبدالحمید انصاری جن زبانوں سے واقف تھے ان کے نام لکھیے۔

✣ عبدالحمید انصاری میں انسانی ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اس بیان کے ثبوت میں مثال تحریر کیجیے۔

✣ عبدالحمید انصاری کو تمام الزامات سے بری کرنے کے لیے میجر مارٹن کی شرط کو اپنے لفظوں میں لکھیے۔

✣ عبدالحمید انصاری کے وطن کی خاطر جیل جانے اور قید تنہائی قبول کرنے کا سبب بیان کیجیے۔

✣ یومِ آزادی سے متعلق عبدالحمید انصاری کے مشورے کو تحریر کیجیے۔

✣ سبق سے واوِ عطف کی مثالیں لکھیے۔

✣ سبق سے ایسے الفاظ تلاش کیجیے جن میں سابقے اور لاحقے استعمال کیے گئے ہیں۔

✣ مجاہدینِ آزادی کے لیے استعمال کیے گئے دیگر الفاظ لکھیے۔

سرگرمی/منصوبہ :

✣ تحریکوں کی معلومات حاصل کیجیے۔

۱۔ خلافت تحریک ۲۔ بھارت چھوڑو تحریک

✣ درج ذیل تنظیموں کی جدوجہد آزادی میں شمولیت کی معلومات حاصل کر کے لکھیے۔

۱۔ جمعیۃ العلما ۲۔ مجلسِ احرار

✣ اس سبق میں اخبار 'انقلاب' کا تذکرہ ہے۔ اخبار حاصل کر کے اس کا مطالعہ کیجیے۔

تحریری سرگرمی

✣ 'ارادے بلند رکھو اور کوشش کیے جاؤ' یہ قول عزم و حوصلے کی تحریک دیتا ہے۔ اس طرح کے کم از کم پانچ اقوال لکھیے۔

✣ آپ کی اسکول میں منائے گئے جشنِ آزادی کے جلسے کی روداد لکھیے۔

✣ 'اخبار بینی' (میرا پسندیدہ مشغلہ) پر دس سطروں کا مضمون لکھیے۔

۶۔ سورج

ابنِ انشا

7TZYH3

پہلی بات : ہوا، پانی، غذا، لباس، مکان وغیرہ ہماری بنیادی ضرورتیں ہیں۔ قدرت نے یہ سب چیزیں عام طور پر مہیا کر رکھی ہیں۔ استعمال کے دوران ان کی قدر و قیمت محسوس نہیں ہوتی لیکن جب ہم ان میں سے کسی چیز سے محروم ہو جاتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ یہ خدا کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ ذیل کے مضمون میں ابنِ انشا نے سورج کی اہمیت کو مزاحیہ انداز میں واضح کیا ہے۔ اس مضمون کی بنیاد اس تصور پر ہے کہ اگر کسی دن سورج نہ نکلے تو انسانی زندگی کے مختلف شعبوں پر کیا اثرات پڑیں گے۔ مذہبی کتابوں میں مذکور ہے کہ قیامت کے آنے پر سورج بے نور کر دیا جائے گا۔ مصنف نے اس تصور سے اپنی موجودہ زندگی کو دیکھا ہے۔

جان پہچان : شیر محمد خان ابنِ انشا ۱۹۲۶ء میں پیدا ہوئے۔ طنز و مزاح نگار اور اعلیٰ پایے کے شاعر تھے۔ انھوں نے مختلف ملکوں میں سفر کے حالات اور مشاہدات کو اپنے سفر ناموں میں دلکش انداز میں پیش کیا۔ ان کی تحریریں ہنسنے ہنسانے کے ساتھ غور و فکر کی دعوت دیتی ہیں۔ ان کے مضامین میں شگفتگی، بے ساختگی اور تیکھا پن ہے۔ 'اُردو کی آخری کتاب، ابنِ بطوطہ کے تعاقب میں، چلتے ہو تو چین کو چلیے' ان کی مشہور کتابیں ہیں۔

اخبار میں ایک برطانوی سائنس داں کا بیان آیا ہے کہ سورج کی میعاد ختم ہونے والی ہے۔ ایک روز یک لخت اس کا چراغ گل ہو جائے گا۔ اس کا جانا ٹھہر گیا ہے، صبح گیا یا شام گیا۔

یہ خبر پڑھ کر ہماری آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھا گیا کیونکہ اس امر کے باوجود کہ ہمیں سورج پر بعض اعتراض ہیں، اس کی خوبیاں اظہر من الشّمس ہیں مثلاً یہی کہ اس میں تیل پڑتا ہے نہ بجلی کا خرچ ہے، پھر بھی اچھی خاصی روشنی دیتا ہے۔ ہمارا اس پر اعتراض فقط یہ ہے کہ یہ غلط وقت پر نکلتا ہے یعنی صبح سات بجے جبکہ ہماری بھرپور نیند کا وقت ہوتا ہے۔ اگر دوپہر کو یا شام کو نکلا کرے تو کتنی اچھی بات ہو۔ لیکن کوئی نہ کوئی نقص تو ہر چیز میں ہوتا ہے حتیٰ کہ کہتے ہیں 'داغ تو سورج میں بھی ہوتا ہے۔'

سورج اگر ختم ہو گیا تو اس کے نتائج بڑے سنگین اور دور رس ہوں گے۔ عام لوگ تو اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ سب سے زیادہ زد تو دھوبیوں پر پڑے گی کیونکہ ان بیچاروں کا تو روزگار ہی کپڑے دھونا ہے۔ خیر دھو تو لیں گے، سُکھائیں گے کیسے؟ دوسری کاری ضرب ان کارخانوں اور دکانوں پر پڑے گی جو چھتریاں بناتے بیچتے ہیں۔ ٹھنڈی بوتلوں والوں کا کاروبار بھی ٹھنڈا ہو جائے گا۔ پھر اس کا اثر دنیا کے علاوہ دین پر بھی پڑنے کا اندیشہ ہے۔ رمضان شریف کے دنوں میں سورج بڑے کام آتا ہے۔ روزہ رکھنے میں تو خیر کوئی ایسی مشکل نہیں کیونکہ تڑکے رکھا جاتا ہے لیکن لوگ کھولا کیسے کریں گے؟ اس کے لیے تو

غروبِ آفتاب کی شرط ہے۔ ہم اپنے ایک دوست کے بارے میں بھی فکرمند ہیں۔ ان کا اُصول ہے کہ صبح صبح ستاروں کی چھاؤں میں چرند پرند کے ساتھ اُٹھ بیٹھتے ہیں اور سورج نکلنے تک سیر اور ورزش کرتے ہیں۔ نہ سورج ہو نہ نکلے۔ ظاہر ہے قیامت تک سیر کرتے رہیں گے۔ یا ڈنڈ پیل پیل کر بے حال ہوجائیں گے۔ اب تو لوگ تاریکی سے گھبرا کر سویرا ہونے کی آرزو کرتے ہیں۔ آئندہ رات کے ہونے کی تمنا کیا کریں گے کیونکہ رات میں کم از کم چاند تو ہوتا ہے۔ دن میں تو تارے تک نہیں ہوتے۔ ہوتے بھی ہیں تو ہر ایک کو نظر نہیں آتے۔ اور ہم اُردو کے محاورہ داں آئندہ کس چیز کو چراغ دِکھایا کریں گے؟

ہم ان سائنس دانوں کے ہاتھوں بہت تنگ ہیں۔ کبھی کہتے ہیں دنیا ختم ہونے والی ہے۔ سامان باندھ لو۔ تیار رہو۔ کبھی فرماتے ہیں، سورج کا آخری وقت آن پہنچا ہے۔ عزیزو! اب اللہ ہی اللہ ہے۔ ہمیں تو یہ ساری کارستانی برطانوی سائنسداں صاحب کی معلوم ہوتی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ برطانیہ کے اقبال کا آفتاب کبھی غروب نہ ہوتا تھا لیکن پھر غروب ہونا شروع ہوا تو ہوتا ہی چلا گیا۔ اب انگریز کہتے ہیں کہ ہم تو ڈوبے ہیں میاں، تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔ یقین ہے آگے چل کر اس سلسلے میں اور نظریے بھی سامنے آئیں گے۔ امریکہ کو بین الاقوامی کمیونزم کی سازش نظر آئے گی کہ اندھیرا کر کے یہ لوگ ہم پر میزائیل پھینکنا چاہتے ہیں۔ روس امریکی سامراج کی سازش کا سراغ لگائے گا کہ اب امریکہ کے تیل کے اجارہ داروں کی بن آئے گی۔ مٹی کا تیل غریب ملکوں میں جس بھاؤ چاہیں گے، بیچیں گے۔ پیکنگ ڈیلی کا سیاسی وقائع نگار یوں بھانڈا پھوڑے گا کہ یہ امریکہ اور روس کی ملی بھگت ہے کیونکہ چین مشرق کی طرف ہے اور سورج مشرق ہی سے نکلا کرتا تھا۔

اتنا بڑا واقعہ ہوجانے پر ہر طرف ہلچل سی مچ جائے گی۔ اخبارات سورج نمبر نکالیں گے۔ ہاکر آواز لگاتے پھریں گے، ''ہوگیا... ہوگیا سورج کا ڈبا گول ہوگیا۔'' بیانوں میں ہر چیز کا خیر مقدم کرنے والے اب کے یہ بیان بھی دیں گے کہ ہم سورج کے ختم ہونے کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ اپوزیشن والے کہیں گے، ''بالغ رائے دہندگی کو نظر انداز کرنے کا یہی نتیجہ ہونا تھا۔'' کوئی بیان دے گا کہ میں نے ۱۹۲۱ء ہی میں بتا دیا تھا کہ ایسا ہونے والا ہے۔ ڈاکٹر صاحب فرمائیں گے کہ علامہ اقبالؔ نے مجھے ہدایت کی تھی کہ سورج کا خیال رکھنا، اسے کوئی نقصان نہ پہنچ جائے لیکن اخبار والے اپنے کالم میں بتائیں گے کہ سورج کے نہ ہونے کا خوابوں کی نفسیاتی تحلیل پر کیا اثر پڑے گا۔ بڑے بڑے عالم انسائیکلوپیڈیا کے حوالے دے کر بتائیں گے کہ سورج بڑی پرانی چیز ہے۔ وہ اس کے سارے نام بھی گنائیں گے۔

ہم نے اس خبر کا صرف ضروری حصہ کالم کے شروع میں دیا ہے ورنہ خبر لمبی ہے اور اس میں بہت سی تفصیلات ہیں جن سے ہمیں یا ہمارے قارئین کو کوئی دلچسپی نہیں ہوسکتی مثلاً یہی کہ یہ حادثہ آج سے تین کروڑ سال بعد پیش آئے گا اگر آیا تو...

معانی و اشارات

میعاد	مدت	Period
چراغ گل ہونا	چراغ بجھنا	Put the light off
امر	بات	Issue
اظہر من الشّمس	سورج کی طرح روشن/ظاہر	Obvious, self-evident
نتائج	نتیجہ کی جمع	Results
دوررس	دور تک پہنچنے والا	Far-reaching, farseeing
زد پڑنا	مار پڑنا	To be stroken, to be affected
کاری ضرب	سخت مار	Hard stroke
کارستانی	شرارت	Mischief
سامراج	شاہی حکومت	Empire
سراغ	پتا	Sign
اجارہ دار	تجارت کا اکیلا مالک	Autonomous
بن آنا	بھلا ہونا	Succeed
وقائع نگار	رپورٹر	Reporter
خیر مقدم	استقبال	Welcome
بالغ رائے دہندگی	بالغ ہونے پر ووٹ دینا	Voting
نفسیاتی تحلیل	ذہنی حالت کا تجزیہ	Psychological analysis

مشقی سرگرمیاں

سبق کا مطالعہ کرکے ذیل کی سرگرمیاں مکمل کیجیے۔

✧ 'جان پہچان' کی مدد سے رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

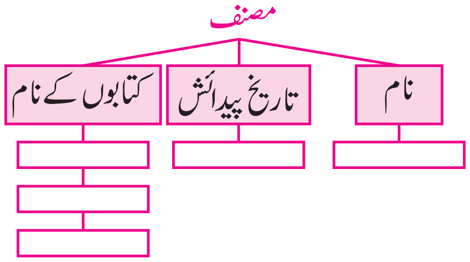

✧ آپ کے مطابق زندگی کی بنیادی ضرورتوں کے لحاظ سے ذیل کا شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔

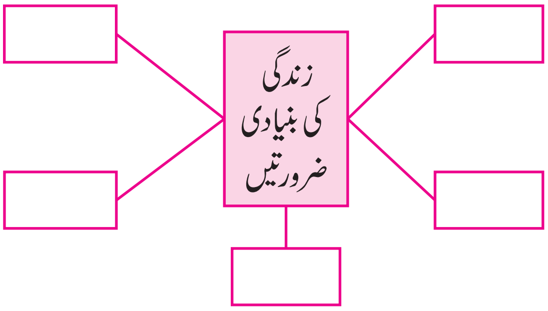

✧ مصنف کے مطابق سورج نکلنے کا صحیح وقت لکھیے۔

✧ سبق کے حوالے سے سورج کی خوبیاں تحریر کیجیے۔

✧ سورج کے ختم ہوجانے کا سب سے زیادہ اثر جن پر پڑ سکتا ہے ان کے نام اور پیشے لکھیے۔

✧ سورج کے ختم ہوجانے پر رمضان شریف کے بارے میں مصنف کے اندیشے کو تحریر کیجیے۔

✧ سورج کے ختم ہوجانے پر صبح سویرے اُٹھنے اور ورزش کرنے والے دوست کا حال اپنے لفظوں میں لکھیے۔

✧ مصنف کے مطابق برطانوی سائنس داں کی کارستانی قلم بند کیجیے۔

✧ چین کا امریکہ اور روس کی ملی بھگت کے الزام کا سبب لکھیے۔

✧ سبق سے چار متضاد الفاظ کی جوڑیاں تلاش کرکے لکھیے۔

✧ درج ذیل کے لیے ایک لفظ لکھیے۔

۱۔ سورج کا نکلنا ←

۲۔ سورج کا ڈوبنا ←

۳۔ سورج کی طرح روشن ←

۴۔ سورج کے نکلنے کی سمت ←

۵۔ سورج کے غروب ہونے کی سمت ←

۶۔ کپڑے دھونے والا ←

۷۔ سائنسی ایجاد کرنے والا ←

✦ سبق کے حوالے سے درج ذیل الفاظ کے فعل لکھیے۔

۱۔ اخبارات	۲۔ ہا کرس
۳۔ بیان کرنے والے	۴۔ سیاست داں

✦ ہدایت کے مطابق عمل کیجیے۔

۱۔ خیر دھو تو لیں گے، سکھائیں گے کیسے؟
(جملے کی قسم پہچانیے)

۲۔ عزیزو! اب اللہ ہی اللہ ہے۔ (علامتِ وقف پہچانیے)

۳۔ چین مشرق کی طرف ہے۔
(خط کشیدہ لفظ اسم ہے۔اس کی قسم بتائیے)

۴۔ علامہ اقبالؔ نے مجھے ہدایت کی تھی۔
(ایسا سوال بنائیے جس کا جواب خط کشیدہ الفاظ ہوں)

✦ درج ذیل الفاظ کے ہم معنی لفظ لکھیے۔

آفتاب ، چاند

✦ ذیل کے جملوں سے مفرد، مرکب اور مخلوط جملے منتخب کرکے نقل کیجیے۔

۱۔ یہ خبر پڑھ کر ہماری آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔

۲۔ عام لوگ تو اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔

۳۔ بالغ رائے دہندگی کو نظر انداز کرنے کا یہی نتیجہ ہونا تھا۔

۴۔ علامہ اقبالؔ نے مجھے ہدایت کی تھی کہ سورج کا خیال رکھنا۔

۵۔ اس میں بہت سی تفصیلات ہیں جن سے ہمیں یا ہمارے قارئین کو کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی۔

✦ روشنی اور اندھیرے سے متعلق محاورے تلاش کرکے لکھیے۔

✦ ''ہم تو ڈوبے ہیں میاں تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔'' اِس بیان سے ذہن میں آنے والا شعر لکھیے۔

اضافی مطالعہ

آغا خان پیلس

آغا خان پیلس شہر پونہ کی ایک اہم تاریخی عمارت ہے۔ اسے سلطان محمد شاہ آغا خان ثالث نے ۱۸۹۲ء میں تعمیر کروایا تھا۔ تاریخِ ہند میں اسے خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ قحط کے زمانے میں سلطان محمد شاہ نے آس پاس کے علاقوں کے غریبوں اور قحط سے متاثر ہونے والوں کی مدد کے لیے اسے وقف کر دیا تھا۔ یہ بڑی خوب صورت اور پرشکوہ عمارت ہے۔ جنگِ آزادی کے زمانے میں مہاتما گاندھی، ان کی اہلیہ کستوربا اور سروجنی نائیڈو کو اسی محل میں قید رکھا گیا تھا۔یہیں کستوربا گاندھی کا انتقال ہوا۔ان کی سمادھی وہیں ہے۔

۲۰۰۳ء میں محکمۂ آثارِ قدیمہ نے اسے ہندوستان کی تاریخی عمارتوں میں شامل کرلیا۔

احمد نگر کا قلعہ

احمد نگر کا قلعہ بھینگر ندی کے کنارے احمد نگر میں واقع ہے۔ ۱۴۹۰ء میں احمد نگر شہر کے مشرق میں اسے تعمیر کیا گیا۔ اس گول قلعے کی دیواریں ۱۸ / میٹر اونچی ہیں۔ دشمنوں سے حفاظت کے لیے اس قلعے کے گرد ایک خندق بھی کھودی گئی تھی۔

جنگِ آزادی کے دوران پنڈت جواہر لال نہرو اور مولانا ابوالکلام آزاد کو اسی قلعے میں قید رکھا گیا تھا۔ یہ قلعہ احمد نگر کے سلطان کی قیام گاہ تھا۔ ۱۸۰۳ء میں انگریزوں نے مراٹھوں سے جنگ کے بعد اس قلعے پر قبضہ کرلیا تھا۔

7U9UIQ

۷۔ تلفّظ اور اِملا

رشید حسن خان

پہلی بات : آدمی کی گفتگو سے اس کی شخصیت کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ اس کی زبان کی شائستگی، بات کرنے کے سلیقے، لہجے کے اُتار چڑھاؤ اور الفاظ کے صحیح استعمال سے، ہم اس کی قابلیت پہچان لیتے ہیں اور غلط زبان سے اس کی جہالت کا اندازہ کر لیتے ہیں۔ غلط تلفظ اور بے ربط جملوں کی وجہ سے زبان غیر معیاری ہوجاتی ہے۔ یہ دونوں خامیاں جب تحریر میں پائی جائیں تو اسے اِملا کی غلطی کہا جاتا ہے اور ایسی غلط زبان غیر فصیح کہلاتی ہے۔ جب ہم تلفّظ اور املے کی غلطیوں سے پاک زبان بولتے ہیں یا لکھتے ہیں تو وہ زبان شستہ کہلاتی ہے اور ایسی زبان استعمال کرنے والے کو مہذب سمجھا جاتا ہے۔

جان پہچان : رشید حسن خان ۱۹۳۰ء میں شاہ جہاں پور میں پیدا ہوئے۔ وہ دہلی یونیورسٹی کے شعبۂ اُردو میں ملازم تھے۔ وہ اُردو کے قدآور محقق اور تنقید نگار تھے۔ ان کی تنقید نہایت سخت تھی اور وہ بغیر دلائل کے کوئی بات نہیں کرتے تھے۔ زبان کی قواعد اور املے پر ان کی گہری نظر تھی۔ 'اُردو املا، زبان و قواعد' اور 'ادبی تحقیق : مسائل و تجزیہ' ان کی نہایت اہم کتابیں ہیں۔ ان کے علاوہ انھوں نے اُردو کے کلاسیکی ادب کا انتخاب بھی بڑی محنت سے کیا ہے۔ ان کے مرتبہ انتخابات کو مستند مانا جاتا ہے۔ ۲۶؍فروری ۲۰۰۶ء کو ان کا انتقال ہوا۔

جملہ لفظوں سے بنتا ہے۔ جملوں سے عبارت بنتی ہے۔ اچھی عبارت کے لیے ضروری ہے کہ اس کے جملے بے عیب ہوں۔ بے عیب تحریر وہ ہے جس میں روزمرہ اور محاورے کی غلطی نہ ہو، اِملے کی بھی غلطی نہ ہو اور اس میں بیان کا حسن بھی پایا جائے۔ ایک ہی بات کو کئی طرح کہا جاسکتا ہے۔ ذہین طالب علم کوشش کرتے ہیں کہ اچھے سے اچھے اندازِ بیان کو اپنائیں۔

جملے میں جو لفظ لائے جائیں تو پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ مطلب کو اچھی طرح ادا کر رہے ہوں۔ اچھا جملہ لکھنے کے لیے مناسب لفظوں کا انتخاب پہلی ضروری بات ہے۔ دوسری ضروری بات یہ ہے کہ جن مناسب لفظوں کو منتخب کیا جائے، جملے میں ان کی ترتیب بھی مناسب طور پر ہونا چاہیے۔ یہ بات بھی دیکھنے کی ہوتی ہے کہ وہ جملہ جب زبان سے ادا ہوگا تو اُس میں روانی کتنی ہوگی۔ اچھی نثر کی خوبی یہ ہوتی ہے کہ اُس میں روانی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر اِس جملے کو دیکھیے : ''تم یہاں سے کل کیا چلے گئے کہ گھر کی رونق ہی چلی گئی۔'' اِس جملے کا مطلب تو واضح ہے مگر اس میں بیان کا حسن نہیں آپایا۔ جملے کے پہلے ٹکڑے 'کل کیا گئے کہ' کو زبان سے ادا کرتے وقت روانی ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ اِس جملے میں جتنے لفظ آئے ہیں، اُن میں سے ایک دو لفظوں کو کم کیا جاسکتا ہے مثلاً اِس طرح : ''گھر کی رونق تمھارے ساتھ ہی چلی گئی تھی۔''

کسی اچھے جملے کو دو تین بار پڑھیے۔ آپ محسوس کریں گے کہ ایک خاص طرح کا آہنگ اور ایک خاص طرح کی نغمگی

اُس کے اندر موجود ہے۔ جملے میں جتنی روانی ہوگی اُسی نسبت سے اُس میں وزن اور آہنگ کی لہریں پیدا ہوں گی۔

جملے دو طرح کے ہوتے ہیں: مفرد، مرکب۔ 'مرکب جملے' وہ ہوتے ہیں جو دو یا زیادہ مفرد جملوں سے مل کر بنے ہوں۔ لمبے مفرد جملے لکھنا یا طویل مرکب جملے لکھنا غلط نہیں۔ مختصر جملوں میں اگر مفہوم آسانی کے ساتھ ادا ہوسکتا ہو تو پھر طویل جملے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ لمبے جملوں میں کبھی یہ خرابی پیدا ہوجاتی ہے کہ ان میں زائد لفظ شامل ہوجاتے ہیں۔ عبارت میں زائد لفظ ہوں تو اِسے عیب کہا جائے گا۔ کوشش کرنا چاہیے کہ جملے ضرورت سے زیادہ طویل نہ ہوں۔

عربی اور فارسی سے اُردو نے بہت فیض پایا ہے۔ اِن زبانوں کے بہت سے لفظ اُردو میں شامل ہیں۔ یہ لفظ ہماری زبان میں اس طرح گھل مل گئے ہیں کہ غیریت باقی نہیں رہی۔ اِن دونوں زبانوں کے ساتھ ساتھ ہندی اور بعض دوسری ہندوستانی زبانوں کے لفظ بھی ہماری زبان میں موجود ہیں۔ پچھلے دو سو برسوں میں انگریزی کے بہت سے لفظ اُردو میں شامل ہوگئے ہیں۔

دو طالب علم باتیں کر رہے تھے۔ ایک نے کہا، ''مارننگ میں ایک فرینڈ کے گھر گیا تھا۔ پھر فادر کے ساتھ شاپنگ کرنے نکل گیا۔ آفٹرنون میں پلے گراؤنڈ پر گیا۔'' آپ نے محسوس کرلیا ہوگا کہ ان صاحب کی گفتگو میں انگریزی کے لفظ غیر ضروری طور پر استعمال ہوئے ہیں۔ انگریزی کے بہت سے لفظ ہماری زبان میں شامل ہوچکے ہیں اور وہ زبان کا حصہ بن گئے ہیں جیسے: اسٹیشن، اسکول، میزائل، تھرمامیٹر، ایڈیٹر، آکسیجن، ہائیڈروجن، ناول، فلم، ٹیلی وژن، ریفریجریٹر، لاؤڈ اسپیکر، پنسل، ایٹم وغیرہ۔ اب یہ سب اُردو کے اپنے لفظ ہیں۔ اگر کوئی شخص لاؤڈ اسپیکر کی جگہ 'آلۂ مکبّر الصوت' استعمال کرے یا تھرمامیٹر کی جگہ 'مقیاس الحرارت' کہے تو سمجھا جائے گا کہ یہ شخص زبان کو مشکل اور بوجھل بنانا چاہتا ہے۔ اسی طرح جن لفظوں کے بدل ہمارے پاس پہلے سے موجود ہیں، اُن کی جگہ انگریزی لفظ لانا، بے تکے پن کی بات ہے۔ اسے بگڑی ہوئی اُردو کہا جائے گا۔ وجہ یہ ہے کہ اس میں انگریزی کے سب الفاظ غیر ضروری طور پر لائے گئے ہیں۔

لفظوں کی غیر ضروری تکرار بڑا عیب ہے۔ اچھی عبارت وہ ہے جس میں لفظی کفایت شعاری سے کام لیا گیا ہو۔ جملوں میں زائد الفاظ طرح طرح سے آجایا کرتے ہیں۔ عبارت میں قواعد کے لحاظ سے کوئی عیب نہ ہو، یہ اچھی بات ہے۔ زیادہ اچھی بات یہ ہے کہ عبارت میں حسن بھی ہو۔ ہم جب بھی کچھ لکھیں، ہمیں اسے بار بار پڑھنا چاہیے اور غور کرنا چاہیے کہ جملوں میں کچھ الفاظ زائد تو نہیں۔ اس طرح یہ بھی دیکھ لیا جائے کہ عبارت میں کوئی جملہ یا جملے زائد تو نہیں۔

معانی واشارات

عبارت	لکھے ہوئے چند جملوں کا مجموعہ	Passage
حسن	خوبی، خوبصورتی	Beauty
اندازِ بیان	بات کہنے کا ڈھنگ	Style of speaking
انتخاب	چناؤ، پسندیدگی	Selection
منتخب کرنا	چننا، پسند کرنا	Select
نثر	وہ عام زبان جو بولی اور لکھی جاتی ہے	Prose
روشن ہونا	ظاہر/ واضح ہونا	To be evident
آہنگ	سُر تال، روانی	Rhythm
نغمگی	گیت کی دُھن	Symphony
مفرد (جملہ)	اکیلا	Single, simple
مرکّب (جملہ)	ملا جلا	Synthetic, compound
طویل	لمبا	Elaborated, long
زائد	زیادہ	Extra
فیض پانا	فائدہ حاصل کرنا	To be benefitted
غیریت	اجنبیت	Strangeness, unfamiliarity
تکرار	دہراؤ	Repetition
کفایت شعاری	بچت	Frugality

مشقی سرگرمیاں

سبق کا مطالعہ کرکے دی ہوئی سرگرمیاں مکمل کیجیے۔

- ذیل کا خاکہ مکمل کیجیے۔

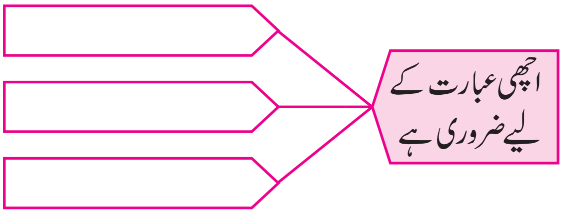

- ذیل کا رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

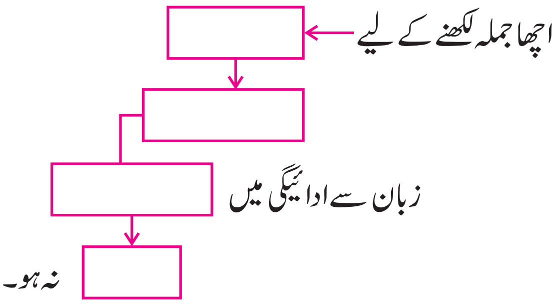

- شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔

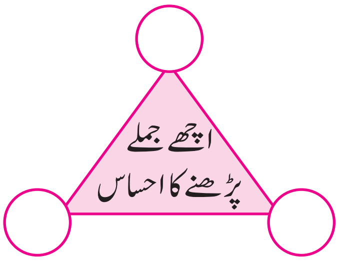

- سبق میں آئے انگریزی الفاظ انگریزی رسم الخط میں لکھیے۔
- اچھی عبارت کی خوبیاں تحریر کیجیے۔
- ”اُردو نے دیگر زبانوں سے فیض پایا ہے۔“ سبق کی روشنی میں اس جملے کی وضاحت کیجیے۔
- ”مارننگ میں ایک فرینڈ کے گھر گیا تھا۔ پھر فادر کے ساتھ شاپنگ کرنے نکل گیا۔ آفٹرنون میں پلے گراؤنڈ پر گیا۔“ اس جملے میں آئے ہوئے انگریزی لفظوں کی جگہ اُردو الفاظ لکھ کر عبارت دوبارہ لکھیے۔
- ’لفظوں کی تکرار بڑا عیب ہے۔‘ مثال دے کر واضح کیجیے۔

تحریری سرگرمی

- پسندیدہ کتاب سے دلچسپ اقتباس نقل کر کے لکھیے۔
- ’یومِ مطالعہ‘ کے ضمن میں اپنی پسندیدہ کتاب کا حاصلِ مطالعہ تحریر کیجیے۔
- واٹس ایپ یا ای-میل کے ذریعے اپنے دوست کو تقریری مقابلے کی معلومات دیجیے۔

۸۔ نادان دوست

منشی پریم چند

7UIQKD

پہلی بات : بچوں کی دنیا بڑی عجیب ہوتی ہے۔ وہ اپنے اطراف جن چیزوں کا مشاہدہ کرتے ہیں، ان میں ان کا تجسّس بہت زیادہ ہوتا ہے۔ ان چیزوں کے متعلق کیوں، کب، کیسے جیسے سوالات بچوں کے ذہنوں میں ہمیشہ کلبلاتے رہتے ہیں اور وہ نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ کچھ سمجھنے یا کچھ حاصل کرنے کی ان کی نفسیات سے بعض اوقات آدمی غصہ ہونے کی بجائے ہنس دیتا ہے۔ 'نادان دوست' پریم چند کی ایسی ہی کہانی ہے جس میں بچوں کے تجسّس کے بعض پہلو واضح کیے گئے ہیں۔

جان پہچان : منشی پریم چند ۳۱/ جولائی ۱۸۸۰ء کو بنارس کے ایک گاؤں لمہی (پانڈے پور) میں پیدا ہوئے۔ اُن کا اصل نام دھنپت رائے تھا۔ اپنی ادبی زندگی کا آغاز انھوں نے نواب رائے کے نام سے کیا۔ پھر وہ پریم چند کے قلمی نام سے لکھنے لگے اور اسی نام سے مشہور ہوئے۔ انھوں نے ابتدائی تعلیم گاؤں میں حاصل کی۔ ثانوی تعلیم مکمل کرنے کے بعد سرکاری ملازمت اختیار کی۔ اسی دوران بی۔اے کیا۔ پھر ہیڈ ماسٹر اور ڈپٹی انسپکٹر آف اسکولز بھی رہے۔ ان کی کہانیوں میں دیہی ماحول اور غریب و کمزور طبقوں کی سچی تصویریں ملتی ہیں۔ ان کے افسانوں کا پہلا مجموعہ 'سوزِ وطن' ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا۔ پریم چند نے بارہ ناول لکھے جن میں 'غبن، میدانِ عمل، چوگانِ ہستی، گوشۂ عافیت، بازارِ حسن' اور 'گئودان' اہم ہیں۔ 'پریم پچیسی، پریم بتیسی، واردات، خواب و خیال، آخری تحفہ' اور 'زادِراہ' ان کے مشہور افسانوی مجموعے ہیں۔ ۸/ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو ان کا انتقال ہوا۔

کیشو کے گھر میں ایک کارنس کے اوپر ایک چڑیا نے انڈے دیے تھے۔ کیشو اور اس کی بہن شیاما دونوں بڑے غور سے چڑیا کو وہاں آتے جاتے دیکھا کرتے۔ دونوں کے دل میں طرح طرح کے سوالات اُٹھتے۔ انڈے کس رنگ کے ہوں گے؟ کتنے ہوں گے؟ ان میں سے بچے کس طرح نکل آئیں گے؟ بچوں کے پر کیسے نکلیں گے؟ گھونسلا کیسا ہوگا؟ لیکن ان باتوں کا جواب دینے والا کوئی نہ تھا، نہ امّاں کو گھر کے کام دھندے سے فرصت تھی نہ بابوجی کو پڑھنے لکھنے سے۔ دونوں بچے آپس میں سوال و جواب کر کے اپنے دل کو تسلی دے لیا کرتے تھے۔ شیاما کہتی، ''کیوں بھیّا! بچے نکل کر پُھر سے اُڑ جائیں گے؟''

کیشو عالمانہ غرور سے کہتا، ''نہیں ری پگلی، پہلے پر نکلیں گے۔ بغیر پروں کے بے چارے کیسے اُڑ جائیں گے؟''

اس طرح تین چار دن گزر گئے۔ انڈوں کو دیکھنے کے لیے دونوں بچے بیتاب تھے۔ انھوں نے قیاس کیا، ''اب بچے ضرور نکل آئے ہوں گے۔'' بچوں کے چارے کا سوال اب اُن کے سامنے کھڑا ہوا۔ دونوں نے فیصلہ کیا کہ کارنس پر تھوڑا سا دانہ رکھ دیا جائے۔

شیاما: ''کیوں بھیّا، بچوں کو دھوپ نہ لگتی ہوگی؟''

کیشو کا دھیان اِس تکلیف کی طرف نہ گیا تھا۔ بولا، ''ضرور تکلیف ہوتی ہوگی۔ بے چارے پیاس کے مارے تڑپتے

ہوں گے، اوپر سایہ بھی نہیں۔‘‘

آخر یہ فیصلہ ہوا کہ گھونسلے کے اوپر کپڑے کی چھت بنا دینی چاہیے۔ پانی کی پیالی اور چاول رکھ دینے کی تجویز منظور ہوگئی۔ دونوں بچے بڑے شوق سے کام کرنے لگے۔ شیاما ماں کی آنکھ بچا کر مٹکے سے چاول نکال لائی۔ کیشو نے پتھر کی پیالی کا تیل چپکے سے زمین پر گرا دیا اور اُسے صاف کر کے اس میں پانی بھرا۔ اب چاندنی کے لیے کپڑا کہاں سے آئے؟ پھر اوپر بغیر چھڑیوں کے ٹھہرے گا کیسے؟

کیشو بڑی دیر تک اسی اُدھیڑ بن میں رہا۔ آخر اس نے یہ مشکل بھی حل کر لی۔ شیاما سے بولا، ’’جا کر کوڑا پھینکنے والی ٹوکری اُٹھا لاؤ۔ شیاما دوڑ کر ٹوکری اُٹھا لائی۔ کیشو ٹوکری کو ایک ٹہنی سے لٹکا کر بولا، ’’دیکھ، ایسے ہی گھونسلے پر اس کی آڑ کروں گا۔ تب کیسے دھوپ جائے گی۔‘‘ شیاما نے دل میں سوچا، ’’بھیّا کیسے چالاک ہیں!‘‘

گرمی کے دن تھے۔ بابو جی دفتر گئے ہوئے تھے۔ ماں دونوں بچوں کو سلا کر خود سو گئی تھی لیکن دونوں بچوں کی آنکھوں میں نیند کہاں؟ جوں ہی معلوم ہوا کہ اماں جی اچھی طرح سو گئی ہیں، دونوں چپکے سے اُٹھے، آہستہ سے دروازے کی سٹکنی کھول کر باہر نکل آئے۔ انڈوں کی حفاظت کی تیاریاں ہونے لگیں۔

کیشو کمرے سے جا کر ایک اسٹول اُٹھا لایا لیکن جب اِس سے کام نہ چلا تو نہانے کی چوکی لا کر اسٹول کے نیچے رکھی اور ڈرتے ڈرتے اسٹول پر چڑھا۔ شیاما دونوں ہاتھوں سے اسٹول پکڑے ہوئے تھی۔ اسٹول چاروں ٹانگیں برابر نہ ہونے کی وجہ سے جس طرف زیادہ دباؤ پاتا تھا، ذرا سا ہل جاتا تھا۔ اس وقت کیشو کو کس قدر تکلیف برداشت کرنی پڑتی تھی یہ اسی کا دل جانتا تھا۔ دونوں ہاتھوں سے کارنس پکڑ لیتا تھا اور شیاما کو دبی آواز سے ڈانٹتا، ’’اچھی طرح پکڑو ورنہ اُتر کر بہت ماروں گا۔‘‘ مگر بے چاری شیاما کا دل تو اوپر کارنس پر تھا۔ بار بار اس کا دھیان اُدھر چلا جاتا اور ہاتھ ڈھیلے پڑ جاتے۔

کیشو نے جوں ہی کارنس پر ہاتھ رکھا، دونوں چڑیاں اُڑ گئیں۔ کیشو نے دیکھا کہ کارنس پر تھوڑے سے تنکے بچھے ہوئے ہیں اور اس پر تین انڈے پڑے ہیں۔ شیاما نے نیچے سے پوچھا، ’’بچے ہیں بھیّا؟‘‘

کیشو: ’’تین انڈے ہیں۔ بچے ابھی تک نہیں نکلے۔‘‘

شیاما: ’’ذرا ہمیں دِکھا دو بھیّا، کتنے بڑے ہیں؟‘‘

کیشو: ’’دِکھا دوں گا۔ پہلے ذرا کپڑے کا ٹکڑا لے کر آ۔ نیچے بچھا دوں، بچارے انڈے تنکوں پر پڑے ہیں۔‘‘

شیاما دوڑ کر اپنی پرانی دھوتی پھاڑ کر ایک ٹکڑا لائی۔ کیشو نے جھک کر کپڑا لے لیا اور اسے تہ کر کے ایک گدی بنائی اور اسے تنکوں پر بچھا کر تینوں انڈے اُس پر رکھ دیے۔ شیاما نے پھر کہا، ’’ہم کو بھی دِکھا دو بھیّا۔‘‘

کیشو: ’’دِکھا دوں گا۔ پہلے ذرا وہ ٹوکری تو دے، اوپر سایہ تو کر دوں۔‘‘

شیاما نے ٹوکری نیچے سے تھما دی۔ کیشو نے ٹوکری کو ایک ٹہنی سے لگا کر کہا، ’’جا۔ دانہ اور پانی کی پیالی لے آ۔ میں اُتر آؤں گا تو تجھے دِکھا دوں گا۔‘‘

شیاما پیالی اور چاول بھی لے آئی۔ کیشو نے ٹوکری کے نیچے دونوں چیزیں رکھ دیں اور آہستہ سے اُتر آیا۔ شیاما نے گڑگڑا کر کہا، ''اب ہم کو بھی چڑھا دو بھیّا۔''

کیشو: ''تو گر پڑے گی۔''

شیاما: ''نہ گروں گی بھیّا۔ تم نیچے سے پکڑے رہنا۔''

کیشو: ''کہیں تو گر گرا پڑے تو اماں جی میری چٹنی ہی کر ڈالیں گی۔ کیا کرے گی دیکھ کر؟ اب انڈے بڑے آرام سے ہیں۔''

شیاما نے آنکھ میں آنسو بھر کر کہا، ''تم نے مجھے نہیں دِکھایا۔ امّاں جی سے کہہ دوں گی۔''

کیشو: ''اماں جی سے کہے گی تو بہت ماروں گا۔ کہے دیتا ہوں۔''

شیاما: ''تو تم نے مجھے دِکھایا کیوں نہیں؟''

کیشو: ''اگر گر پڑتی تو چار سر نہ ہوجاتے۔''

شیاما: ''ہوجاتے تو ہوجاتے۔ دیکھ لینا میں کہہ دوں گی۔''

اتنے میں کوٹھری کا دروازہ کھلا اور ماں نے دھوپ سے آنکھوں کو بچاتے ہوئے کہا، ''تم دونوں باہر کب نکل آئے؟ میں نے کہا تھا، دوپہر کو نہ نکلنا؟''

کیشو دل میں کانپ رہا تھا کہ کہیں شیاما کہہ نہ دے۔ ماں نے دونوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر پھر کمرے میں بند کر دیا اور آہستہ آہستہ انھیں پنکھا جھلنے لگی۔ دونوں بچوں کو بہت جلد نیند آ گئی۔

چار بجے یکایک شیاما کی آنکھ کھلی۔ وہ دوڑتی ہوئی کارنس کے پاس آئی اور اوپر کی طرف تکنے لگی۔ ٹوکری کا پتا نہ تھا۔ اس کی نگاہ نیچے گئی اور وہ اُلٹے پاؤں دوڑتی ہوئی کمرے میں جا کر زور سے بولی، ''بھیّا انڈے تو نیچے پڑے ہیں۔ بچے اُڑ گئے!''

کیشو گھبرا کر اُٹھا اور دوڑتا ہوا باہر آیا۔ دیکھتا کیا ہے کہ تینوں انڈے نیچے ٹوٹے پڑے ہیں۔ پانی کی پیالی بھی ایک طرف ٹوٹی پڑی ہے۔ اس کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا۔

شیاما نے پوچھا، ''بچے کہاں اُڑ گئے بھیّا؟''

کیشو نے افسوس ناک لہجے میں کہا، ''انڈے تو پھوٹ گئے۔''

ماں نے سوئی ہاتھ میں لیے ہوئے پوچھا، ''تم دونوں وہاں دھوپ میں کیا کر رہے ہو؟''

شیاما نے کہا، ''اماں جی چڑیا کے انڈے ٹوٹے پڑے ہیں۔''

ماں نے آ کر ٹوٹے ہوئے انڈوں کو دیکھا اور غصّے سے بولی، ''تم لوگوں نے انڈوں کو چھوا ہوگا۔''

اب تو شیاما کو بھیّا پر ذرا بھی ترس نہ آیا۔ اسی نے شاید انڈوں کو اس طرح رکھ دیا کہ وہ نیچے گر پڑے۔ اس کی سزا انھیں ملنی چاہیے۔ ''انھوں نے انڈوں کو چھیڑا تھا، اماں جی۔''

ماں نے کیشو سے پوچھا، ''کیوں رے کیشو! تو وہاں پہنچا کیسے؟''

شیاما: ”چوکی پر اسٹول رکھ کر چڑھے تھے، اماں جی۔“

ماں: ”تو اتنا بڑا ہوگیا، تجھے نہیں معلوم کہ چھونے سے چڑیا کے انڈے گندے ہوجاتے ہیں۔ چڑیا پھر انھیں نہیں سیتی۔“

شیاما نے ڈرتے ڈرتے پوچھا، ”تو کیا چڑیا نے انڈے گرائے ہیں، امّاں جی؟“

ماں: ”اور کیا کرتی؟ کیشو کے سر اس کا پاپ پڑے گا۔ ہاہا! تین جانیں لے لیں دُشٹ نے۔“

کیشو رونی صورت بنا کر بولا، ”میں نے تو صرف انڈوں کو گدی پر رکھا تھا، امّاں۔“

ماں کو ہنسی آ گئی مگر کیشو کو کئی دن تک اپنی غلطی کا افسوس رہا۔ دونوں چڑیاں پھر وہاں نہ دِکھائی دیں۔

معانی و اشارات

بے تاب	بے چین	Eager, restless	
قیاس	اندازہ	Assumption, guess	
چاندنی	سفید چادر	White sheet	
اُدھیڑ بن	غور و فکر	Thinking	
سٹکنی	دروازے کی بِلّی، چٹخنی	Latch	
چہرے کا رنگ اُڑنا	خوف کی وجہ سے چہرے کا رنگ بدل جانا	Face becoming pale	
پاپ	گناہ	Sin	
دُشٹ	بُرا	Cruel	

مشقی سرگرمیاں

سبق کا بغور مطالعہ کیجیے اور ذیل کی سرگرمیاں ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔

✧ جان پہچان کی مدد سے ذیل کا خاکہ مکمل کیجیے۔

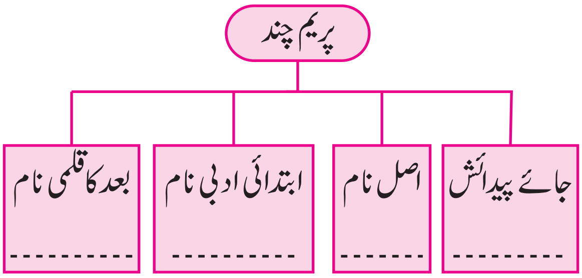

✧ پریم چند کی کتابیں

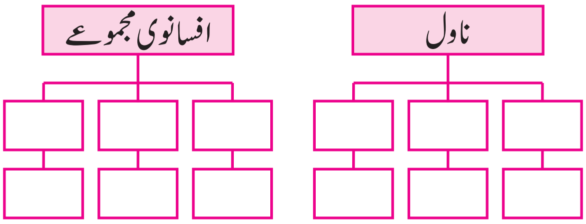

✧ کیشو اور شیاما کے دل میں اُٹھنے والے سوالات لکھیے۔

✧ چڑیا کے بچوں کے چارے سے متعلق کیشو اور شیاما کے حل کو بیان کیجیے۔

✧ کیشو کے شیاما کو ڈانٹنے کی وجہ لکھیے۔

✧ ہدایت کے مطابق عمل کیجیے۔

۱۔ شیاما کہتی کیوں بھیا بچے نکل کر پھُر سے اڑ جائیں گے
(مناسب علاماتِ اوقاف لگا کر جملہ دوبارہ لکھیے)

۲۔ شیاما ماں کی آنکھ بچا کر مٹکے سے چاول نکال لائی۔
(جملے سے اسم عام اور اسم خاص الگ کر کے لکھیے)

۳۔ کیشو کمرے سے جا کر ایک اسٹول اُٹھا لایا۔
(جملے میں فاعل، مفعول، فعل کی نشاندہی کیجیے)

۴۔ بار بار اُس کا دھیان اُدھر چلا جاتا۔
(خط کشیدہ لفظ کی قسم پہچانیے)

۵۔ کیوں رے کیشو! تو وہاں پہنچا کیسے؟
(جملے کی قسم پہچانیے)

۶۔ ہاہا! تین جانیں لے لیں دشٹ نے۔
(جملے کی قسم لکھیے)

✧ کیشو اور شیاما کی جانب سے انڈوں کی حفاظت کے لیے کیے گئے اقدامات لکھیے۔
✧ کیشو اور شیاما پر ماں کے غصّے کی وجہ لکھیے۔
✧ انڈے گر کر ٹوٹ جانے پر ماں کے تاثرات بیان کیجیے۔
✧ شیاما کی کیشو سے ناراضگی کی وجہ لکھیے۔
✧ درج ذیل جملوں میں ماضی، حال اور مستقبل کے زمانے کو پہچانیے اور قوس میں زمانے کا نام لکھیے۔

۱۔ کارنس کے اوپر ایک چڑیا نے انڈے دیے تھے۔
۲۔ کیوں بھیّا! بچے نکل کر پُھر سے اُڑ جائیں گے؟
۳۔ تم دونوں وہاں دھوپ میں کیا کر رہے ہو؟
۴۔ بھیّا! انڈے تو نیچے پڑے ہیں۔
۵۔ دیکھ لینا! میں کہہ دوں گی۔
۶۔ انھوں نے انڈوں کو چھیڑا تھا۔

✧ ذیل میں دیے ہوئے جملوں کے خط کشیدہ الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

۱۔ دونوں بچے بے تاب ہو اُٹھے۔
۲۔ شیاما ماں کی آنکھ بچا کر مٹکے سے چاول نکال لائی۔
۳۔ بچوں کی آنکھوں میں نیند کہاں؟
۴۔ کیشو دل میں کانپ رہا تھا۔
۵۔ اس کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا۔

سرگرمی/منصوبہ

اسکول میں ہونے والی کسی تقریب یا بزمِ ادب کے پروگرام میں اپنے بچپن کے کسی مزے دار واقعے کو سنائیے۔

عملی قواعد

استفہامیہ جملہ (Interrogative sentence)

سبق میں کیشو اور شیاما ایک دوسرے سے طرح طرح کے سوالات کرتے ہیں جیسے:

✧ انڈے کس رنگ کے ہوتے ہیں؟
✧ کتنے ہوں گے؟
✧ ان میں سے بچے کس طرح نکل آئیں گے؟
✧ بچوں کے پر کیسے نکلیں گے؟
✧ گھونسلا کیسا ہوگا؟

یہ سوالات بھی جملے ہیں۔ ان میں کچھ باتیں پوچھی گئی ہیں یعنی سوال کیے گئے ہیں۔ جس جملے میں کوئی بات پوچھی جائے یا کسی اسم کے بارے میں سوال کیا جائے تو ایسے جملے کو **'سوالیہ/ استفہامیہ جملہ'** (Interrogative sentence) کہتے ہیں۔ ایسے جملے کے خاتمے پر سوالیہ نشان (؟) لگایا جاتا ہے۔ استفہامیہ جملوں میں کچھ الفاظ ضرور استعمال کیے جاتے ہیں جیسے کیوں، کیا، کیسے، کتنے، کہاں، کب وغیرہ

✧ ذیل میں دیے ہوئے جملوں کو استفہامیہ جملوں میں تبدیل کیجیے۔

۱۔ کارنس کے اوپر ایک چڑیا نے انڈے دیے تھے۔
(کہاں، کس نے)
۲۔ کیشو اور شیاما بڑے غور سے چڑیا کو آتے جاتے دیکھا کرتے۔ (کون، کیسے، کسے)
۳۔ کیشو کمرے سے جا کر ایک اسٹول اُٹھا لایا۔
(کون، کہاں سے، کیا)

۹۔ گرم شال

صالحہ عابد حسین

7USLM1

پہلی بات : اس دنیا میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو اپنی راحت اور آرام ہی کو اہم سمجھتے ہیں اور جب انھیں کچھ ایسی چیزیں مل جائیں جن پر وہ فخر کر سکیں تو دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ مگر اچھے انسان وہ ہیں جو دوسروں کے لیے راحت اور آرام کا سامان مہیا کرنے کے لیے قربانیاں دیتے ہیں، خواہ انھیں تکلیفیں کیوں نہ سہنی پڑے۔ سبق 'گرم شال' میں ایسی ہی ایک مثالی معلّمہ کی تصویر پیش کی گئی ہے۔

جان پہچان : صالحہ عابد حسین ۱۸/ اگست ۱۹۱۳ء کو پانی پت میں پیدا ہوئیں۔ پنجاب یونیورسٹی سے انھوں نے ادیب فاضل اور میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ صالحہ عابد حسین نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی وہ علم و ادب کا گہوارا تھا۔ وہ مولانا الطاف حسین حالؔی کی پوتی تھیں۔ ان کے بھائی خواجہ غلام السیدین مشہور ماہرِ تعلیم تھے۔ مشہور ادیب عابد حسین ان کے شوہر تھے۔ صالحہ عابد حسین نے پچاس سے زیادہ کتابیں لکھیں جن میں آٹھ ناول، مضامین اور کہانیوں کے مجموعے شامل ہیں۔ انھوں نے میر انیؔس کے مرثیے دو جلدوں میں مرتب کیے۔ 'عذرا، اپنی اپنی صلیبیں، ساتواں آنگن' (ناول)، 'سفر زندگی کے لیے، سوز و ساز' (سفرنامہ) ان کی مشہور کتابیں ہیں۔ ۸/ جنوری ۱۹۸۸ء کو وہ دہلی میں انتقال کر گئیں۔

''امّی کام تو میں نے سب ختم کر لیا۔ اب تیار ہو جاؤں جا کر؟'' نفیسہ نے چہک کر کہا۔ ''ہاں بچّی تجھے دیر نہ ہو جائے۔'' ماں نے آہستہ سے کہا۔ جب سے وہ بیمار پڑی تھی نفیسہ کی آواز میں یہ چہک نہ سنی تھی، چہرے پر یہ مسرت نہ دیکھی تھی۔ شکر ہے، اب اس کا بخار ٹوٹا تو بچّی کی فکر بھی دور ہوگئی اور گھر کے کاموں کا سارا بار جو اس پر آ پڑا تھا اس کا بوجھ بھی کم ہو گیا۔

نفیسہ نے ابھی پچھلے مہینے ہی تو بڑی مشکل سے ماں سے اجازت لے کر پڑوس کے اسکول میں کام شروع کیا تھا۔ یہ نیا قدم اُنھوں نے کتنی ہچکچاہٹ، کتنے تردّد کے بعد اُٹھایا۔ میر ضامن علی کی پڑپوتی ... جن کی سو گاؤں کی زمینداری تھی، نوکری کرے؟ وکیل صاحب کی لاڈلی، اکلوتی بیٹی روٹی کھانے کے لیے دوسروں کی چاکری کرے؟ آج ان کے میاں زندہ ہوتے تو یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔ جوان لڑکا اگر بیوی کو لے کر الگ نہ ہو گیا ہوتا تو ... الٰہی تو نے اسی دن کے لیے مجھے زندہ رکھا تھا؟ یہ سب سوچ کر ان کا دل بھر آیا مگر انھوں نے بہت ضبط کیا۔ بیٹی کے سامنے وہ کبھی آنکھ سے آنسو نہیں نکالتی تھیں ... ''جا رہی ہو میری لال ... دیر نہ کرنا۔''

''نہیں امّی، بس چھٹّی ہوتے ہی بھاگتی ہوں میں تو۔'' نفیسہ جانے کو مڑی پھر رُک گئی۔ کھدّر کی قمیص اور لٹھّے کی شلوار پر اس نے ماں کی کئی سال پرانی شال لپیٹ رکھی تھی۔ ''کیسی لگ رہی ہوں امّی جی میں؟'' مسکرا کر اس نے کہا تو اس کی مسکراہٹ کی چھوٹ ماں کے لبوں پر بھی پڑ گئی ''ماشاء اللہ، ماشاء اللہ! ہزاروں میں ایک۔'' نفیسہ ہنسی ''ماں کی نظر!'' اور تیزی سے باہر چلی گئی۔

کوئی مدد کرنے نہ آیا۔ اعتراض کرنے کے لیے کنبے برادری والے موجود ہوگئے۔ وہ تو بھلا ہو رام چندر دادا کا جنھوں نے اسے کام دلایا۔ خود انھیں سمجھایا کہ محلے ہی میں اسکول ہے... پھر یہ تو غریب بچوں کے لیے کھولا گیا ہے۔ اپنی بھی مدد اور دوسروں کی بھی... کیسے ہمدرد اور شریف ہیں رام دادا... اور ایک یہ عزیز رشتے دار ہیں... وہ کس کس کے آگے رونا روئیں کہ جب اپنے ہاتھ پاؤں اور بینائی جواب دے رہی ہے اور جوان بیٹا نالائق نکل گیا تو کیا کریں؟ جس بیٹے کو انھوں نے ہزاروں دُکھ اُٹھا کر پالا، دن کو دن نہ سمجھا، رات کو رات نہ جانا، راتوں کو سوئٹر بنے، دنوں میں سلائیاں کیں، اچار اور چٹنیاں بنا کر بیچیں اور اسے بی۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی کرایا۔ باپ کا جانشین بنے گا میرا لاڈلا... اور اسی نے اپنے پیروں پر کھڑے ہوکر، بیاہ رچا کر، اپنا گھر الگ بسا لیا۔ بیوی کو ساس نند کے پاس رہنا پسند نہیں... اپنا سونا کھوٹا، تو پرکھنے والے کا کیا دوش... الٰہی! میری بچی کی ہزاروں برس کی عمر ہو... وہ تو اب میرا بیٹا بھی ہے اور بیٹی بھی... کتنی خوش ہے اس سو روپے کی نوکری سے جیسے قارون کا خزانہ مل گیا ہو میری بچی کو...''

کچھ دن سے رضیہ بی دیکھ رہی تھیں کہ نفیسہ ادھر کچھ چپ چپ سی رہتی ہے یا آنکھوں کی وہ چمک، آواز کی وہ چہک جو شروع میں نظر آتی تھی، اب کم ہوگئی ہے اور وہ کسی سوچ میں، کچھ حسرت کے سے عالم میں رہتی ہے۔ پہلے ماں سمجھ نہ سکی کہ کیا بات ہے مگر پھر غور کرنے پر بات ان کی سمجھ میں آ گئی۔

شام کو نفیسہ آئی تو اس کی آنکھیں لال تھیں۔ ماں گھبرا گئیں۔ انھوں نے پوچھا، ''کیا ہوا بیٹی؟'' نفیسہ نے روہانسی آواز میں کہا، ''وہ امّی... وہ کنول اور شکیلہ ہے نا، انھوں نے آج میری شال اور سوئٹر پر فقرے کسے اور...''

''کیوں؟ تیری شال اور سوئٹر سے انھیں کیا مطلب؟''

''امّی وہ امیر ہیں نا، کئی کئی سو کی شالیں، ولایتی کوٹ اور سوئٹر پہن کر آتی ہیں۔ انھوں نے سارے اسکول کے اسٹاف کو احساسِ کمتری میں مبتلا کر دیا ہے۔'' رضیہ بی کا چہرہ اُتر گیا۔ اچانک نفیسہ کو بھی احساس ہوا کہ اس کے منہ سے وہ بات نکل گئی ہے جو اسے کہنی نہیں چاہیے تھی۔ اس نے فوراً امّی کے گلے میں بانہیں ڈال کر کہا، ''چھوڑو امّی! مجھے بہت بھوک لگی ہے۔ جلدی سے کچھ کھانے کو دو۔'' اس وقت تو بات آئی گئی ہوگئی مگر روز صبح سرد ہوا میں نفیسہ سوئٹر کے بٹن بند کرتی اور پرانی شال کو کس کر لپیٹ لیتی اور چلی جاتی تو ماں کا دل کوئی اندر سے یوں مسل ڈالتا جیسے وہ اب دھڑک نہ سکے گا... وہ سوچ رہی تھیں، نفیسہ کی پہلی تنخواہ میں سے سب سے پہلے اس کے لیے ایک شال اور سوئٹر کا اون آئے گا۔ اب بھی وہ بُن تو سکتی ہیں۔

''امّی! اب میں دوسری کلاس کو پڑھا رہی ہوں۔ ہیڈ مسٹریس اور رام دادا دونوں میرے کام سے بہت خوش ہیں!'' ایک دن نفیسہ نے ماں کو بتلایا۔

''بیٹی! خدا انھیں نیک کام کی جزا دے اور تجھے خوش رکھے۔ تیری خوشی میں میری زندگی ہے۔'' ماں نے درد اور محبت بھرے لہجے میں کہا۔

''امّی! میرے بچے بڑے اچھے ہیں۔ دو تین کے سوا سب ذہین ہیں اور امّی، میرے بچے مجھ سے بہت محبت کرتے

ہیں۔ میری ہر بات مان لیتے ہیں مگر...'' وہ بات کرتے کرتے افسردہ ہوگئی۔

''مگر...وہ کیا بات ہے۔تو روہانسی کیوں ہورہی ہے؟''

''امّی ، ان میں سے بعض بچے بہت غریب ہیں۔ اتنے غریب کہ یونیفارم تک نہیں بنا سکتے۔ کئی لڑکیاں تو پرانے کرتوں پر پھٹے دوپٹے لپیٹ کر آتی ہیں۔''

''ہاں میری بچی...'' ٹھنڈا سالن لے کر ماں نے اپنی سوتی شال بیمار ہڈیوں کے گرد لپیٹ لی۔''ابھی ہمارے ہاں بہت غریبی ہے۔''

مہینے کی تیسری تاریخ کو نفیسہ خوش خوش آئی اور ماں کے گلے میں بانہیں ڈال کر سو روپے ان کے قدموں میں رکھ دیے۔

''امّی ، رام دادا نے کہا ہے، دو تین مہینے بعد وہ میری تنخواہ بڑھا دیں گے۔'' ماں نے بیٹی کو گلے لگا لیا۔''تو سچ مچ میری بیٹی نہیں میرا بیٹا ہے۔اب جلدی سے بازار جا اور اس میں سے اپنے لیے ایک گرم شال اور دو کرتوں کا کپڑا خرید لائیو۔''

''مگر امّی گھر کا خرچ...؟''

''ارے گھر کا خرچ جیسے آج تک چلا اس مہینے میں بھی چل جائے گا...'' محبت بھری نظروں سے ماں نے بیٹی کو دیکھا اور وہ ہنستی، پنجوں کے بل ناچتی اپنی سہیلی سرلا کے پاس شام کی شاپنگ کا پروگرام بنانے چلی گئی۔

سورج چھپ چکا تھا۔نفیسہ اب تک واپس نہ آئی تھی۔ رضیہ بی کے دل میں پنکھے لگے ہوئے تھے اور جب نفیسہ نے کئی تھیلے لاکر ماں کے سامنے ڈھیر کر دیے تو انھوں نے غصّے سے کہا،''اتنی دیر کیوں کر دی؟ میں فکر کے مارے مری جا رہی تھی۔''

''ارے امی! وہ بسوں کا جو چکر تھا۔ آپ تو جانتی ہی ہیں...'' یہ کہہ کر اس نے سب سے اوپر والا تھیلا کھولا اور ایک بڑی سرمئی رنگ کی اونی اور سوتی دھاگے کی مکس بنی شال ماں کے کندھوں پر ڈال دی۔

''امی، ناپسند نہ کیجیے گا...نہیں تو میرا دل ٹوٹ جائے گا۔'' انھوں نے شال کو پھیلا کر دیکھا، چوما اور سر پر ڈال لیا۔''بہت اچھی اور گرم ہے۔ اور تیری شال اور سوئٹر؟'' باقی تھیلے نفیسہ نے پلنگ پر اُلٹ دیے۔ بہت سستی گہرے سبز رنگ کی کوئی دو پونڈ اون اور اسی رنگ کا کچھ کھدّر...''اری یہ کیا اُٹھا لائی؟'' ماں نے کچھ حیرانی اور غصّے سے بیٹی کی طرف دیکھا۔''امّی جی! میری کلاس کے کچھ بچے بہت غریب ہیں۔ میں یہ اون اور کھدّر ان کے واسطے لائی ہوں۔ آپ ہی نے تو کہا تھا کہ تیرے پیسے ہیں جیسے چاہو خرچ کرو۔'' اس کی آواز میں خوف بھی تھا اور خوشامد بھی۔

ماں کچھ دیر جوان بیٹی کا منہ تکتی رہی جیسے پہلی بار دیکھ رہی ہو۔ اُمنگوں، آرزوؤں، شوق اور خواہشوں کی یہ عمر اور یہ ایثار! بھرے گلے سے وہ اتنا ہی کہہ سکیں،''مگر...مگر تیری شال نفیسہ...''

''میری شال؟ ارے پیاری امّی جی! میری اس شال سے زیادہ حسین شال کس کے پاس ہے بھلا۔ دیکھیے۔ اس میں ماتا کا حسن، محبت و خلوص کا رنگ ہے۔ محنت اور جفاکشی کی گرمی ہے اور ماں کی محبت کا تانا بانا۔'' نفیسہ نے اپنی ماں کی پرانی شال کو اپنے گرد لپیٹتے ہوئے زور سے ماں کو بھی لپٹا لیا اور کہا''میری پیاری امّی۔''

معانی و اشارات

لفظ	معنی	English
تردّد	اندیشہ، پس و پیش، ہچکچاہٹ	Hesitation
چاکری	ملازمت	Low level service
دل بھر آنا	رونے کے قریب ہونا	Fill with sorrow
کھدّر	سوتی کپڑے کی ایک قسم	Cotton cloth
لٹھّا	سوتی کپڑے کی ایک قسم	Cotton cloth
رونا رونا	دکھڑا بیان کرنا، شکوہ کرنا	Complain
بینائی	نظر	Eye sight
دوش	غلطی	Error, blame
قارون کا خزانہ مل جانا	بہت دولت مند ہو جانا	Become very rich
حسرت	پوری نہ ہونے والی آرزو	Unfulfilled wish
ولایتی	غیر ملکی	Foreign
احساسِ کمتری	خود کو دوسروں سے کمتر خیال کرنا	Inferiority complex
چہرہ اُترنا	اُداس ہونا	To be sorrow
جزا	نیکی کا بدلہ	Boon
افسردہ	غمگین، اُداس	Sad
دل میں پنکھے لگے ہونا	دل کا زور زور سے دھڑکنا	Quick heartbeat
ایثار	اپنے فائدے سے دوسرے کے فائدے کو اوّلیت دینا	Selflessness

مشقی سرگرمیاں

سبق کو غور سے پڑھیے اور دی ہوئی سرگرمیاں ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔

✧ ذیل کی شخصیات سے صالحہ عابد حسین کا رشتہ لکھیے۔

۱۔ الطاف حسین حالؔی ← ______

۲۔ خواجہ غلام السیدین ← ______

۳۔ عابد حسین ← ______

✧ درج ذیل شخصیات کی خصوصیات لکھیے۔

۱۔ نفیسہ کے دادا میر ضامن علی

۲۔ نفیسہ کے والد

✧ ماں کی شال سے متعلق نفیسہ کے بیان سے مناسب لفظ لکھیے۔

✧ نوکری کروانے کے فیصلے کے پیچھے والدہ کی مجبوریاں تحریر کیجیے۔

✧ نفیسہ کے چہک کر بات کرنے کی وجہ بیان کیجیے۔

✧ وقت پر مدد کے بارے میں رضیہ بی کے تاثرات قلمبند کیجیے۔

✧ مصنفہ کے خاندانی تعارف اور ادبی تعارف کے لیے ذیل کے شجری خاکے مکمل کیجیے۔

• مصنفہ کا خاندانی تعارف

نام ______ | شوہر ______ | بھائی ______ | دادا ______

• مصنفہ کا ادبی تعارف

ناول ______ | سفرنامہ ______ | مرتبہ ______

✧ نفیسہ کے چپ چپ رہنے، آنکھوں کی چمک مدھم پڑ جانے کا سبب لکھیے۔

✧ رضیہ بی کا کنبے برادری والوں کے مقابلے میں رام دادا کا احسان ماننے کی وجہ بیان کیجیے۔

- کنول، شکیلہ اور نفیسہ کے مشاہدے اور سوچ میں فرق کی وضاحت کیجیے۔
- پہلی تنخواہ سے متعلق رضیہ بی اور نفیسہ کے منصوبے تحریر کیجیے۔
- نفیسہ کے مطابق والدہ کی دی ہوئی شال کی خصوصیات قلم بند کیجیے۔
- کہانی کے پیغام پر چار سطریں تحریر کیجیے۔
- اسکول میں آپ کے ساتھ یا آپ کے ساتھی/سہیلی کے ساتھ ایسا کوئی واقعہ پیش آیا ہو تو اسے مختصراً لکھیے۔
- سبق سے اپنی پسند کے چار محاوروں کے لیے انگلش idioms تلاش کر کے لکھیے۔
- سبق میں شامل اسم خاص تلاش کیجیے اور انھیں لغوی ترتیب (Alphabetical order) میں تحریر کیجیے۔
- درج ذیل جملوں میں خط کشیدہ لفظوں کی جگہ ان کی ضد استعمال کر کے جملے دوبارہ ایسے لکھیے کہ جملے کے معنی تبدیل نہ ہو۔ جیسے:

میرے بچے مجھ سے محبت کرتے ہیں۔
میرے بچے مجھ سے نفرت نہیں کرتے۔

۱۔ امی! ناپسند نہ کیجیے گا۔
۲۔ امی! وہ امیر ہیں۔
۳۔ دونوں میرے کام سے خوش ہیں۔
۴۔ بعض بچے غریب ہیں۔

- رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

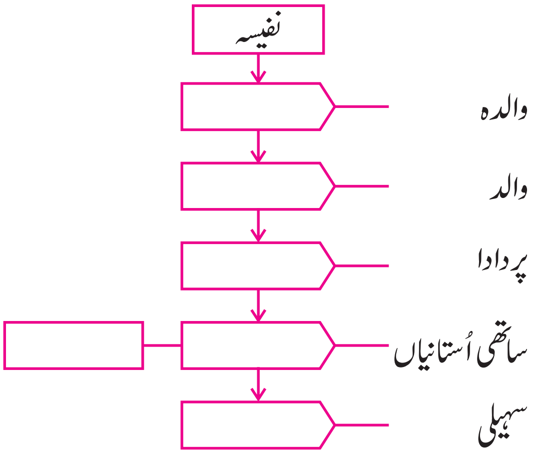

تحریری سرگرمی

'میری ماں' اس عنوان پر دس سطروں کا مضمون لکھیے۔

عملی قواعد

امریہ جملہ (Imperative sentence)

آپ یہ جملے پڑھ چکے ہیں، انھیں دوبارہ غور سے پڑھیے۔

۱۔ دیر نہ کرنا۔
۲۔ چھوڑو امّی! مجھے بہت بھوک لگی ہے۔
۳۔ امّی، ناپسند نہ کیجیے گا۔
۴۔ اپنے لیے ایک گرم شال خرید لائیو۔

ان جملوں میں 'دیر نہ کرنا، چھوڑو، ناپسند نہ کیجیے، خرید لائیو' سے کسی بات یا کام کا حکم یا التجا کا پتا چل رہا ہے۔ ایسے جملوں میں فعل کی اہمیت ہوتی ہے۔ جس فعل سے کسی بات کا حکم دیا جائے یا درخواست اور نصیحت کی جائے، اس فعل کو امر (order) کہتے ہیں اور جس جملے میں کام کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیا جاتا ہے اسے **'امریہ جملہ'** (imperative sentence) کہتے ہیں۔

بتائیے کہ ذیل کے جملوں میں کون سا امریہ فعل استعمال ہوا ہے۔ (حکم، درخواست، نصیحت، التجا)

۱۔ مجھے بھی کچھ کہنے کا موقع دیجیے۔
۲۔ کیا آپ میری بات سنیں گے؟
۳۔ یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔
۴۔ بزرگوں کی عزّت کرو۔

۱۰۔ ہمارے مہرباں

سجاد حیدر یلدرم

7V2HNN

پہلی بات : دوستوں کے متعلق عام طور پر کہا جاتا ہے کہ سچا دوست وہ ہے جو مصیبت میں کام آئے۔ یہ سچ ہے کہ انسان مصیبت کے وقت انھی لوگوں کو یاد کرتا ہے جو اس سے قریب ہوتے ہیں۔ دوست ہمارے ہمدرد، ہم راز اور مددگار ہوا کرتے ہیں لیکن بعض اوقات نادان دوست ہمارے لیے مصیبت بھی بن جاتے ہیں۔ غالبؔ نے کہا تھا، ''دوستی ناداں کی ہے جی کا زیاں ہوجائے گا۔'' ذیل کے مضمون میں سجاد حیدر یلدرم نے اپنے دوستوں کے متعلق چند واقعات دلچسپ انداز میں بیان کیے ہیں۔

جان پہچان : سجاد حیدر یلدرم ۱۸۸۰ء میں نہٹور، ضلع بجنور میں پیدا ہوئے۔ ان کا اصل نام سیّد سجاد حیدر تھا۔ علی گڑھ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ ڈپٹی کلکٹر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ پھر ۱۹۳۰ء میں جزائر اندمان کے ریونیو کمشنر مقرر ہوئے۔ سجاد حیدر یلدرم ادب لطیف کے بانیوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ان کی تحریروں میں انشائیہ کی خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ ان کے مضامین اور افسانوں پر مغربی ادب کے اثرات حاوی ہیں۔ سجاد حیدر یلدرم نے ترکی ڈراموں اور ناولوں کے ترجمے بھی کیے۔ 'خیالستان' اور 'جمالستان' ان کے افسانوی مجموعے ہیں۔ ۱۹۴۳ء میں لکھنؤ میں ان کا انتقال ہوا۔

میرے دوست احمد مرزا ہیں جنھیں میں بھڑ بھڑیا دوست کہتا ہوں۔ یہ نہایت معقول آدمی ہیں اور میری ان کی دوستی نہایت پرانی اور بے تکلفی کی ہے مگر حضرت کی خلقت میں یہ داخل ہے کہ دو منٹ نچلا نہیں بیٹھا جاتا۔ جب آئیں گے شور مچاتے ہوئے، چیزوں کو اُلٹ پلٹ کرتے ہوئے۔ غرض کہ ان کا آنا بھونچال کے آنے سے کم نہیں ہوتا۔ جب وہ آتے ہیں تو میں کہتا ہوں، ''کوئی آ رہا ہے، قیامت نہیں ہے۔'' ان کے آنے کی مجھے دور سے خبر ہوجاتی ہے باوجودیکہ میرے لکھنے پڑھنے کا کمرہ چھت پر ہے۔ اگر میرا نوکر کہتا ہے کہ ''میاں اس وقت کام میں بہت مشغول ہیں۔'' تو وہ فوراً چیخنا شروع کردیتے ہیں کہ ''کم بخت کو اپنی صحت کا بھی تو کچھ خیال نہیں (نوکر کی طرف مخاطب ہوکر) خیراتی! کب سے کام کررہے ہیں؟''

''بڑی دیر سے۔''

''توبہ توبہ! اچھا بس میں ایک منٹ ان کے پاس بیٹھوں گا۔ مجھے خود جانا ہے۔ چھت پر ہوں گے نا؟ میں پہلے ہی سمجھتا تھا۔'' یہ کہتے ہوئے وہ اوپر آتے ہیں اور دروازے کو اس زور سے کھولتے ہیں کہ گویا کوئی گولہ آکے لگا (آج تک انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا نہیں) اور آندھی کی طرح داخل ہوتے ہیں۔

''اہاہاہا! آخر تمھیں میں نے پکڑ لیا مگر دیکھو دیکھو، میری وجہ سے اپنا لکھنا بند مت کرو۔ میں حرج کرنے نہیں آیا۔ خدا کی پناہ! کس قدر لکھ ڈالا ہے۔ کہو طبیعت تو اچھی ہے؟ میں تو صرف یہ پوچھنے آیا تھا۔ واللہ! مجھے کس قدر خوشی ہوتی ہے کہ میرے دوستوں میں ایک شخص ایسا ہے جو مضمون نگار کے لقب سے پکارا جاسکتا ہے۔ لو اَب جاتا ہوں، میں بیٹھوں گا نہیں۔ ایک منٹ نہیں ٹھہرنے کا۔ تمھاری خیریت دریافت کرنی تھی، خدا حافظ!'' یہ کہہ کے وہ نہایت محبت سے مصافحہ کرتے ہیں اور

اپنے جوش میں میرے ہاتھ کو اس قدر دبا دیتے ہیں کہ اُنگلیوں میں درد ہونے لگتا ہے اور میں قلم نہیں پکڑ سکتا۔ یہ تو علیٰحدہ رہا، اپنے ساتھ میرے کل خیالات کو بھی لے جاتے ہیں۔ خیالات کو جمع کرنے کی کوشش کرتا ہوں مگر اب وہ کہاں؟ اور دیکھا جائے تو میرے کمرے میں ایک منٹ سے زیادہ نہیں رہے، تاہم وہ اگر گھنٹوں رہتے تو اس سے زیادہ نقصان نہ کرتے۔ کیا میں انھیں چھوڑ سکتا ہوں؟ میں اس سے انکار نہیں کرتا کہ میری اور ان کی دوستی بہت پرانی ہے اور وہ مجھ سے بھائیوں کی طرح محبت کرتے ہیں، تاہم میں انھیں چھوڑ دوں گا۔ ہاں چھوڑ دوں گا...اگرچہ کلیجے پر پتھر رکھنا پڑے گا۔

اور لیجیے، دوسرے دوست محمد تحسین ہیں۔ یہ بال بچوں والے صاحب ہیں اور رات دن انھی کی فکر میں رہتے ہیں۔ جب کبھی ملنے آتے ہیں تو تیسرے پہر کے قریب آتے ہیں، جب میں کام سے تو فارغ ہو چکتا ہوں لیکن اس قدر تھکا ہوا ہوتا ہوں کہ دل یہی چاہتا ہے کہ ایک گھنٹا آرام کرسی پر خاموش پڑا رہوں مگر تحسین آئے ہیں اور ان سے ملنا ضروری ہے۔ ان کے پاس باتیں کرنے کے لیے، سوائے اپنی بیوی بچوں کی بیماری کے کوئی مضمون ہی نہیں۔ میں کتنی ہی کوشش کروں مگر وہ اس مضمون سے باہر نہیں نکلتے۔ اگر میں موسم کا ذکر کرتا ہوں تو وہ کہتے ہیں ہاں بڑا خراب موسم ہے، میرے چھوٹے بچے کو بخار آ گیا، منجھلی لڑکی کھانسی میں مبتلا ہے۔ اگر پولیٹکس یا لٹریچر کے متعلق گفتگو شروع کرتا ہوں تو تحسین صاحب فوراً معذرت پیش کرتے ہیں کہ بھائی آج کل گھر بھر بیمار ہے، مجھے اتنی فرصت کہاں کہ اخبار پڑھوں۔ اگر کسی عام جلسے میں آتے ہیں تو اپنے لڑکوں کو ضرور ساتھ لیے ہوتے ہیں اور ہر ایک سے بار بار پوچھتے رہتے ہیں کہ ''طبیعت تو نہیں گھبراتی؟ پیاس تو نہیں معلوم ہوتی؟'' کبھی کبھی نبض دیکھ لیتے ہیں اور وہاں بھی کسی سے ملتے ہیں تو گھر کی بیماری ہی کا ذکر کرتے ہیں۔

ایک صاحب ہیں جو مجھ سے کبھی نہیں ملتے مگر جب آتے ہیں، میں ان کا مطلب سمجھ جاتا ہوں۔ یہ حضرت ہمیشہ قرض مانگنے کے لیے آتے ہیں اور ایسے وقت آتے ہیں جب میں باہر جانے والا ہوتا ہوں۔ ایک صاحب ہیں جو مجھ سے ملتے ہی کہتے ہیں، ''میاں! عرصے سے میرا دل چاہتا ہے تمھاری دعوت کروں۔'' مگر کبھی اپنی خواہش پوری نہیں کرتے۔ ایک دوست ہیں؛ وہ آتے ہی سوالات کی بوچھار کر دیتے ہیں۔ جب میں جواب دیتا ہوں تو متوجہ ہو کر نہیں سنتے یا اخبار اُٹھا کر پڑھنے لگتے ہیں یا گانے لگتے ہیں۔ ایک صاحب ہیں جو جب آتے ہیں، اپنی ہی کہے جاتے ہیں، میری نہیں سنتے۔

یہ سب میرے عنایت فرما اور خیر طلب ہیں مگر اپنی طبیعت کو کیا کروں، صاف صاف کہتا ہوں کہ ان میں سے ہر ایک سے کہہ سکتا ہوں، ع: مجھ پہ احساں جو نہ کرتے تو یہ احساں ہوتا

اب چونکہ میں نے یہ حال لکھنا شروع کر دیا ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند اور احباب کے متعلق اپنے دلی خیالات ظاہر کروں۔ دروازے پر ایک گاڑی آ کے رکی ہے، میں سمجھ گیا کہ کون صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ میں ان کی شکایت نہیں کرنے کا کیونکہ کیا یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ تین گھنٹے سے میں یہ مضمون لکھ رہا تھا کہ کسی کرم فرما نے کرم نہیں فرمایا اس لیے اس کے شکریے میں میں اس مضمون کو اسی ناتمام حالت میں چھوڑتا ہوں اور اپنے دوست کا خیر مقدم کرتا ہوں۔

''آیئے، آیئے۔ مزاجِ عالی...بہت دن بعد تشریف لائے۔''

معانی واشارات

بھڑ بھڑیا	بکواسی، باتونی	Talkative
نچلا نہ بیٹھنا	چین سے نہ بیٹھنا	To be eager, restless
خلقت	عادت	Nature
بھونچال	زلزلہ	Earthquake
حرج	اڑچن	Hindrance
خدا کی پناہ	اللہ بچائے	God save
کلیجے پر پتھر رکھنا	بہت برداشت کرنا	Heavy heartedly
معذرت	معافی	Excuse
عنایت فرما	مہربانی کرنے والا	Benevolent
خیر طلب	بھلائی چاہنے والا	Well-wisher

مشقی سرگرمیاں

سبق کا بغور مطالعہ کیجیے اور دی ہوئی سرگرمیاں ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔

- 'جان پہچان' کی مدد سے ذیل کا رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

سجاد حیدر یلدرم [ ] میں
↓
[ ] میں پیدا ہوئے۔
↓
ان کا اصل نام [ ] تھا۔
↓
اعلیٰ تعلیم [ ] سے حاصل کی۔

- دوست محمد تحسین سے متعلق خاکہ مکمل کیجیے۔

محمد تحسین

فکر ← [ ]
آمد ← [ ]
مضمون ← [ ]
جلسہ ← [ ]
ذکر ← [ ]

- مصنف کے دوست احمد مرزا کے آنے کا انداز لکھیے۔
- احمد مرزا سے ایک منٹ کی ملاقات کا مصنف کی طبیعت اور خیال پر اثر تحریر کیجیے۔
- احمد مرزا کے نوکر خیراتی سے کہے جملے اور مصنف سے کہے جملے کے فرق کو واضح کیجیے۔
- احمد مرزا سے متعلق مصنف کی رائے لکھیے۔
- مصنف کے دوسرے دوست کا نام اور پسندیدہ مضمون لکھیے۔
- موسم اور پالیٹکس کے موضوع پر مصنف کے دوسرے دوست کا ردِّ عمل بیان کیجیے۔
- مصنف کے تیسرے دوست کی دوستی کا مطلب لکھیے۔
- مصنف کے دوستوں کی خصوصیات تحریر کیجیے۔
- مضمون 'میرے دوست' سے متعلق مصنف کا تاثر قلم بند کیجیے۔
- سبق سے انگریزی الفاظ نقل کر کے انگریزی رسمِ خط میں لکھیے۔
- مضمون میں کل مذکور دوستوں کی تعداد لکھیے۔
- مصنف کے دوستوں کے لیے استعمال کیے گئے صفاتی نام تحریر کیجیے۔
- خیراتی کب سے کام کر رہے ہیں توبہ توبہ

درج بالا جملے میں علاماتِ اوقاف کا استعمال کرتے ہوئے دوبارہ لکھیے۔

7VBDQB

۱۱۔ ایک خط

پنڈت جواہر لال نہرو

پہلی بات : ادب میں خطوط کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ مشہور لوگوں کے خطوط سے نہ صرف ان کی نجی زندگی کا پتا چلتا ہے بلکہ اس دور کے حالات سے بھی واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ اِندرا گاندھی پنڈت جواہر لال نہرو کی چہیتی بیٹی تھیں۔ وہ بچپن میں مسوری کے ایک بورڈنگ اسکول میں زیرِ تعلیم تھیں۔ اُس دوران پنڈت نہرو نے انھیں مختلف موقعوں پر کئی خطوط لکھے جو آگے چل کر "Letters from a Father to his Daughter" کے نام سے شائع ہوئے۔ یہ خط انھی میں سے ایک ہے جس میں انھوں نے اپنی بیٹی کو اس کی سالگرہ کے موقع پر نیک خواہشات پیش کی ہیں۔

جان پہچان : پنڈت جواہر لال نہرو ۱۴؍نومبر ۱۸۸۹ء کو الہ آباد میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے ٹرینیٹی کالج، کیمبرج (انگلستان) سے گریجویشن کیا اور اِنرٹیمپل سے بیرسٹری کی ڈگری حاصل کی۔ ہندوستان لوٹنے کے بعد وہ انڈین نیشنل کانگریس سے وابستہ ہو گئے اور ملک کی آزادی میں انھوں نے کلیدی کردار ادا کیا۔ وہ آزاد ہندوستان کے پہلے وزیرِ اعظم بنے۔ "The Discovery of India" ان کی مشہور کتاب ہے اور "Towards Freedom" ان کی سوانح ہے۔ ۲۷؍مئی ۱۹۶۴ء کو ان کا انتقال ہوا۔

نینی سینٹرل جیل، الہ آباد،

26؍اکتوبر 1930۔

پیاری بیٹی!

تمھیں اپنی سالگرہ کے موقع پر تحفے اور نیک خواہشات ملتی ہی رہی ہیں۔ نیک خواہشات کی تو اَب بھی کوئی کمی نہیں لیکن میں جیل سے تمھارے لیے کیا تحفہ بھیج سکتا ہوں؟ نیک خواہشات کا تعلق تو دل سے ہے، جیسے کوئی پری تمھیں یہ سب کچھ دے رہی ہو۔ یہ وہ چیزیں ہیں جنھیں جیل کی اونچی دیواریں بھی نہیں روک سکتیں۔

تم خوب جانتی ہو کہ مجھے نصیحت کرنے سے کتنی نفرت ہے۔ جب کبھی میرا جی چاہتا ہے کہ نصیحت کروں تو ہمیشہ اُس 'عقل مند' کی کہانی یاد آجاتی ہے جو میں نے کبھی پڑھی تھی۔ شاید ایک دن تم بھی وہ کتاب پڑھو جس میں یہ کہانی بیان کی گئی ہے:

کوئی تیرہ سو برس گزرے کہ ملک چین سے ایک سیّاح علم و دانش کی تلاش میں ہندوستان آیا۔ اس کا نام ہیوَن سانگ تھا۔ وہ شمال کے پہاڑ اور ریگستان طے کرتا ہوا یہاں پہنچا۔ اُسے علم کا اتنا شوق تھا کہ راستے میں اس نے سیکڑوں مصیبتیں اُٹھائیں اور ہزاروں خطروں کا مقابلہ کیا۔ وہ ہندوستان میں بہت دن رہا۔ خود سیکھتا تھا اور دوسروں کو سکھاتا تھا۔ اس کا زیادہ تر

وقت نالندہ وِدّیاپیٹھ میں گزرا جو شہر پاٹلی پتر کے قریب واقع تھی۔اس شہر کو اب پٹنہ کہتے ہیں۔

ہیون سانگ پڑھ لکھ کر بہت قابل ہو گیا حتیٰ کہ اُس کو فاضلِ قانون کا خطاب دیا گیا۔ پھر اُس نے سارے ہندوستان کا سفر کیا۔ اس عظیم الشان ملک کے باشندوں کو دیکھا بھالا اور اُن کے بارے میں پوری معلومات حاصل کیں۔ اس کے بعد اس نے اپنا سفرنامہ لکھا۔ اس کتاب میں وہ کہانی بھی شامل ہے جو اس وقت مجھے یاد آئی۔

یہ ایک شخص کا قصہ ہے جو جنوبی ہند سے شہر 'کرنا سونا' میں آیا۔ یہ شہر صوبہ بہار، بھاگل پور کے آس پاس کہیں تھا۔ ہیون سانگ نے سفرنامے میں لکھا ہے کہ ایک شخص اپنے پیٹ کے چاروں طرف تانبے کی تختیاں باندھے رہتا تھا۔ سر پر ایک جلتی ہوئی مشعل رکھتا تھا۔ ہاتھ میں ڈنڈا لیے ہوئے اس عجیب و غریب انداز میں بڑی شان سے اِدھر اُدھر گھومتا پھرتا تھا۔ جب کوئی اس سے پوچھتا کہ آخر آپ نے یہ کیا صورت بنا رکھی ہے؟ تو وہ جواب دیتا کہ ''میرے اندر بے حساب علم بھرا ہوا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں میرا پیٹ نہ پھٹ جائے اس لیے میں نے اپنے پیٹ پر تانبے کی تختیاں باندھ رکھی ہیں۔ اور چوں کہ تم سب لوگ جہالت کے اندھیرے میں رہتے ہو، مجھے تم پر ترس آتا ہے اس لیے میں ہر وقت اپنے سر پر مشعل لیے پھرتا ہوں۔''

ہاں، تو مجھے ایسا کوئی خطرہ نہیں ہے کہ بہت زیادہ علم و حکمت سے پھٹ جاؤں، اس لیے مجھے اپنے پیٹ پر تانبے کی تختیاں باندھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور یہ بھی جانتا ہوں کہ میری عقل میرے پیٹ میں نہیں ہے بلکہ جہاں کہیں بھی ہو اس میں اتنی گنجائش ہے کہ بہت کچھ اور سما سکے۔ اور جب میری عقل محدود ہے تو میں کیسے ایک عقل مند آدمی بن کر دوسروں کو مشورہ دوں اسی لیے میں یہ جاننے کی کوشش کرتا ہوں کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط، کیا کرنا چاہیے اور کیا نہ کرنا چاہیے۔ اس بحث مباحثے سے کبھی کبھی کوئی سچائی نکل آتی ہے۔

اس لیے میں نصیحت نہیں کروں گا۔ پھر کیا کروں؟ خط باتوں کی جگہ نہیں لے سکتا کیونکہ یہ یک طرفہ ہوتا ہے اس لیے میں اگر کوئی بات کہوں اور وہ تم کو نصیحت لگے تو اسے کڑوی گولی سمجھ کر مت نگلو۔ بس یہ سمجھو کہ میں تم کو مشورہ دے رہا ہوں اور گویا ہم تم آمنے سامنے بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔

میں نے تم کو لمبا سا خط لکھ ڈالا۔ ابھی بہت سی باتیں باقی ہیں۔ اتنی باتیں اس خط میں کیسے آ سکتی ہیں!

تم بڑی خوش قسمت ہو کہ اپنے ملک کی آزادی کی جدوجہد کو دیکھ رہی ہو۔ تم اس لحاظ سے بھی خوش قسمت ہو کہ ایک بہادر عورت تمھاری ماں ہے۔ اگر تم کو کبھی کسی بات میں شبہ ہو یا تمھیں کوئی پریشانی ہو تو تم کو اپنی ماں سے بہتر ساتھی نہیں مل سکتا۔

خدا حافظ بیٹی!...میری دعا ہے کہ تم ایک دن بہادر سپاہی بنو اور ہندوستان کی خدمت کرو۔

محبت اور نیک خواہشات کے ساتھ

جواہر لال

معانی واشارات

دانش	عقل، سمجھ	Wisdom
نالندہ وِدّیا پیٹھ	پرانے زمانے کی ایک یونیورسٹی جو پاٹلی پتر (پٹنہ) کے قریب تھی	An old university near Patliputra (Patna)
فاضلِ قانون	قانون جاننے والا	Law expert
علم وحکمت	عقل مندی، دانش مندی	Wisdom
گنجائش	سمائی، جگہ	Capacity
محدود	حد کے اندر، تنگ	Limited
بحث مباحثہ	بحث وتکرار	Discussion
جدوجہد	سخت کوشش	Struggle

مشقی سرگرمیاں

✧ خط پڑھ کر خاکہ مکمل کیجیے۔

مکتوب نگار
- نام
- پتا
- تاریخ

✧ چینی سیاح سے متعلق ذیل کا شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔

چینی سیّاح
- نام
- تلاش
- مصروفیت
- خطاب

✧ جنوبی ہند سے شہر 'کرنا سونا' میں آنے والے عجیب و غریب شخص کا شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔

شہر 'کرنا سونا' کا عجیب وغریب شخص

✧ درج ذیل الفاظ سے متعلق 'پنڈت نہرو کے خیالات' خط کی روشنی میں لکھیے۔

- نیک خواہشات
- عقل
- کوشش
- مشورہ
- خوش قسمت
- دعا

✧ نصیحت سے متعلق پنڈت نہرو کے جملے خط سے نقل کیجیے۔

✧ شہر 'کرنا سونا' کے عجیب و غریب شخص کا علم سے متعلق دعویٰ لکھیے۔

✧ خط کی مدد سے نالندہ وِدّیا پیٹھ سے متعلق دو جملے تحریر کیجیے۔

✧ خط کا مرکزی خیال اپنے لفظوں میں تحریر کیجیے۔

✧ پنڈت نہرو کی بیٹی اِندرا خوش قسمت ہے کیونکہ ...

۱۔

۲۔

۳۔

✧ نیچے دیے ہوئے لفظوں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

علم و دانش　　علم وحکمت　　صحیح اور غلط

✧ 'عقل مند' مرکب لفظ ہے۔ عقل + مند = عقل مند
'مند' لاحقہ (suffix) ہے۔اس کا استعمال کرتے ہوئے دو مرکب الفاظ بنائیے۔

✧ دیے ہوئے الفاظ کی ضد لکھیے۔
نیک، نفرت، مصیبت، محدود، صحیح

عملی قواعد

فجائیہ جملہ (Exclamatory sentence)

ذیل کے جملوں کو پڑھتے ہوئے ان کے لہجے پر غور کیجیے۔

۱۔ اہاہاہا، آخر میں نے تمھیں پکڑ لیا!
۲۔ واللہ! مجھے کس قدر خوشی ہوئی۔
۳۔ خدا حافظ!
۴۔ ہاں، بڑا خراب موسم ہے!

پہلے جملے سے خوشی کا اظہار ہو رہا ہے (اہاہاہا)
دوسرے سے خلوص ظاہر ہے (واللہ)
تیسرا فقرہ الوداعی ہے اور چوتھے جملے میں موسم کو خراب کہا گیا ہے۔

بات کرتے وقت کچھ جملوں سے خوشی، دکھ، حیرت یا کسی اور جذبے کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ ایسے جملے کو **'فجائیہ جملہ'** (exclamatory sentence) کہتے ہیں۔

آہا! آپ کب آئے؟
افسوس! تم وہاں موجود نہیں تھے۔

فجائیہ جملوں میں 'ارے، واہ وا، ہائے' جیسے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ **فجائیہ نشان (!)** لگایا جاتا ہے۔

ذیل کے جملوں میں مناسب جگہ پر فجائیہ نشان لگا کر بتائیے کہ ان سے کون سے جذبے کا اظہار ہو رہا ہے۔

۱۔ اے بھائی میری بات سنو
۲۔ ارے واہ تم کب آئے
۳۔ ہائے میں تو برباد ہو گیا

سرگرمی/منصوبہ

۱۔ اپنے دوست/سہیلی کو سالگرہ کی مبارکباد کا خط تحریر کیجیے۔
۲۔ نیک خواہشات کے لیے پانچ پیغام تحریر کیجیے۔
۳۔ یومِ اطفال کے موقع پر اسکول میں ہونے والے جلسے میں پنڈت نہرو کی زندگی کے حالات پر تقریر کیجیے۔

سرسیّد احمد خاں کے قلم سے

"...میری تمام آرزو یہ ہے کہ بلا لحاظ قوم اور مذہب کے تمام انسان آپس میں ایک دوسرے کی بھلائی پر متفق ہوں۔ مذہب سب کا بے شک علیحدہ علیحدہ ہے مگر اس کے لحاظ سے آپس میں کوئی دشمنی کی وجہ نہیں ہے۔ فرض کرو کہ ایک دسترخوان پر مختلف قسم کے کھانے موجود ہیں۔ ان میں کوئی کسی کھانے کو پسند کرتا ہے اور کوئی کسی کو۔ مگر اس اختلافِ طبائع کی وجہ سے اس دسترخوان پر بیٹھنے والوں کو باہم کچھ رنج نہیں ہوتا۔ اسی طرح دنیا میں مختلف مذہبوں کی وجہ سے مختلف مذہب والوں میں کوئی وجہ باہمی رنج کی پیدا نہیں ہو سکتی۔ ہر شخص اپنے ایمان کا مختار بلکہ میری رائے میں مجبور ہے۔ اس لیے جس چیز کا یقین اس کے جی میں ہے، اس کو وہ اختیار کرے گا۔ وہ یقین دوسروں کے دل میں اثر نہیں کرتا۔ اچھا ہے تو اس کے لیے اور بُرا ہے تو اس کے لیے۔ لیکن آپس کی محبت میں جو انسانوں کی راحت میں سب سے بڑا جز ہے، اس کے کچھ نقصان نہیں آ سکتا۔"

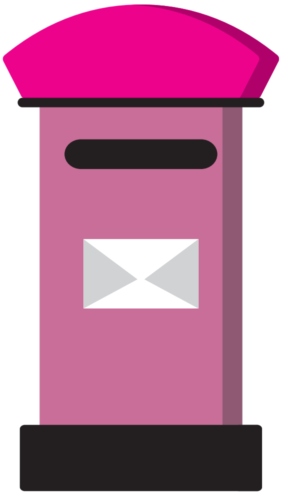

7VK9RY

۱۔ حمد

داغؔ دہلوی

پہلی بات : ہم جب زندگی پر غور کرتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ اس کائنات میں بے شمار چیزیں ہیں جو نہایت خوب صورت انداز میں پیدا کی گئی ہیں۔ ہمیں یقین آ جاتا ہے کہ تمام چیزوں کا بنانے والا ایک خدا ہے۔ خدا کی ذات قابلِ تعریف ہے جس نے نہ صرف پوری کائنات بنائی بلکہ وہ تمام جہانوں کا پالنے والا اور نگہبان بھی ہے۔ ذیل کی نظم میں شاعر نے خوبصورت انداز میں خدا کی حمد وثنا بیان کی ہے۔

جان پہچان : نواب مرزا خان نام اور داغؔ تخلص تھا۔ وہ ۱۸۳۱ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ ذوقؔ دہلوی کے شاگرد اور اپنے وقت کے استاد شاعر تھے۔ 'فصیح الملک، بلبلِ ہندوستان' اور 'جہاں استاد' ان کے خطابات تھے۔ ان کی زبان میں سادگی، بیان میں شوخی اور بانکپن ہے۔ 'آفتابِ داغ، مہتابِ داغ، گلزارِ داغ' اور 'یادگارِ داغ' ان کے دیوان ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے ایک مثنوی 'فریادِ داغ' کے نام سے بھی لکھی ہے۔ ۱۹۰۵ء میں ان کا انتقال ہوا۔

سبق ایسا پڑھا دِیا تو نے
دل سے سب کچھ بھلا دیا تو نے
لاکھ دینے کا ایک دینا ہے
دلِ بے مدعا دِیا تو نے
بے طلب جو ملا ، ملا مجھ کو
بے سبب جو دِیا ، دِیا تو نے
نارِ نمرود کو کیا گلزار
دوست کو یوں بچا دیا تو نے
جس قدر مَیں نے تجھ سے خواہش کی
مجھ کو اس سے سِوا دِیا تو نے
مجھ گنہگار کو جو بخش دِیا
تو جہنم کو کیا دِیا تو نے
داغؔ کو کون دینے والا تھا
جو دِیا ، اے خدا ! دِیا تو نے

خلاصہ : شاعر خدا کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اے خدا! تو نے میرے دل میں اپنی ذات کا یقین اس پختگی کے ساتھ بٹھا دیا کہ میں تیرے سوا سب کچھ بھلا بیٹھا ہوں۔ تو نے میرے دل کو دنیا کی حرص و ہوس سے آزاد کر دیا۔ تیری یہ دین لاکھوں عطیوں سے بڑھ کر ہے۔ تو نے مجھے بن مانگے سب کچھ عطا کر دیا۔ تو نے حضرت ابراہیمؑ کو جلانے کے لیے نمرود کی بھڑکائی ہوئی آگ کو گلزار کر دیا اور اپنے دوست کو بچا لیا۔ تو نے میرے گناہوں کو معاف کر دیا اور مجھے عذابِ جہنم سے بچایا۔ شاعر آخر میں کہتا ہے کہ اے خدا تیرے سوا مجھے اور کون دینے والا تھا، مجھے جو کچھ ملا ہے تیرے ہی در سے عطا ہوا ہے۔

معانی و اشارات

- دلِ بے مدعا - وہ دل جس میں کوئی خواہش نہ ہو — Heart without any desire
- بے طلب - بغیر مانگے — Without demand
- نار - آگ — Fire
- نمرود - حضرت ابراہیمؑ کے زمانے کا ایک بادشاہ — A king during the period of prophet Ibraheem
- گلزار - باغ — Garden
- سوا - زیادہ — More
- بخشنا - معاف کرنا — Forgive

مشقی سرگرمیاں

- 'جان پہچان' کی مدد سے ذیل کا خاکہ مکمل کیجیے۔

شاعر سے متعلق معلومات

نام	
تخلص	
جائے پیدائش	
استاد کا نام	
خطابات	
شعری مجموعے	

- شاعر کے لیے اللہ کی دی ہوئی سب سے بہتر چیز کی وضاحت کیجیے۔
- حمد میں جس واقعے کا ذکر ہے، اسے اپنے لفظوں میں بیان کیجیے۔
- شاعر نے خود کی جن کمیوں کا ذکر کیا ہے انھیں قلمبند کیجیے۔
- حمد سے تلمیح والا شعر نقل کیجیے۔
- 'دل سے سب کچھ بھلا دیا' سے شاعر کی مراد بیان کیجیے۔
- ذیل کے شعر کا مطلب لکھیے۔

مجھ گنہگار کو جو بخش دیا
تو جہنم کو کیا دیا تو نے

- ذیل کے معنی کے لیے نظم سے الفاظ تلاش کر کے لکھیے۔

آگ ، باغ ، دوزخ

- نظم میں مذکور اللہ کی مہربانیوں سے اپنی پسندیدہ مہربانی لکھیے۔
- حمد کے قافیوں کی فہرست بنائیے۔
- اپنی پسند کا شعر نقل کر کے پسندیدگی کی وجہ تحریر کیجیے۔
- حمد کا مفہوم واضح کیجیے۔
- نظم میں لفظ 'دوست' جس شخصیت کے لیے استعمال کیا گیا ہے، ان کا نام لکھیے۔
- نظم سے دو مصرعے نقل کیجیے جو استفہامیہ جملے ہیں۔

۲۔ لندن کی ہوا

اکبرؔ الٰہ آبادی

87Y18I

پہلی بات : ایک مشہور کہاوت ہے 'کوا چلا ہنس کی چال، اپنی چال بھی بھول گیا'۔ یہ بات انگریزوں کے دورِ حکومت میں ان کی نقل کرنے والوں پر صادق آتی ہے۔ اس زمانے میں لوگوں نے انگریزوں کے افکار و خیالات اور رہن سہن کے طریقے بڑی تیزی سے اپنائے۔ بلا شبہ انگریزوں نے ہمارے ملک کو بہت سی نئی چیزوں سے روشناس کرایا مگر سکے کا دوسرا رُخ یہ ہے کہ ان کی تہذیب کو اپنانے کی دھن میں لوگ اپنی تہذیب اور مذہبی قدروں سے دور ہوتے چلے گئے۔ ذیل کی نظم میں شاعر نے اسی صورتِ حال پر افسوس ظاہر کیا ہے۔

جان پہچان : اکبر حسین اکبرؔ الٰہ آبادی ۱۸۴۶ء میں پیدا ہوئے۔ وہ اُردو کے مشہور طنز و مزاح نگار تھے۔ انھوں نے غزلیں بھی کہیں اور نظمیں بھی۔ انھوں نے اپنی شاعری میں مغربی تعلیم اور مغربی تہذیب کی اندھی تقلید کو طنز کا نشانہ بنایا اور تعمیری، مقصدی و اصلاحی شاعری کو رواج دیا۔ سلاست، روانی، لطفِ بیان، طنز و ظرافت ان کی شاعری کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ ۱۹۲۱ء میں ان کا انتقال ہوا۔

عشرتی گھر کی محبت کا مزہ بھول گئے
کھا کے لندن کی ہوا عہدِ وفا بھول گئے

پہنچے ہوٹل میں تو پھر عید کی پروا نہ رہی
کیک کو چکھ کے سیویّوں کا مزہ بھول گئے

موم کی پتلیوں پر ایسی طبیعت پگھلی
چمنِ ہند کی پریوں کی ادا بھول گئے

بخل ہے اہلِ وطن سے جو وفا میں تم کو
کیا بزرگوں کی وہ سب جود و عطا بھول گئے

نقلِ مغرب کی ترنگ آئی تمھارے دل میں
اور یہ نکتہ کہ مری اصل ہے کیا، بھول گئے

کیا تعجب ہے کہ لڑکوں نے بھلایا گھر کو
جب کہ بوڑھے روشِ دینِ خدا بھول گئے

خلاصہ : شاعر نے اس نظم میں اپنے بیٹے عشرت حسین کی شخصیت میں نمایاں ہونے والی تبدیلیوں کا تذکرہ کیا ہے۔ شاعر اپنے بیٹے سے کہتا ہے کہ لندن جا کر تم نے اپنے گھر کی محبت کا مزہ بھلا دیا۔ تم ہوٹل میں پہنچے تو تمھیں عید کی پروا نہ رہی۔ وہاں کے کیک چکھنے کے بعد تم سیویوں کا مزہ بھول گئے۔ وہاں کی عورتوں کو تم نے اپنے ملک کی عورتوں سے بہتر سمجھا۔ اپنے وطن کے لوگوں سے تمھاری محبت میں کمی واقع ہوئی ہے۔ یہ حیرت کی بات ہے کہ تم نے اپنے بزرگوں کی مہربانیوں اور شفقتوں کو بھی فراموش کر دیا۔ مغربی قوموں کی تہذیب تم کو اس قدر پسند آئی کہ تم نے اپنی حقیقت کو نظر انداز کر دیا اور تمھیں یہ بات یاد نہ رہی کہ ہم بہر حال مغربی قوموں سے مختلف ہیں۔ آخر میں شاعر یہ کہتا ہے کہ نوجوانوں نے مغرب کی پیروی کرتے ہوئے اپنے ملک کو بھلا دیا، اس پر تعجب کیوں کیا جائے جبکہ بزرگ بھی اپنے دین و مذہب سے دور ہو گئے ہیں۔

معانی واشارات

موم کی پتلیاں	مراد انگریز عورتیں	British women
بخل	کنجوسی	Miserliness
جود وعطا	بخشش، سخاوت، عنایت	Reward
ترنگ	جوش، لہر	Craze
روش	طریقہ، ڈھنگ	Ways, tradition

مشقی سرگرمیاں

نظم کو غور سے پڑھیے اور ذیل کی سرگرمیاں ہدایت کے مطابق حل کیجیے۔

- شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔

مغربی تہذیب سے متاثر ہوکر عشرتی نے بُھلا دیا

- شاعر نے جن چیزوں کا جن چیزوں سے موازنہ کیا ہے، دونوں کو آمنے سامنے تحریر کیجیے۔
- بزرگوں کی عنایات کو بھول جانے کا نتیجہ لکھیے۔
- مغرب کی نقالی کا نتیجہ تحریر کیجیے۔
- شاعر کو جس بات پر تعجب نہیں ہے، اسے اور اس کی وجہ کو اپنے لفظوں میں بیان کیجیے۔
- نظم کے آخری شعر میں آنے والے ضد کے الفاظ لکھیے۔
- نظم کے قافیوں میں چار نئے قافیوں کا اضافہ کرکے لکھیے۔
- تم اپنے وطن کے لوگوں سے پوری طرح وفادار نہیں ہو۔ نظم سے اس مفہوم کا مصرع تلاش کرکے لکھیے۔
- 'کھا کے لندن کی ہوا عہدِ وفا بھول گئے' سے شاعر کی مراد لکھیے۔
- نظم کی مدد سے نقلِ مغرب کی دو مثالیں لکھیے۔
- نظم سے وہ شعر تلاش کرکے لکھیے جس میں شاعر لڑکوں اور بوڑھوں کے کردار پر افسوس ظاہر کرتا ہے۔

استعارہ (Metaphor)

نظم میں یہ شعر آپ پڑھ چکے ہیں۔

موم کی پتلیوں پر ایسی طبیعت پگھلی
چمنِ ہند کی پریوں کی ادا بھول گئے

اس شعر میں 'موم کی پتلیوں' سے انگلستان کی گوری عورتیں مراد ہیں یعنی عورتوں کو موم کی پتلیاں کہا گیا ہے۔
'چمنِ ہند' سے ملک ہندوستان مراد لی گئی ہے یعنی ہندوستان کو 'چمن' کہا گیا ہے۔ اسی طرح چمن کی 'پریوں' سے ہندوستانی عورتیں مراد ہیں۔ یہاں ایک چیز/شخص کو دوسری چیز/شخص کہا گیا ہے۔

عورتیں - پتلیاں/پریاں
ہندوستان - چمن

اس طرح ایک چیز یا شخص وغیرہ کو دوسری چیز یا شخص کہنا شاعری کی زبان میں 'استعارہ' کہلاتا ہے۔

دوسری مثالیں آپ پڑھ چکے ہیں۔

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا
پربت وہ سب سے اونچا، ہم سایہ آسماں کا
وہ سنتری ہمارا ، وہ پاسباں ہمارا

یہاں ہندوستان کو گلستاں، ہندوستان کے لوگوں کو بلبلیں اور پربت کو سنتری کہا گیا ہے۔ یہ بھی استعارے ہیں۔

۳۔ زمینِ وطن

آنند نرائن مُلّا

پہلی بات : ہمارے نبی ﷺ کو ان کے وطن یعنی مکے کے رہنے والوں نے ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔ان کی زیادتیاں جب حد سے بڑھ گئیں تو خدا نے آپؐ کو مکہ چھوڑ کر مدینہ جانے کا حکم دیا۔اسے ہجرت کہتے ہیں۔رخصت کے وقت آپؐ نے خانۂ کعبہ کو دیکھ کر فرمایا تھا، ''مجھے تجھ سے بے حد محبت ہے مگر کیا کروں میری قوم مجھے یہاں رہنے نہیں دیتی۔'' اللہ کے رسولؐ کے اس قول سے پتا چلتا ہے کہ ہم جس گھر، محلے، بستی اور علاقے میں رہتے ہیں ہمیں اس سے فطری لگاؤ ہوجاتا ہے۔اسی طرح ہر شخص کو اپنے وطن سے محبت ہوتی ہے۔اسے وطن کی ہر چیز خوب صورت نظر آتی ہے۔ذیل کی نظم وطن کی محبت کے جذبات سے لبریز ہے۔

جان پہچان : آنند نرائن ملا ۲۹/اکتوبر ۱۹۰۱ء کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔اُردو فارسی گھر پر پڑھی۔انگریزی ادب میں ایم۔اے کیا۔انھوں نے وکالت کا پیشہ اختیار کیا اور ترقی کرتے ہوئے الٰہ آباد ہائی کورٹ کے جج کے عہدے تک پہنچے۔ان کی شاعری میں سنجیدگی ومتانت اور درد و اثر کی ملی جلی کیفیت ملتی ہے۔'جوئے شیر'، 'کچھ ذرّے کچھ تارے' اور 'میری حدیثِ عمرِ گریزاں' ان کے شعری مجموعے ہیں۔۱۳/جون ۱۹۹۷ء کو دہلی میں ان کا انتقال ہوا۔

زمینِ وطن ! اے زمینِ وطن

ترے کوہ و دریا جمال آفریں
تری وادیاں رشکِ خلدِ بریں
کسی نے تجھے یوں بنایا حسیں
کہ جیسے سنواری گئی ہو دلھن
زمینِ وطن ! اے زمینِ وطن

یہ دہلی کے نقش و نگارِ خموش
یہ چتوڑ کی خاکِ لالہ فروش
یہ کیلاش کی چوٹیاں برف پوش
تجھے ڈھونڈتی ہیں ، عروجِ کہن
زمینِ وطن ! اے زمینِ وطن

بدلنے کو ہے موسمِ روزگار
ہواؤں میں ہے گویا کیف و خمار
تری سمت پھر آرہی ہے بہار

لیے پھر گل و لالہ و نسترن
زمینِ وطن ! اے زمینِ وطن

اخوت کا پھر ہاتھ میں جام لے
مساواتِ انساں کا پھر نام لے
روایاتِ ماضی سے پھر کام لے

وطن کو بنا در حقیقت وطن
زمینِ وطن ! اے زمینِ وطن

خلاصہ : شاعر نے اس نظم میں اپنے وطن کی تعریف کی ہے۔ وہ اپنے وطن کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ تیرے کوہ و دریا اور تیری وادیاں اتنی خوب صورت ہیں کہ جنت ان پر رشک کرے۔ تجھے اس طرح بنایا گیا ہے جیسے کوئی دلھن سنواری جاتی ہے۔ شاعر اپنے ملک کے اہم مقامات کا تذکرہ کرتے ہوئے دہلی کی عمارتوں کے نقش و نگار، چتوڑ کی سرزمین اور کیلاش پربت کی برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیوں کو یاد کرتا ہے۔ اسے ماضی کی عظمت کے واقعات یاد آتے ہیں۔ شاعر موجودہ دور کے حالات بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ملک کے حالات بدلنے والے ہیں۔ ہواؤں میں کیف وخمار ہے اور موسمِ بہار کی آمد آمد ہے۔ شاعر یہ تلقین کرتا ہے کہ ملک میں اخوت اور بھائی چارے کی فضا قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے ملک میں قدیم زمانے سے یہی اتفاق و اتحاد کی روایات چلی آرہی ہیں۔ یہی اتحاد اور یکجہتی ہے جو کسی ملک کو جوڑتی ہے اور ملک کو صحیح معنوں میں ملک بناتی ہے۔

معانی و اشارات

جمال آفریں	خوب صورتی کو ظاہر کرنے والے مراد قدرتی مناظر	Arousing beauty
رشک	کسی کی برابری کرنے کی خواہش	Envy
خلدِ بریں	اعلیٰ درجے کی جنت	Paradise
نقش و نگارِ خموش	مراد یادگاریں	Monuments
خاکِ لالہ فروش	خوں رنگ زمین	Soil soaked in blood
عروجِ کہن	پرانی اونچائی مراد پرانے وقتوں کی ترقی	Rise of olden times
کیف وخمار	نشے کی حالت	Hangover
لالہ و نسترن	سرخ و سفید پھول	Red and white flowers (Tulip and dog rose)
روایاتِ ماضی	پرانی رسمیں	Old traditions

مشقی سرگرمیاں

نظم کا مطالعہ کرکے سرگرمیوں کو ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔

✧ 'جان پہچان' کی مدد سے ذیل کا شکلی خاکہ مکمل کیجیے۔

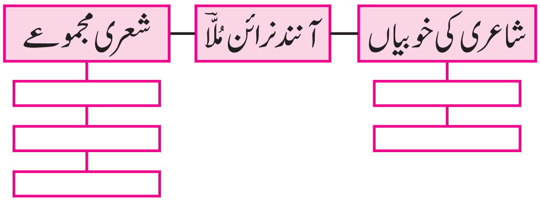

✧ آنند نرائن مُلّا کے پیشے : (۱) .... (۲) ....

✧ درج ذیل رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

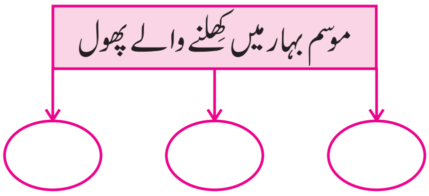

✧ درج ذیل کے بارے میں نظم سے شاعر کے الفاظ لکھیے۔

کوہ و دریا	
وادیاں	
چتوڑ کی خاک	
کیلاش کی چوٹیاں	

✧ درج ذیل سے شاعر کی جن چیزوں کی تمنا ہے انھیں نظم سے شاعر کے الفاظ میں تحریر کیجیے۔

۱۔ ہاتھ میں جام → ....

۲۔ نام لے → ....

۳۔ کام لے → ....

✧ نظم کے دوسرے بند میں شاعر نے ملک کی تین چیزوں کا ذکر کیا ہے، انھیں لکھ کر ان کے مرادی مفہوم لکھیے۔

✧ ملک کے لوگوں کو شاعر کی نصیحت اور نصیحت کرنے کی وجہ بیان کیجیے۔

✧ نظم میں آئے ہوئے مختلف مقامات کے نام تحریر کیجیے۔

✧ نظم کے تیسرے بند کی تشریح کیجیے۔

✧ ذیل کے مصرعوں کے خط کشیدہ الفاظ کی وضاحت کیجیے۔

۱۔ <u>کسی نے</u> تجھے یوں بنایا حسیں

۲۔ <u>اخوت</u> کا پھر ہاتھ میں جام لے

۳۔ وطن کو بنا <u>درحقیقت وطن</u>

✧ مناسب جوڑیاں لگائیے۔

الف	ب
بدلنے کو ہے	کیف وخمار
ہواؤں میں ہے گویا	برف بار
تری سمت پھر آ رہی ہے	موسمِ روزگار
	بہار

✧ نظم سے درج ذیل الفاظ کے ہم معنی لفظ تلاش کر کے لکھیے۔

پہاڑ — ○　جنت — ○　مٹی — ○　پھول — ○　برابری — ○

✧ لفظ 'حَسِین' کے معنی خوب صورت ہیں۔ اس کی مدد سے ایسا لفظ بنائیے جس کے معنی 'خوب صورتی' ہوں۔

✧ لفظ 'گل' پر زیر، زبر، پیش لگا کر لکھیے اور ان کے معنی معلوم کیجیے۔

معمّا

✧ دیے گئے حرفی جال کو غور سے دیکھیے اور اوپر سے نیچے اور دائیں سے بائیں ترتیب میں 'پرندوں' کے نام تلاش کر کے لکھیے۔

ن	ی	ر	م	ق
ف	ا	ط	و	ط
ا	س	ا	ر	ج
خ	ر	و	ک	چ
ت	ع	س	ب	ش
ہ	ق	ک	و	ا
ز	ا	ب	ت	ہ
ا	ب	و	ر	ی
غ	ا	م	ق	ن

اوپر سے نیچے :

....

....

....

دائیں سے بائیں :

....

....

....

۴۔ ہماری زبان

پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفیؔ

پہلی بات : اُردو کے مشہور شاعر داغؔ دہلوی نے اُردو زبان کی تعریف کرتے ہوئے کہا تھا۔

اُردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغؔ　　　سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

اُردو زبان مختلف زبانوں کے میل جول سے وجود میں آئی ہے اسی لیے اس میں ان زبانوں کی خوبیاں موجود ہیں۔ اس زبان نے مختلف مذاہب اور علاقوں کے لوگوں کو جوڑنے کا کام بھی کیا ہے اس لیے یہ زبان نہ صرف ہمارے ملک میں بلکہ پوری دنیا میں مقبول ہے۔ ذیل کی نظم میں اسے ہندو مسلم اتحاد اور قومی یکجہتی کا اعلیٰ نمونہ بتایا گیا ہے۔

جان پہچان : پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفیؔ ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے دہلی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ اُردو، فارسی اور عربی کے علاوہ ہندی اور سنسکرت زبانوں پر انھیں مکمل عبور حاصل تھا۔ انھوں نے شاعری بھی کی۔ ان کا اصل کارنامہ نثر میں لکھے ہوئے وہ مضامین ہیں جو انھوں نے اُردو زبان و ادب اور لسانیات کے تحت مختلف موضوعات پر لکھے۔ وہ اُردو کے سچے پرستار اور ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے۔ 'کیفیہ' اور 'منشورات' ان کے مضامین کے مجموعے ہیں۔

اُردو ہے جس کا نام ، ہماری زبان ہے　　　دنیا کی ہر زبان سے پیاری زبان ہے
فرقوں کے ربط ضبط کا ہے اس سے انتظام　　　قومی یگانگی کا ہے قائم اسی سے نام
اُردو بنی ہے مسلم و ہندو کے میل سے　　　دونوں نے صَرف اس پہ دماغ اور دل کیے
قوموں کے اتحاد کا یہ شاہکار ہے　　　کلچر کا اس کی ذات پہ دار و مدار ہے
اس سے ہی ملک میں وہ رواداریاں رہیں　　　شیخ اور برہمن میں وفاداریاں رہیں
بہناپا اس کو دوسری بھاشاؤں سے رہا　　　اس نے کسی کو غیر نہ سمجھا کبھی ذرا
اُردو ہی دوستو ، وطنیت کی جان ہے　　　یہ یاد رکھو ، اس سے اخوت کی شان ہے
اس کو ہُوا کسی سے ، نہ ہے رشک اور حسد　　　بغض اور کینے سے ہے بہت دور اس کی حد
اپنے ہیں اس کو سب ، نہیں کوئی پرائے ہیں　　　وسعت ہے دل کی وہ کہ سب اس میں سمائے ہیں
ہے اس کو سب سے میل ، کسی سے نہیں ہے بیر　　　افسوس کیوں نہ ہو ، اُسے کوئی جو سمجھے غیر

تاریخ ہند کی ہے وہ سرتاج آج تک
ہے اِتحاد و اُنس کی معراج آج تک

خلاصہ : شاعر کہتا ہے کہ ہماری زبان اُردو تمام زبانوں سے زیادہ پیاری ہے۔ اس نے قوموں میں اتحاد پیدا کیا اور یہ زبان ہندوؤں اور مسلمانوں کے اتفاق و اتحاد کے نتیجے میں پیدا ہوئی ہے۔ ان دونوں قوموں نے اسے پروان چڑھایا ہے۔ یہ ہماری مشترکہ تہذیب کی بنیاد ہے۔ اُردو زبان نے دیگر زبانوں سے بھی دوستانہ تعلقات پیدا کیے ہیں۔ اسے کسی سے حسد اور دشمنی نہیں۔ اس کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ اس کے دل میں سب کے لیے جگہ ہے۔ یہ زبان اتفاق و اتحاد کی معراج ہے۔

معانی و اشارات

یگانگی	ایکتا	Integrity
صَرف کرنا	خرچ کرنا	Spend
شاہکار	کسی فن میں بہت اہم کام	Masterpiece
کلچر	تہذیب، ثقافت	Culture
دار و مدار ہونا	انحصار ہونا	Dependence
رواداری	سب کو ساتھ لے کر چلنے کا مزاج	Tolerance
وطنیت	وطن سے محبت	Patriotism
اخوت	بھائی چارہ	Brotherhood
حسد	جلن	Jealousy
بغض	کسی کے تعلق سے برے جذبات رکھنا	Cattiness, animosity
کینہ	دشمنی	Malice, grudge
بَیر	دشمنی	Enmity
اُنس	محبت	Love, affection
معراج	بلندی، عظمت	Highest point, acme

مشقی سرگرمیاں

نظم کا بغور مطالعہ کیجیے اور دی ہوئی سرگرمیاں ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔

✦ ذیل کے خاکے کو مکمل کیجیے۔

اُردو کی خصوصیات

✦ نظم سے متضاد الفاظ کی جوڑیاں تلاش کرکے لکھیے۔

✦ اُردو سے متعلق داغؔ دہلوی کا شعر تلاش کرکے لکھیے۔

✦ پہلے قافیے کو دیکھ کر دوسرا قافیہ لکھیے۔

۱۔ انتظام : ....

۲۔ شاہکار : ....

۳۔ رواداریاں : ....

۴۔ جاں : ....

✦ دوسری زبانوں سے اُردو کے بہناپے کی مثال دیجیے۔

✦ اُردو کے وسیع ہونے، پھیلنے کی وجوہات بیان کیجیے۔

✦ اُردو پر جس چیز کا دار و مدار ہے، اس کی وضاحت کیجیے۔

✦ ذیل کے اشعار میں خط کشیدہ الفاظ کا مطلب لکھیے۔

۱۔ اُردو ہے جس کا نام، ہماری زبان ہے
دنیا کی ہر زبان سے پیاری زبان ہے

۲۔ اِس سے ہی ملک میں وہ رواداریاں رہیں
شیخ اور برہمن میں وفاداریاں رہیں

۳۔ ہے اس کو سب سے میل کسی سے نہیں ہے بیر
افسوس کیوں نہ ہو اُسے کوئی جو سمجھے غیر

✦ نظم میں مذکور اُردو کی خوبیاں قلم بند کیجیے۔

✦ 'جنگِ آزادی میں اُردو کا کردار' عنوان پر دس سطریں تحریر کیجیے۔

✦ ہندوستان میں بولی جانے والی زبانوں کی فہرست بنائیے۔

✦ قومی یکجہتی اور وطن کی آزادی سے متعلق اشعار تلاش کرکے لکھیے۔

تضاد (Antonym)

یہ اشعار پڑھیے۔

اس سے ہی ملک میں وہ رواداریاں رہیں
شیخ اور برہمن میں وفاداریاں رہیں
اپنے ہیں اس کو سب، نہیں کوئی پرائے ہیں
وسعت ہے دل کی وہ کہ سب اس میں سمائے ہیں

آپ جانتے ہیں کہ خط کشیدہ الفاظ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ جب شعر میں متضاد الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں تو اس طرح کے استعمال کو 'تضاد' (antonym) کہا جاتا ہے۔

پڑھی گئی نظموں اور غزلوں سے ایسے اشعار تلاش کر کے لکھیے جن میں تضاد کا استعمال کیا گیا ہو۔

مبالغہ (Hyperbole)

آپ شکیب جلالی کا یہ شعر پڑھ چکے ہیں۔

برا نہ مانیے لوگوں کی عیب جوئی کا
انھیں تو دن کا بھی سایہ دِکھائی دیتا ہے

اس شعر میں 'دن کا سایہ دِکھائی دینا' ایسا واقعہ ہے جو کبھی واقع نہیں ہوسکتا مگر شاعر نے ایک بات یعنی اچھوں کو برا کہنے کی عادت کو بڑھا چڑھا کر کہا ہے۔ شعر میں جب کوئی ایسی بات کہی جائے کہ حقیقت میں جو واقع نہیں ہوسکتی، اسے **'مبالغہ'** (hyperbole) کہا جاتا ہے۔

✣ **ذیل کے اشعار میں مبالغے کے الفاظ تلاش کر کے لکھیے۔**

لاکھ دینے کا ایک دینا ہے
دلِ بے مدعا دیا تو نے
مجھ گنہ گار کو جو بخش دیا
تو جہنم کو کیا دیا تو نے

اضافی مطالعہ

شعر

دوستوں کی محفل تھی۔ بے تکلف گفتگو آہستہ آہستہ ہنسی مذاق کی جگہ ایک دوسرے پر طنز اور توہین میں بدل گئی۔ محفل سمٹ سمٹا کر بس دو دوستوں پر مرکوز ہوگئی۔ خوش کلامی کی جگہ بدکلامی نے لے لی۔ اس سے پہلے کہ کچھ اور پیش آئے، ایک صاحب نے سمجھ داری کا ثبوت دیتے ہوئے بات بدلنے کی کوشش کی اور مسکراتے ہوئے کہا، ''غالب کا ایک شعر سنیے۔''

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمھی کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے

بس یہ سننا تھا کہ پہلے صاحب کو کچھ احساس ہوا۔ وہ اپنے رویے پر شرمندہ ہوئے۔ حالات بے قابو ہونے سے بچ گئے۔

ایسا اکثر ہوتا ہے کہ ہم ایک دوسرے سے بات چیت کے دوران کوئی مناسب اور برمحل شعر بھی پیش کر دیتے ہیں کیونکہ شعر ہمارے جذبے اور احساس کو زیادہ متاثر کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم شعر کو بار بار سنتے، پڑھتے اور یاد بھی کر لیتے ہیں۔ نثر اور شعر کا فرق بہت واضح ہے۔ نثر میں بات تفصیل سے کہی جاتی ہے اور شعر میں اشارے اور اختصار کے ساتھ۔ لفظوں کی ایک خاص ترتیب سے شعر میں بات زیادہ پُر اثر ہوجاتی ہے۔

''شعر وہ کلام ہے جس میں لفظوں کی ایک خاص ترتیب یعنی موزونیت ہو اور اس سے لَے، نغمگی اور اثر پیدا ہوجائے۔''

شعر کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ہر حصہ مصرع کہلاتا ہے۔ پہلے مصرعے کو مصرعۂ اولیٰ اور دوسرے کو مصرعۂ ثانی کہتے ہیں مثلاً

ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں (مصرعۂ اولیٰ)
اب دیکھیے ٹھہرتی ہے جا کر نظر کہاں (مصرعۂ ثانی)
سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا (مصرعۂ اولیٰ)
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا (مصرعۂ ثانی)

88R6DG

۵۔ بلبل کا ذوقِ آزادی

مولوی غلام بھیک نیرنگؔ

پہلی بات : پرانے زمانے میں راجاؤں اور نوابوں کے علاوہ عام لوگ بھی جانوروں کا شکار کیا کرتے تھے۔ مچھلیوں کے شکار کی طرح جنگلی جانوروں کے شکار کا شوق عام تھا۔ اسی کے ساتھ جنگلوں کی کٹائی بھی تیزی سے ہوتی رہی جس سے جانوروں کی تعداد گھٹتی گئی۔ اس صورتحال کے پیشِ نظر حکومت نے جانوروں کے شکار پر پابندی عائد کردی اور جانوروں پر کیے جانے والے ظلم اور زیادتیوں کو روکنے کی کوشش کی جانے لگی۔ پرندوں کو قید میں رکھنا گویا انھیں فطری آزادی سے محروم کرنا ہے۔ ذیل کی نظم میں شاعر نے اسی احساس کو جگانے کی کوشش کی ہے۔

جان پہچان : مولوی غلام بھیک نیرنگؔ ۲۶؍ستمبر ۱۸۷۴ء کو پنجاب میں پیدا ہوئے۔ بیسویں صدی کے اوائل کے شعرا میں انھیں ممتاز مقام حاصل تھا۔ انھوں نے حالیؔ کی نیچرل شاعری کی تحریک کو آگے بڑھانے میں ایک فعال کردار ادا کیا۔ انھوں نے مختلف موضوعات پر نظمیں لکھیں جو اُس زمانے کے مشہور رسائل 'مخزن'، 'زمانہ' وغیرہ میں شائع ہوکر مقبولِ عام ہوئیں۔ 'کلامِ نیرنگ' ان کا شعری مجموعہ ہے۔ ۱۶؍اکتوبر ۱۹۵۲ء کو ان کا انتقال ہوا۔

قفس میں بلبلِ نالاں کی جب بے تابیاں دیکھیں
تو از راہِ عنایت ایک دن صیاد یوں بولا

"یہ بے تابی تری ، اے مشتِ پر ، ہے سخت نادانی
یہ راحت ہے سراسر جس کو تو نے قید ہے سمجھا

وہ تیرا آشیانہ جس کو تو دن رات روتی ہے
وہ آخر کیا تھا ؟ بس اِک ڈھیر تھا تنکوں کا بے ڈھنگا

قفس کو دیکھ ، کاری گر نے کیا اچھا بنایا ہے
تناسب کا نمونہ ، خوب صورت ، خوش نما ، ستھرا

عبث اُس وحشیانہ زندگی کو یاد کرتی ہے
نہیں ، افسوس ! تجھ پر کچھ اثر عہدِ ترقی کا

کبھی صرصر کے حملے تھے ، کبھی تھے برق کے دھاوے
وہ تیرا آشیانہ آفتوں کا اک نشانہ تھا

محافظ کون تیری جان کا تھا صحنِ گلشن میں
کوئی طائر شکاری تجھ کو چپکے سے جھپٹ لیتا

قفس کیا ہے ، حصارِ عافیت ہے تو اگر سمجھے
نہ اندر سے کوئی ڈر ہے نہ باہر سے کوئی کھٹکا

ہوا اور روشنی اور دانہ پانی ، سب میسر ہے
مزے سے چہچہا اور حمد خالق کے ترانے گا

یہ فریاد و فغان و آہ ، ناشکروں کی باتیں ہیں
اری ناداں ! تجھے ممنون ہونا چاہیے میرا"

کہا بلبل نے ، "اے صیادِ مشفق ! سچ کہا تو نے
تری راحت میں کیا شک ہے ، تری شفقت کا کیا کہنا

مگر حبِ وطن اور ذوقِ آزادی عجب شے ہے
چمن کی یاد دل سے جا نہیں سکتی کبھی اصلا

پرائے دل کا دُکھ اے مہرباں ، ایسا ہی ہوتا ہے
کسی کو کیا خبر ہے ، دوسرے پر کیا قلق گزرا

حقیقت میری بے تابی کی تجھ پر تب عیاں ہوتی
کہ میں صیاد ہوتی ، تو گرفتارِ قفس ہوتا"

خلاصہ : بلبل کو قفس میں صیاد نے بے چینی کی حالت میں دیکھا تو اسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگا کہ تجھے رہ رہ کر اپنا وہ آشیانہ یاد آتا ہے جو صرف چند تنکوں کا ڈھیر تھا۔ وہ غیر محفوظ تھا کہ کوئی بھی شکاری تجھ پر حملہ کرسکتا تھا۔ اس کے مقابلے میں یہ قفس صاف ستھرا اور عمدہ کاریگری کا نمونہ ہے۔ یہاں کوئی خطرہ نہیں۔ دانہ پانی، ہوا، روشنی سب موجود ہے۔ تجھے اپنے آشیانے پر افسوس کرنے کی بجائے میرا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ یہ سن کر بلبل نے کہا کہ اے صیاد! تیری مہربانیاں اور قفس کی راحتیں قابلِ تعریف ہیں مگر وطن کی محبت اور ذوقِ آزادی عجیب چیز ہے۔ چمن کی یاد کسی طرح بھی دل سے نہیں نکل سکتی۔ تم میرے دکھ کو اسی وقت سمجھ سکتے ہو جب تم قفس میں گرفتار ہو اور تمھاری جگہ میں صیاد رہوں۔

معانی و اشارات

قفس	پنجرہ	Cage
نالاں	بیزار	Weary
عنایت	مہربانی	Kindness
صیاد	شکاری	Hunter
مشتِ پر	تھوڑے سے پر	Fistful of feathers
سراسر	بالکل	Obvious
عبث	بے کار	Useless
صرصر	طوفانی ہوا	Whirlwind
دھاوا	حملہ	Attack
عافیت	خیریت، بھلائی	Safety
ممنون	احسان مند	Grateful
مشفق	مہربان	Kind
ذوقِ آزادی	آزادی کی للک	Fondness of freedom
اصلا	کبھی	Ever

مشقی سرگرمیاں

نظم کا بغور مطالعہ کیجیے اور دی ہوئی سرگرمیاں ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔

- نظم میں پرندے کے لیے استعمال کیے گئے دیگر ناموں کو تحریر کیجیے۔
- آشیانے کے متعلق صیاد کی رائے لکھیے۔
- بلبل کو چمن میں درپیش خطروں کو بیان کیجیے۔
- رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

غلام بھیک نیرنگ ← پیدائش ← ______ / مجموعۂ کلام ← ______ / وفات ← ______

- بلبل کی جس حرکت پر صیاد کو افسوس ہے، تحریر کیجیے۔
- قفس اور چمن کے بارے میں صیاد اور بلبل کے خیالات کے فرق کو واضح کیجیے۔
- رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

قفس کی تعریف میں کہے گئے الفاظ ← ______ / ______ / ______

- صیاد کی نصیحت اور بلبل کے جواب کی وضاحت کیجیے۔
- اپنی پسند کا شعر نقل کرکے پسندیدگی کی وجہ بیان کیجیے۔
- نظم سے زیرِ اضافت والی ترکیبیں نقل کرکے حروفِ اضافت کے ساتھ دوبارہ تحریر کیجیے۔
- 'آزادی کی اہمیت' پر دس سطریں تحریر کیجیے۔
- 'بے زبان پرندوں کو قید نہیں کرنا چاہیے۔' اظہارِ خیال کیجیے۔
- بلبل کا انگریزی نام لکھیے۔

منصوبہ/سرگرمی

اقبال کی نظم 'پرندے کی فریاد' حاصل کرکے جماعت میں پڑھیے۔

8912F4

۶۔ ابرِ کرم

محمد حسین آزادؔ

پہلی بات : ہمارے ملک میں زراعت روزگار کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ کھیتوں میں کسانوں کی محنت ومشقت سے اناج اُگتا ہے جس سے ملک بھر کے لوگوں کی غذائی ضرورت پوری ہوتی ہے۔ برسات آنے سے پہلے کسان بادلوں کو بڑی اُمید کے ساتھ دیکھتا ہے کہ یہی بارش جہاں ان کے کھیتوں کو سرسبز وشاداب کرتی ہے، وہیں مخلوقات کے لیے نعمتِ خداوندی ثابت ہوتی ہے۔

جان پہچان : محمد حسین آزاد ۱۸۳۱ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ وہ اُردو کے صاحبِ طرز انشا پرداز تھے۔ فارسی زبان پر انھیں کامل عبور حاصل تھا۔ آزاد اُردو میں تمثیل نگاری کے اہم ستون ہیں۔ 'نیرنگِ خیال' ان کے مضامین کا مجموعہ ہے جس میں تمثیل نگاری کے کامیاب نمونے موجود ہیں۔ 'آبِ حیات' میں انھوں نے اُردو کے قدیم شعرا کے متعلق اہم معلومات جمع کی ہے۔ 'آبِ حیات'، 'دربارِ اکبری' اور 'سخن دانِ فارس' ان کی اہم تصانیف ہیں۔ ۲۳ر جنوری ۱۹۱۰ء کو ان کا انتقال ہوا۔

چلنا وہ بادلوں کا زمیں چوم چوم کر
اور اُٹھنا آسماں کی طرف جھوم جھوم کر

بجلی تو دیکھو ، آتی ہے کیا کوندتی ہوئی
سبزے کو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا روندتی ہوئی

لو ، بادل اب گرجتے ہوئے سر پہ آگئے
اور شامیانے شرق سے تا غرب چھا گئے

کیا مست آیا جھوم کے ، سرشار ابر ہے
برسے گا آج خوب ، دھواں دھار ابر ہے

بوندوں میں جھومتی وہ درختوں کی ڈالیاں
اور سبز کیاریوں میں وہ پھولوں کی لالیاں

وہ ٹہنیوں میں پانی کے قطرے ڈھلک رہے
وہ کھاڑیاں بھری ہوئی ، تھالے چھلک رہے

گرنا وہ آبشار کی چادر کا زور سے
اور گونجنا وہ باغ کا پانی کے شور سے

جل تھل ہیں کوہ و دشت میں تالاب آب کے
گویا چھلک رہے ہیں کٹورے گلاب کے

خلاصہ : اس نظم میں شاعر نے برسات کے موسم کی منظرکشی کی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ بادلوں کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے گویا وہ زمین کو چوم کر جھومتے ہوئے آسمان کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ بجلی کوند رہی ہے۔ ہوا سبزے کو روندتی ہوئی چلی جارہی ہے۔ بادل گرجتے ہوئے مشرق سے مغرب تک چھا گئے ہیں۔ ساون کی گھٹا کو دیکھ کر لگتا ہے موسلادھار بارش ہوگی۔ بارش شروع ہونے کے بعد جنگلوں میں درختوں کی شاخیں لہرا رہی ہیں۔ کہیں آبشار کی گرج ہے، کہیں بارش کا شور۔ میدان اور پہاڑ سب پانی سے شرابور ہوچکے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے گویا گلاب کے کٹورے چھلک رہے ہیں۔

معانی واشارات

کوندنا	چمکنا	Flash
روندنا	کچلنا	Trod
شامیانہ	سائبان	Canopy
شرق سے تا غرب	مشرق سے مغرب تک	East to West
سرشار	نشے میں چوُر، مست	Brimming, Intoxicated
دھواں دھار	تیز، پرزور	Excessive
لالی	سرخی	Redness
ڈھلکنا	ٹپکنا	Drip
تھالا	پانی کا ایک جگہ جماؤ	Puddle
آبشار	پانی کا جھرنا جو بلندی سے گرے	Waterfall
کوہ و دشت	پہاڑ اور جنگل	Mountains and woods

مشقی سرگرمیاں

نظم کا بغور مطالعہ کیجیے اور دی ہوئی سرگرمیاں ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔

✦ 'جان پہچان' کی مدد سے معروضی معلومات پر مبنی شجری خاکہ مکمل کیجیے۔

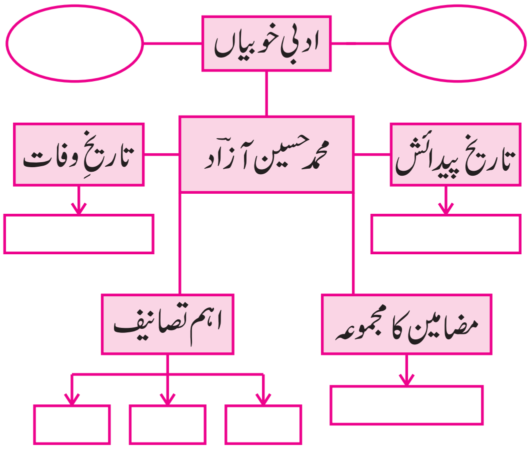

✦ ابر کے لیے استعمال کی گئی صفات تحریر کیجیے۔

✦ نظم میں ڈالیوں کی حالت بیان کیجیے۔

✦ ابر کو 'ابرِ کرم' کہنے کا سبب لکھیے۔

✦ نظم میں جن قدرتی نظاروں کی منظرکشی کی گئی ہے، انھیں قلم بند کیجیے۔

✦ نظم سے چار ہم صوت الفاظ کی جوڑیاں تلاش کر کے لکھیے۔

✦ ابر کرم کے برس جانے سے پہلے اور بعد کی کیفیت کا موازنہ کیجیے۔

✦ نظم سے وہ شعر نقل کیجیے جس میں سمت کا تذکرہ آیا ہے۔

✦

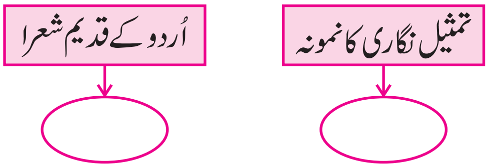

✦ 'پہلی بارش اور میں' عنوان پر پندرہ سطروں کا مضمون لکھیے۔

✦ ایک دوسرے سے تعلق پہچان کر مناسب لفظ لکھیے۔

ا۔ ہوا : ٹھنڈی ٹھنڈی :: ابر : ....

۲۔ تالاب : .... :: قطرے : ٹپ ٹپ

✦ مناسب جوڑیاں لگائیے۔

الف	ب
بجلی	جل تھل کوہ دشت ہیں
ہوا	آتی ہے کوندتی ہوئی
بادل	ڈھلک رہے
ابر	گرجتے ہوئے سرپہ آگئے
تالاب	سبزے کو روندتی ہوئی
	برسے گا آج خوب

✦ کیا مست آیا جھوم کے سرشار ابر ہے
برسے گا آج خوب، دھواں دھار ابر ہے

شعر کی مدد سے بارش سے پہلے کی منظرکشی کیجیے۔

✦ گرنا وہ آبشار کی چادر کا زور سے
اور گونجنا وہ باغ کے پانی کا شور سے

اس شعر کی مدد سے بارش کے بعد کا منظر بیان کیجیے۔

۷۔ دھرتی کا روپ

قاضی سلیؔم

پہلی بات : شاعر اپنے تخیل کے زور سے بے جان چیزوں میں بھی جان ڈال دیتا ہے۔ زمین بظاہر مٹی پتھر کا بے حس ڈھیر ہے لیکن کبھی زمین پر پھیلا ہوا سبزہ، کبھی درختوں سے جھڑتے پتے، دریاؤں میں سیلاب اور خشکی کے مناظر اسی بے جان زمین پر زندگی اور موت کے سکھ اور دکھ کے حالات دِکھا دیتے ہیں۔ انسان اگر خوش ہے تو زمین پر ہریالی چھاتی ہے۔ وہ اگر دُکھی ہے تو زمین بے آب ہوجاتی ہے۔ گویا زمین اور انسان میں بہت مماثلت ہے جسے اس نظم میں بیان کیا گیا ہے۔

جان پہچان : قاضی سلیؔم ۱۹۲۷ء میں اورنگ آباد (مہاراشٹر) میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے بی۔اے کرنے کے بعد انھوں نے عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد سے ایل۔ایل۔بی کی سند حاصل کی۔ ان کا شمار جدید شعرا میں ہوتا ہے۔ ان کی شاعری میں اظہار و بیان کے نئے تجربات اور جدید افکار نمایاں ہیں۔ ’نجات سے پہلے‘ اور ’رستگاری‘ کے نام سے ان کی نظموں کے مجموعے شائع ہوچکے ہیں۔ ۲۰۰۵ء میں اورنگ آباد میں ان کا انتقال ہوا۔

دھرتی ، تیرا مجھ سا رُوپ
چاہے چھاؤں ہو ، چاہے دھوپ
اندھے گہرے کھڈ پاتال
سینہ چھلنی ، روح نڈھال
باہر ٹھنڈک اندر آگ
دِل میں درد ، زباں پر راگ

دھرتی ، تیرا مجھ سا رُوپ

بیج اُگے یا قبر بنے
پھول کھلیں یا راکھ اُڑے
میری طرح چپ چاپ رہے
میری طرح ہر درد سہے
دھرتی ، تیرا مجھ سا روپ

چاہے چھاؤں ہو، چاہے دھوپ
دھرتی ، تیرا مجھ سا روپ

خلاصہ : اس نظم میں شاعر نے یہ بات بتائی ہے کہ آدمی خوشی اور غم، دکھ اور سکھ کے مختلف اور متضاد حالات میں زندگی بسر کرتا ہے۔ دھرتی بھی بدلتے موسموں اور بدلتے وقت کی زد میں ہوتی ہے؛ کبھی بہار ہے، کبھی خزاں، کبھی چھاؤں ہے اور کبھی دھوپ اس لیے شاعر کو اپنی ذات اور دھرتی کے رنگ روپ میں یکسانیت معلوم ہوتی ہے۔

معانی و اشارات

روپ	- ظاہر، انداز	Appearance
کھڈ	- گڑھا	Pithole, ditch
پاتال	- زمین کی تہہ	Abyss
نڈھال	- تھکا ہوا	Tired

مشقی سرگرمیاں

نظم کا بغور مطالعہ کیجیے اور دی ہوئی سرگرمیاں ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔

- نظم کے شاعر کا تعارف لکھیے۔
- نظم میں 'مجھ سا' کا مرادی مفہوم لکھیے۔
- ذیل کے مرادی مفہوم کو دھرتی اور شاعر کی مناسبت سے الگ الگ تحریر کیجیے۔

۱۔ دھوپ ، چھاؤں　　۲۔ کھڈ ، پاتال
۳۔ ٹھنڈک ، آگ　　۴۔ درد ، راگ

- نظم سے ہندی زبان کے الفاظ تلاش کر کے لکھیے۔
- دیے ہوئے الفاظ سے متعلق لفظ لکھیے۔

سینہ　　روح　　دل　　زباں

- دوسرے بند کی تشریح کیجیے۔
- نظم سے صنعتِ تضاد کا مصرع لکھیے۔
- 'دل میں درد، زباں پر راگ' سے شاعر کی مراد لکھیے۔
- دھرتی اور شاعر کی یکساں خوبی کو واضح کیجیے۔
- نظم کے مرکزی خیال کو قلم بند کیجیے۔
- نظم کے پہلے بند کے قافیوں کی فہرست بنا کر لغت کی مدد سے ان کے معنی تحریر کیجیے۔

اضافی مطالعہ

ضمیر (Pronoun) کی قسمیں

ضمیرِ استفہام (کیوں، کب، کیسے)
Interrogative pronoun (why, when, how)

ضمیرِ اشارہ (یہ، وہ)
Demonstrative pronoun (this, that)

ضمیرِ اضافی (میرا، تمھارا)
Possessive pronoun (mine, your)

ضمیرِ تابع (آپ، خود)
Reflexive pronoun (yourself, myself)

ضمیرِ تنکیری (کوئی، کچھ)
Indefinite pronoun (any, some)

ضمیرِ تقسیمی (یا، ہر)
Distributive pronoun (each, either)

ضمیرِ ذاتی/شخصی (میں، تم)
Personal pronoun (I, you)

ضمیرِ فاعلی (میں، تم، ہم)
Personal pronoun in nominative case

ضمیرِ مفعولی (مجھ، تجھ)
Personal pronoun in accusative case (me, you)

ضمیرِ موصولہ (جسے، جن کو)
Relative pronoun (whom, whose)

۸۔ غزلیات

(۱) غزل

جلیلؔ مانک پوری

89ITIE

پہلی بات : مختلف غزلوں کو پڑھتے ہوئے ہم محسوس کرتے ہیں کہ ان میں تنوع اور رنگارنگی پائی جاتی ہے۔ ردیف اور قافیوں کے فرق کے علاوہ غزلوں میں بحریں، موضوع، لب ولہجہ اور شاعروں کے اظہار کا انداز بھی الگ الگ ہوا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک فرق یہ بھی ہے کہ بعض غزلیں طویل بحروں میں ہوا کرتی ہیں اور بعض مختصر بحر میں۔ ذیل کی غزل چھوٹی بحر میں لکھی گئی ہے۔

جان پہچان : جلیلؔ مانک پوری کا اصل نام جلیل حسن اور جلیلؔ تخلص تھا۔ وہ ۱۸۶۶-۶۷ء میں مانک پور (اَوَدھ) میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے لکھنؤ میں فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل کی۔ شروع ہی سے شعرگوئی کا شوق تھا۔ بیس سال کی عمر میں وہ امیرؔ مینائی کے شاگرد ہوئے اور انھی کے ہمراہ ستمبر ۱۹۰۰ء میں حیدرآباد پہنچے۔ میر محبوب علی آصف نے 'جلیل القدر' اور میر عثمان علی نے 'فصاحت جنگ بہادر' اور 'امام الفن' کے خطابات سے انھیں نوازا۔ 'تاجِ سخن'، 'جانِ سخن' اور 'روحِ سخن' ان کے دیوان ہیں۔ 'معراجِ سخن' نعت اور سلام کا مجموعہ ہے۔ 'معیارِ اُردو' محاورات کا مجموعہ ہے۔ 'تذکیروتانیث' ان کی مشہور تصنیف ہے۔ ۶/ جنوری ۱۹۴۶ء کو حیدرآباد میں ان کا انتقال ہوا۔

زمانہ ہے کہ گزرا جارہا ہے
یہ دریا ہے کہ بہتا جارہا ہے

زمانے پر ہنسے کوئی کہ روئے
جو ہونا ہے ، وہ ہوتا جارہا ہے

جو کچھ ان کی نگاہیں کررہی ہیں
وہ دل پر نقش ہوتا جارہا ہے

بہار آئی کہ دِن ہولی کے آئے
گلوں میں رنگ کھیلا جارہا ہے

جلیلؔ ، اب دِل کو تم اپنا نہ سمجھو
کوئی کرکے اشارہ جارہا ہے

معانی واشارات

نقش ہونا - چھپ جانا، ظاہر ہوجانا Imprint

مشقی سرگرمیاں

✧ جان پہچان کی مدد سے درج ذیل رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

جلیلؔ مانک پوری

- اصل نام
- تخلص
- تاریخِ پیدائش
- مقامِ پیدائش

✧ جان پہچان کی مدد سے درج ذیل شجری خاکہ مکمل کیجیے۔

جلیلؔ مانک پوری

- خطابات
- دیوان
- تصانیف

✧ دیے ہوئے لفظوں سے شروع ہونے والے مصرعے مکمل طور پر لکھیے۔

زمانہ –

زمانے –

بہار –

جلیل –

✧ خانوں میں مناسب الفاظ لکھیے۔

قافیہ	ردیف

✧ اس شعر کا مطلب لکھیے۔

زمانہ ہے کہ گزرا جارہا ہے
یہ دریا ہے کہ بہتا جارہا ہے

✧ اس شعر سے متعلق اپنی رائے دیجیے۔

زمانے پر ہنسے کوئی کہ روئے
جو ہونا ہے ، وہ ہوتا جا رہا ہے

✧ درج ذیل شعر کی روشنی میں ہولی اور بہار کو واضح کیجیے۔

بہار آئی کہ دن ہولی کے آئے
گلوں میں رنگ کھیلا جارہا ہے

اضافی معلومات

درخواست/عریضہ

درخواست بھی ایک قسم کا خط ہوتا ہے۔ مگر یہ کسی عزیز، رشتے دار یا دوست کے نام نہیں بلکہ ایک ضرورت مند کی طرف سے کسی بااختیار افسر کے نام لکھا جاتا ہے جو ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنے کا اختیار رکھتا ہو۔ اس لیے خط کے برعکس درخواست میں مخاطب کرنے کا انداز اور بات کہنے کے لیے لب ولہجہ بالکل مختلف ہوتا ہے مثلاً کوئی طالبہ اپنے صدر مدرّس کو فیس معافی کی درخواست یوں لکھے گی :

طالبہ کا نام : ....

جماعت : .... تاریخ : ....

”بخدمت جناب صدر مدرّس

بی ایم سی پرائمری اُردو اسکول، تھانہ

جناب عالی!

گزارش ہے کہ میرے والد صاحب ایک مزدور ہیں اور اکثر بیمار رہتے ہیں۔ چنانچہ کبھی مزدوری کے لیے جاتے ہیں اور کبھی بیماری کی وجہ سے ناغہ ہوجاتا ہے اس لیے ہمارے گھر کی مالی حالت کمزور ہوچکی ہے۔ والدین میری ماہانہ اسکول فیس ادا کرنے سے قاصر ہیں۔

جناب ! میں ہمیشہ امتحان میں اوّل آتی ہوں۔ مجھے تعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق ہے۔ براہِ کرم میری ماہانہ اسکول فیس معاف فرمائیں تاکہ میں اپنی تعلیم جاری رکھ سکوں۔

میں زندگی بھر آپ کی احسان مند رہوں گی۔

عرض گزار

(دستخط)

تہمینہ صادق

غزل (۲)

آزادانصاری

پہلی بات : غزل شاعری کی ایک اہم صنف ہے۔اس کی تعریف میں یہ کہا جاتا ہے کہ اس کے معنی محبوب سے باتیں کرنا ہے۔وقت کے ساتھ غزل میں نئے نئے موضوعات بھی شامل ہوتے گئے۔آج بھی شاعر اپنے دکھ درد کو غزل میں اس طرح بیان کرتا ہے جیسے وہ اپنا حالِ دل کسی دوست کو سنا رہا ہو۔

جان پہچان : آزادانصاری کا اصل نام الطاف احمد تھا۔ان کا آبائی وطن سہارن پور تھا۔وہ ۱۸۷۱ء میں ناگپور میں پیدا ہوئے۔انھوں نے مختلف درس گاہوں میں فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل کی۔۱۹ر برس کی عمر میں شاعری شروع کی۔ابتدا میں مولانا حبیب الرحمٰن بیدلؔ سہارنپوری سے اصلاح لیتے رہے۔بیدلؔ کے حیدرآباد چلے جانے کے بعد مولانا الطاف حسین حالیؔ کے شاگرد ہوئے۔۱۹۴۲ء میں آزادانصاری کا انتقال ہوا۔

نہ پوچھو کون ہیں ، کیوں راہ میں ناچار بیٹھے ہیں
مسافر ہیں ، سفر کرنے کی ہمت ہار بیٹھے ہیں

اُدھر پہلو سے تم اُٹھے ، اِدھر دنیا سے ہم اُٹھے
چلو ہم بھی تمھارے ساتھ ہی تیار بیٹھے ہیں

کسے فرصت کہ فرضِ خدمتِ اُلفت بجا لائے
نہ تم بے کار بیٹھے ہو ، نہ ہم بے کار بیٹھے ہیں

نہ پوچھو کون ہیں ، کیا مدعا ہے ، کچھ نہیں بابا !
گدا ہیں اور زیرِ سایۂ دیوار بیٹھے ہیں

یہ ہوسکتا نہیں آزاد سے میخانہ خالی ہو
وہ دیکھو ! کون بیٹھا ہے ، وہی سرکار بیٹھے ہیں

معانی واشارات

ناچار - مجبور — Oppressed

فرضِ خدمتِ اُلفت — محبت کی خدمت کا فرض — Duty of the service of love

زیرِ سایۂ دیوار - دیوار کے سایے تلے — Under the shadow of a wall

وہی سرکار بیٹھے ہیں — شاعر نے خود کو عزّت سے مخاطب کیا ہے — The same fellow is sitting there

مشقی سرگرمیاں

- درج ذیل شعر میں خط کشیدہ الفاظ کی شعری اصطلاح پہچانیے۔

نہ پوچھو کون ہیں ، کیوں راہ میں ناچار بیٹھے ہیں
مسافر ہیں ، سفر کرنے کی ہمت ہار بیٹھے ہیں

- اس غزل سے اپنا پسندیدہ شعر لکھیے۔
- اس غزل کے شاعر کا تخلص لکھیے۔
- غزل کا مقطع لکھیے۔
- دوسرے شعر میں آنے والے تضاد کے الفاظ لکھیے۔
- ”نہ تم بے کار بیٹھے ہو، نہ ہم بے کار بیٹھے ہیں“ سے شاعر کی مراد بیان کیجیے۔
- ’پہلو سے اُٹھے / دنیا سے اُٹھے‘ کے معنی کی وضاحت کیجیے۔

اضافی مطالعہ

علاماتِ اوقاف

جملوں کے معنی، مطلب، لہجے اور جذبہ و کیف کے اظہار کے لیے اور کچھ مخصوص تحریروں کی شناخت کے لیے اُردو میں مخصوص تحریری نشانات مقرر ہیں۔ ان نشانات کو علاماتِ اوقاف کہتے ہیں۔

.1	ختمہ ۔	مکمل با معنی جملے کے آخر میں لگایا جاتا ہے۔ مثال: اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی تعریف حمد کہلاتی ہے۔
.2	سوالیہ نشان ؟	سوالیہ جملے کے آخر میں لگاتے ہیں۔
.3	استعجابیہ، ندائیہ، فجائیہ !	(i) تعجب کے اظہار کے لیے ادا کیے گئے جملے، فقرے یا لفظ کے آخر میں۔ (ii) ندا یا پکار، اجتماعی خطاب، آواز سے مخصوص نام پہچان ادا کرنے کے آخر میں لگاتے ہیں۔ (iii) کسی جذبے کے تحت ادا کیے گئے القاب، صوتی الفاظ اور لفظی ترکیب کے آخر میں۔
.4	سکتہ ،	جملے میں مختصر وقفے یا ٹھہراؤ کے لیے لگاتے ہیں۔ مثال: انھیں دُھن رہتی تو بس ایک ہی رہتی، تلاشِ حق کی۔
.5	وقفہ ؛	جملے میں سکتے سے کچھ طویل یا لمبے وقفے یا ٹھہراؤ کے لیے۔ مثال: وہ نرم گفتار، خوش مزاج شخص کپتان تھا؛ پروین گروپ کے سیاحوں کا رہبر۔
.6	تفصیلہ :-	کسی چیز کی تفصیل بیان کرنے کے لیے یا کسی تفصیل کی مزید تفصیل کے لیے۔
.7	قوسین ( )	تحریر میں جملۂ معترضہ کے لیے۔ مثال: ہم اپنا غم کسی کو سنا دیں (اپنے کسی دوست کو) تو دل کا بوجھ اُتر جاتا ہے۔
.8	اکہرے واوین ‘ ’	تحریر میں کسی چیز کی اہمیت یا انفرادیت کو ظاہر کرنے کے لیے۔ مثال: اس نے اُنگلی کی پور پر انگوٹھا رکھتے ہوئے ’اِتّی سی‘ کی صراحت کی۔
.9	دہرے واوین ” “	تحریر میں کسی دوسرے کے قول، تقریر، کلام، بیان کو ہو بہو نقل کرنے کے لیے۔ مثال: آپؐ نے فرمایا، ”سلمان تم سے بڑھ کر دین سے واقف ہیں۔“

غزل (۳)

شفیقؔ جونپوری

پہلی بات : ابتدا ہی سے غزل کا خاص موضوع حسن وعشق رہا ہے مگر سماج کی طرح ادب بھی عصری تقاضوں کو قبول کرتا ہے۔اُردو غزل میں بھی رفتہ رفتہ حسن وعشق کی بجائے روزمرہ زندگی کے تقاضوں پر لکھا جانے لگا ہے۔اب اس میں زندگی کے مسائل، سماجی رشتے، اخلاقی قدریں، انسانیت کا عروج و زوال، سیاسی موضوعات وغیرہ شامل ہونے لگے۔شفیقؔ جونپوری کی اس غزل میں آدمی کی زندگی کے مختلف مراحل اور احوال وکوائف کو مؤثر انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

جان پہچان : شفیقؔ جونپوری کا اصل نام ولی الدین تھا۔وہ ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے۔انھوں نے حفیظؔ جونپوری، نوحؔ ناروی اور حسرت موہانی سے اپنے کلام پر اصلاح لی۔'تجلیات'، 'بانگِ جرس'، 'حرمتِ عشق' وغیرہ ان کے شعری مجموعے ہیں۔'حجاز نامہ' اور 'خاتم' ان کے سفرنامے ہیں۔ان کی شاعری میں اپنے عہد کے سیاسی، سماجی اور تہذیبی مسائل کی عکاسی ملتی ہے۔عصری حسیت ان کے یہاں مختلف انداز میں نظر آتی ہے۔۱۹۶۳ء میں ان کا انتقال ہوا۔

یہ کون مسکرا کے اِدھر سے گزر گیا
دامانِ آرزو مرا پھولوں سے بھر گیا

دورِ شباب چشم زدن میں گزر گیا
جھونکا ہوا کا تھا اِدھر آیا اُدھر گیا

روح الامیں کا بھی نہ گزر ہوسکا وہاں
انسان جس مقام پہ بے بال و پر گیا

جب ہم چلے تو ساتھ چلی ساری کائنات
جب ہم ٹھہر گئے تو زمانہ ٹھہر گیا

آگاہ راز ہو کے جہاں سے اُٹھا شفیقؔ
دیوانہ تھا ضرور مگر باخبر گیا

معانی واشارات

دامانِ آرزو	آرزو کا دامن (دامن کی وسعت سے مراد ہے آرزو کا بڑا ہونا)	Desire
دورِ شباب	جوانی کا زمانہ	Period of youth
چشم زدن میں	دیکھتے ہی دیکھتے، فوراً	At once
روح الامیں	حضرت جبرئیل	Gabriel angel
آگاہِ راز	راز کو جاننے والا مراد دنیا سے باخبر	Aware of the worldly ways

مشقی سرگرمیاں

✧ درج ذیل الفاظ کے لیے غزل میں آئے ہوئے الفاظ لکھیے۔

۱۔ پلک جھپکتے، فوراً ....

۲۔ عروج کا زمانہ، جوانی ....

۳۔ موجودات، دنیا ....

✧ درج ذیل شعر کی تشریح کیجیے۔

جب ہم چلے تو ساتھ چلی ساری کائنات
جب ہم ٹھہر گئے تو زمانہ ٹھہر گیا

✧ درج ذیل شعر کی روشنی میں دیے ہوئے سوالوں کے جواب لکھیے۔

دورِ شباب چشم زدن میں گزر گیا
جھونکا ہوا کا تھا اِدھر آیا اُدھر گیا

۱۔ اس شعر کی صنعت کا نام لکھیے۔

۲۔ اس شعر سے تضاد کے الفاظ لکھیے۔

✧ ستون 'الف' میں غزل کی شعری اصطلاحات اور ستون 'ب' میں غزل کے شعر دیے ہوئے ہیں۔ان کے درمیان مناسب جوڑیاں لگائیے۔

ستون 'الف'	ستون 'ب'	
مطلع	دور شباب چشم زدن میں گزر گیا	جھونکا ہوا کا تھا ادھر آیا اُدھر گیا
حسنِ مطلع	آ گاہِ راز ہو کے جہاں سے اُٹھا شفیق	دیوانہ تھا ضرور مگر باخبر گیا
مقطع	یہ کون مسکرا کے ادھر سے گزر گیا	دامانِ آرزو مرا پھولوں سے بھر گیا

تلمیح (Allusion)

روح الامیں کا بھی نہ گزر ہو سکا وہاں
انساں جس مقام پہ بے بال و پر گیا

روح الامین حضرت جبرئیل کا لقب ہے اور انسان سے مراد یہاں رسول اللہؐ ہیں۔اس شعر میں معراج کی رات کے واقعے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

شاعر جب اپنے کلام میں کسی تاریخی واقعے، فرضی حکایت یا مذہبی قصے کی طرف اشارہ کرتا ہے، شعر میں واقعے کے ایسے استعمال کو 'تلمیح' (allusion) کہا جاتا ہے۔

✧ اس کتاب میں شامل حمد سے تلمیح کا شعر تلاش کر کے لکھیے۔

غزل (۴)

ظفرؔ کلیم

پہلی بات : صنف غزل عربی اور فارسی شاعری کی روایات اور لفظیات لے کر اُردو میں آئی تھی۔ اُردو غزل نے ہندوستانی تہذیب کے اثرات بھی قبول کیے۔ جدید اُردو غزلوں میں جہاں نئے موضوعات اور نئے خیالات ملتے ہیں، وہیں ہندی الفاظ کا استعمال بھی نئے رنگ و آہنگ کا پتا دیتا ہے۔ ذیل کی غزل میں یہ رنگ دیکھا جاسکتا ہے۔

جان پہچان : ظفرؔ کلیم کا اصل نام شمشیر خاں ہے۔ وہ ۵/ دسمبر ۱۹۳۸ء کو ناگپور میں پیدا ہوئے۔ عربی فارسی کی تعلیم انھوں نے جامعہ عربیہ اسلامیہ، ناگپور میں حاصل کی۔ ۱۹۵۸ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ وہ ۱۹۶۰ء سے ۱۹۹۰ء تک شعبۂ درس و تدریس سے وابستہ رہے۔ وہ طالب علمی کے زمانے ہی سے شعر کہہ رہے ہیں۔ انھوں نے ابتدا میں روایتی طرز کی شاعری کی اس کے بعد جدید لب و لہجے کی طرف راغب ہوئے۔ 'طلسمِ غزل' (۱۹۸۱ء) اور 'نوائے حرفِ خموش' ان کی غزلوں کے مجموعے ہیں۔

من میں کیا ہے ، بولو نا　　　چپ کیوں ہو ، لب کھولو نا
صدقے تم پر نیند مری　　　میں جاگوں ، تم سولو نا
لب میلے ہوجاتے ہیں　　　عیب کسی کے کھولو نا
جھوٹ سے حاصل کیا ہوگا　　　سچ کے موتی رولو نا
زہر بھرا ہے سانسوں میں　　　ان میں امرت گھولو نا
تن تو دھو دھو صاف کیا　　　من بھی تھوڑا دھولو نا

وہ پانی ، تم آگ ظفرؔ
کیا گتھی ہے ، کھولو نا

معانی و اشارات

لب کھولنا	-	کچھ کہنا	Say something
لب میلے ہونا	-	برا اثر پڑنا	Resulting bad impact
موتی رولنا	-	موتی چُننا	Choosing pearls
امرت گھولنا	-	اچھا برتاؤ / اچھی باتیں کر کے ماحول کو موافق کرنا	To soften the rigidity
گتھی	-	اُلجھن، راز	Secret, puzzle

مشقی سرگرمیاں

✧ درج ذیل الفاظ کے لیے غزل میں استعمال کیے گئے الفاظ لکھیے۔

ہونٹ   دل   جسم   مشکل

✧ غزل سے متضاد الفاظ کی جوڑیاں تلاش کر کے لکھیے۔

✧ غزل سے صنعتِ تضاد کا شعر تلاش کر کے لکھیے۔

✧ درج ذیل شعر کے بارے میں اپنی رائے لکھیے۔

لب میلے ہوجاتے ہیں   عیب کسی کے کھولو نا

✧ درج ذیل اشعار کا مطلب بیان کیجیے۔

۱۔ زہر بھرا ہے سانسوں میں
ان میں امرت گھولو نا

۲۔ تن تو دھو دھو صاف کیا
من بھی تھوڑا دھولو نا

✧ الفاظ کے درمیان مناسب تعلق پہچان کر جوڑیاں لگائیے۔

قافیہ	متعلقہ لفظ
بولو نا	عیب
سولو نا	امرت
کھولو نا	لب
رولو نا	من
گھولو نا	نیند
دھولو نا	موتی

سرگرمی

بوجھو تو جانیں

دائرے کے الفاظ کو خالی کالموں میں 'ابجدی' ترتیب سے لکھیے۔ کالم 1 اور 11 اور 30 اشارتاً ابجدی ترتیب میں دیے ہوئے ہیں۔

الٰہ، اہانت، اہرام، اغیار، اعتراض، اٹیک، احتمال، اولین، اکسٹرا، افتا، اضحیٰ، انفاس، اتھاہ، اعتکاف، امین، اغوا، اساتذہ، اصیل، ادھیڑ، اکسائز، اظہار، اولیاء، انفاق، اگاڑی، افتاد، اصلاح، اللہ

1	ابابیل		30	اہلیت		
2			29			
3			28			
4			27			
5			26			
6			25			
7			24			
8			23			
9			22			
10			21			
11	اعتدال					

12	13	14	15	16	17	18	19	20

۹۔ رباعیات

پہلی بات : ایک خاص بحر میں چار مصرعوں میں کہی جانے والی نظم کو رُباعی کہتے ہیں۔اس میں کسی خاص مضمون کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ چوتھے مصرعے میں اس کا مفہوم انتہا کو پہنچتا ہے۔رباعی میں عموماً اخلاقی مضامین برتے جاتے ہیں۔اُردو میں امجد، اکبر،جگت موہن لال رواں،فراق وغیرہ مشہور رباعی گو شعرا ہیں۔

رفیع سوداؔ

جان پہچان : مرزا محمد رفیع سوداؔ ۱۷۱۳ء میں دلّی میں پیدا ہوئے۔انھوں نے عربی، فارسی کی تعلیم حاصل کی اور شاعری میں شاہ حاتم کے شاگرد ہوئے۔وہ نواب شجاع الدولہ کی دعوت پر لکھنؤ آئے۔اُردو فارسی شاعری میں سوداؔ نے تمام اصناف میں طبع آزمائی کی۔انھوں نے غزلوں اور قصیدوں کے ساتھ رباعیاں بھی لکھیں۔۱۷۹۱ء میں لکھنؤ میں ان کا انتقال ہوا۔

افسوس ، کریموں میں نہیں یہ دستور
مفلس پہ کرم کرکے نہ ہوویں مغرور
جھکتا ہے اگر شاخِ ثمردار کا ہاتھ
پھل دے کے وہیں آپ کو کھینچے ہے دور

اسمٰعیل میرٹھی

جان پہچان : مولوی محمد اسمٰعیل میرٹھی ۱۸۴۴ء میں میرٹھ میں پیدا ہوئے۔وہ بچوں کے شاعر کی حیثیت سے معروف ہیں۔ انھوں نے بچوں کی نصابی کتابیں بھی مرتب کیں جو آج تک مقبول ہیں۔ان کی منظومات میں اخلاقی درس ملتا ہے۔۱۹۱۷ء میں ان کا انتقال ہوا۔

تیزی نہیں منجملۂ اوصافِ کمال
کچھ عیب نہیں اگر چلو دھیمی چال
خرگوش سے لے گیا ہے کچھوا بازی
ہاں ، راہِ طلب میں شرط ہے استقلال

جگت موہن لال رواںؔ

جان پہچان : جگت موہن لال رواںؔ ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے۔ لکھنؤ کے شاعر مولانا عزیزؔ سے وہ شاعری میں اصلاح لیا کرتے تھے۔ بحیثیت رباعی گو ان کی اپنی شناخت ہے۔ ان کی رباعیوں میں اخلاقی درس پایا جاتا ہے۔ سادہ اور صاف ستھری زبان میں وہ بڑی گہری باتیں اپنی رباعیوں میں بیان کرتے ہیں۔ 'روحِ رواں' ان کی رباعیوں کا مجموعہ ہے۔ ۱۹۳۴ء میں ان کا انتقال ہوا۔

افلاس اچھا ، نہ فکرِ دولت اچھی
جو دل کو پسند ہو ، وہ حالت اچھی
جس سے اصلاحِ نفس ناممکن ہو
اس عیش سے ہر طرح کی مصیبت اچھی

سلامؔ سندیلوی

جان پہچان : سلامؔ سندیلوی قصبہ سندیلہ، ضلع ہردوئی میں ۱۹۱۷ء میں پیدا ہوئے۔ گورکھپور یونیورسٹی کے شعبۂ اُردو میں بحیثیت لکچرر تعلیمی خدمات انجام دیتے رہے۔ 'شاعری میں نرگسیت، نکہت ونور' اور 'ساغر و مینا' ان کی اہم کتابیں ہیں۔ 'اُردو رباعیات' ان کا تحقیقی مقالہ ہے۔

ممکن نہیں یہ کہ ہو بشر عیب سے دور
پر عیب سے بچیے تا بہ مقدور ضرور
عیب اپنے گھٹاؤ ، پر خبردار رہو
گھٹنے سے کہیں ان کے نہ بڑھ جائے غرور

معانی و اشارات

دستور	-	قانون	Rules, norms
کریم	-	مہربان	Benefactor
شاخِ ثمردار	-	پھل دار درخت	Fruit bearing tree
مجملۂ اوصافِ کمال	-	اعلیٰ خوبیوں کا مجموعہ	Accumulation of good values
بازی لے جانا	-	جیت جانا	Win
راہِ طلب	-	مقصد کو پانے کا راستہ	Way of achieving the goal
استقلال	-	کسی مقصد کے لیے قدم جمائے رکھنا	Determination
افلاس	-	غریبی	Poverty
اصلاحِ نفس	-	خود کی درستی	Self reform
تا بہ مقدور	-	جہاں تک ہو سکے	As per the capacity

مشقی سرگرمیاں

رباعیات کا بغور مطالعہ کرکے دی ہوئی سرگرمیاں ہدایت کے مطابق ترتیب وار مکمل کیجیے۔

(۱)

- رباعی کے قافیے لکھیے۔
- رباعی سے ہم معنی الفاظ کی جوڑی تلاش کرکے لکھیے۔
- شاعر کے افسوس کو واضح کیجیے۔
- شاخِ ثمردار کی مثال کو اپنے لفظوں میں بیان کیجیے۔
- رباعی کے مرکزی خیال کو قلم بند کیجیے۔
- 'مفلس پہ کرم کرکے نہ ہوویں مغرور' اس مصرعے کے پیغام کو لکھیے۔

(۲)

- تیزی کے بارے میں شاعر کی رائے لکھیے۔
- خرگوش اور کچھوے کی دوڑ میں جیتنے والے کا نام لکھیے۔
- زندگی میں کامیابی کی شرط پر روشنی ڈالیے۔
- اسمٰعیل میرٹھی کی رباعی کا پیغام اپنے الفاظ میں لکھیے۔

(۳)

- رباعی میں جن کا موازنہ کیا گیا ہے ان کے نام لکھیے۔
- اصلاحِ نفس کے مفہوم کو واضح کیجیے۔
- شاعر کی ترجیح کو تحریر کیجیے۔
- رباعی کے مرکزی خیال کو تحریر کیجیے۔
- رباعی کے قافیے لکھیے۔
- دیے ہوئے الفاظ کی ضد لکھیے۔

افلاس ، پسند ، ناممکن ، مصیبت

- دیے ہوئے الفاظ کی جمع لکھیے۔

دولت ، حالت ، مصیبت ، فکر

- رباعی سے صنعتِ تضاد کا مصرع لکھیے۔

(۴)

- شاعر کے اندیشے کو اپنے الفاظ میں تحریر کیجیے۔
- اُن چیزوں کے نام لکھیے جن سے بچنے کی شاعر نے نصیحت کی ہے۔
- رباعی کے قافیے لکھیے۔
- 'گھٹنے سے کہیں ان کے نہ بڑھ جائے غرور' اس مصرع کے متضاد الفاظ کو خط کشیدہ کیجیے۔
- عیب کی جمع لکھیے۔
- غرور لفظ سے صفت بنائیے۔
- شاعر کے خبردار کرنے والی بات کی وضاحت کیجیے۔
- رباعی کے موضوع کو اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

اضافی معلومات

رباعی

رباعی کو 'ترانہ' اور 'دو بیتی' بھی کہا جاتا تھا۔ فارسی ادب میں رباعی کہنے کا رواج قدیم زمانے سے ہے۔ فارسی میں عمر خیاؔم کی رباعیاں بے حد مقبول ہیں۔ دنیا کی تمام بڑی زبانوں میں خیاؔم کی رباعیوں کے ترجمے ہوئے ہیں۔ اُردو میں رباعی کا آغاز فارسی شاعری کے زیرِ اثر ہوا۔ ابتدا میں بعض دکنی شعرا جیسے قلی قطبؔ شاہ اور ملا وجہی نے رباعیاں کہیں۔ ان کے بعد شمالی ہند میں رباعی لکھنے کا رواج ہوا۔ ابتدائی دور کے شعرا میں میر تقی میرؔ، مصحفیؔ، میر حسنؔ اور جعفر علی حسرتؔ لکھنوی نے بھی رباعیاں کہی ہیں۔ ان کے بعد میر انیسؔ اور دبیرؔ نے اُردو میں رباعی گوئی کی روایت کو استحکام بخشا۔ مولانا الطاف حسین حالیؔ نے بھی رباعیاں لکھی ہیں۔ بیسویں صدی میں رباعی گوئی کی روایت میں زیادہ مضبوطی آئی۔ امجدؔ حیدرآبادی اور جگت موہن لال رواںؔ صرف رباعی لکھنے کے لیے مشہور ہیں۔ جوشؔ ملیح آبادی، یگانہؔ چنگیزی اور فراقؔ گورکھپوری نے رباعی کی طرف خاص توجہ دی اور کثرت سے رباعیاں کہیں۔

8A2KLP

اضافی مطالعہ

ہوائی محل

شوکت تھانوی

پہلی بات :

ڈراما ادب کی وہ صنف ہے جس میں کسی کہانی یا واقعے کو دیکھنے والوں کے سامنے عملی شکل میں پیش کیا جاتا ہے۔ اسٹیج پر ڈرامے کے کردار نگاہوں کے سامنے موجود ہوتے ہیں اور اپنی اداکاری اور مکالموں کے ذریعے واقعات کو اس انداز سے پیش کرتے ہیں کہ پورا عمل نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے۔ اس اعتبار سے یہ صنف افسانہ اور ناول سے بالکل مختلف ہے جس میں واقعات تحریری شکل میں بیان کیے جاتے ہیں۔ افسانہ اور ناول کے برخلاف ڈراما صرف ادبی صنف نہیں۔ اس کی کامیابی کا دارو مدار اسٹیج کے لوازمات اور اداکاروں کی اداکاری پر ہوتا ہے۔ عمل ڈرامے کی جان ہے اور جب تک عمل میں کش مکش اور تصادم نقطۂ عروج (کلائمکس) پر نہ پہنچیں، ڈراما بھر پور تاثر نہیں چھوڑتا۔

دوسری اصنافِ ادب کی طرح ڈراما بھی ارتقا کی منزلوں سے گزرا ہے۔ اس کی ابتدائی شکل سوانگ اور نقل تھی۔ پھر اسٹیج پر ڈرامے کھیلے جانے لگے۔ اس وقت مائیکروفون کی ایجاد نہیں ہوئی تھی اور ناظرین اداکاروں کے حرکات وسکنات اور جذباتی اُتار چڑھاؤ کا باریکی سے مشاہدہ نہیں کر سکتے تھے اس لیے اداکاری میں غلو سے کام لیا جاتا تھا اور مکالمے بلند آواز میں ادا کیے جاتے تھے۔ ڈراما نگار بھی اپنی ساری قوت مکالمہ نگاری پر صرف کرتا تھا۔ مکالمے خاصے طویل ہوتے تھے اور ان میں گھن گرج اور خطابت کا انداز نمایاں ہوتا تھا۔ قدیم اُردو ڈراموں میں مقفّٰی مکالمے استعمال ہوتے تھے اور جابجا اشعار کی مدد سے ان میں زور پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ طوالت اور تکنیک کے اعتبار سے ڈرامے کی دو قسمیں ہیں : طویل ڈراما اور یک بابی ڈراما۔ طویل ڈراما متعدد ابواب پر مشتمل ہوتا ہے جس کی کہانی میں چند واقعات مربوط ڈھنگ سے پیش کیے جاتے ہیں۔ اس کے برخلاف یک بابی ڈراما کسی ایک واقعے، حالت یا کردار کے گرد گھومتا ہے۔

تاثر کے اعتبار سے بھی ڈرامے کی دو قسمیں ہیں؛ ایک المیہ جس کا تاثر المناک اور انجام دردناک ہوتا ہے اور دوسرا طربیہ جس کا تاثر مسرت بخش اور انجام خوش گوار ہوتا ہے۔

ریڈیو کی ایجاد کے بعد ڈرامے کے فن میں نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی۔ اب ڈراما نگاہوں سے اوجھل ہو کر صرف سننے کی چیز رہ گیا ہے۔ ریڈیائی ڈرامے میں آواز کے اُتار چڑھاؤ اور صوتی تاثرات کے ذریعے ڈرامائی عمل، جذباتی کشمکش اور تصادم کا اظہار کیا جاتا ہے۔ 'ہوائی محل' مزاحیہ ڈراما ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کیسے کیسے ہوائی محل بناتا ہے۔

جان پہچان :

شوکت تھانوی کا اصل نام محمد عمر تھا۔ وہ ۳ر فروری ۱۹۰۴ء کو پیدا ہوئے۔ لکھنؤ میں پرورش پائی اور یہیں سے اُن کی ادبی زندگی کا آغاز ہوا۔ انھوں نے افسانے، ریڈیو ڈرامے اور خاکے لکھے لیکن شہرت مزاح نگاری کی وجہ سے ملی۔ معمولی باتیں اور روزمرہ کے واقعات کو ظریفانہ انداز میں پیش کرنا اُن کا خاص وصف تھا۔ رسم و رواج، سماجی کمزوریوں اور انسانی برتاؤ کے مضحکہ خیز پہلوؤں پر انھوں نے بڑے خوب صورت انداز میں طنز کیا ہے اور ہنستے ہنساتے بڑے پتے کی باتیں کہہ ڈالی ہیں۔ 'سودیشی ریل'، 'طوفانِ تبسم' اور 'سیلابِ تبسم' اُن کی چند مشہور کتابیں ہیں۔ ۴ر مئی ۱۹۶۳ء کو ان کا انتقال ہوا۔

کردار

۱۔ منشی جی	۲۔ بیوی
۳۔ سلیم - منشی جی کا چھوٹا بھائی	۴۔ تاروالا

(منشی جی کی بیوی چولھا پھونک رہی ہے)

بیوی : موئی گیلی لکڑیاں اُٹھا کر دے دیں۔ جیسے خیرات ہی میں تو دی ہیں۔

(دروازہ کھلتا ہے اور منشی جی آتے ہیں)

منشی جی : ارے بھئی، کہاں گئیں؟ لاحول ولاقوۃ! وہی ہانڈی چولھا۔ چھوڑو بھی اسے۔ میں پوچھتا ہوں کوئی تار تو نہیں آیا؟

بیوی : تار؟ ... کیسا تار؟

منشی جی : یعنی معلوم ہے آج سات تاریخ ہے۔ آج ہی تو تار آئے گا اس لاٹری کا۔ وہ ٹکٹ بھی رکھ لیا ہے سنبھال کے؟ پہلے وہ مجھے نکال کردو۔

بیوی : ٹکٹ نکالے دیتی ہوں مگر ہانڈی میں دیر ہو جائے گی اور نسیم اسکول سے آ کر میرا سر کھائے گا۔

منشی جی : جاؤ جاؤ، تم ٹکٹ نکالو۔

(دروازے پر دستک ہوتی ہے)

منشی جی : کون ہے بھائی ؟

سلیم : میں ہوں سلیم !

منشی جی : تو آ جاؤ نا، تم سے چھپتا کون ہے؟

سلیم : آداب عرض !

منشی جی : جیتے رہو، کہو خیریت ہے؟ دلھن اور بچے سب اچھے ہیں؟

سلیم : جی ہاں، سب اچھے ہیں۔ اُن کو نزلہ ہے۔ بڑا بچہ بخار میں مبتلا ہے اور چھوٹے کے چیچک نکل آئی ہے۔

منشی جی : (بات کاٹ کر) خیر خیر، بہرحال خیریت ہے۔ راستے میں تار گھر کا کوئی آدمی لال بائیسکل پر نظر تو نہیں آیا؟

سلیم : جی نہیں تو، کیوں خیریت تو ہے؟

منشی جی : ہاں! ایک تار کا انتظار تھا۔ یہاں یہ تم نے زرد باغ کے چوراہے کے قریب لال رنگ کی دو منزلہ کوٹھی دیکھی ہے؟ جس کے سامنے ذرا باغ وغیرہ لگا ہوا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ چمن۔

سلیم : جی ہاں، وہ کوٹھی جو آج کل بک رہی ہے؟

منشی جی : ہاں اور کیا۔ میرا خیال ہے لے لوں، پڑی رہے گی۔

(منشی جی کی بیوی داخل ہوتی ہے)

سلیم : آداب عرض بھابھی جان!

بیوی : جیتے رہو، اچھے تو ہو؟ (منشی جی سے) لو یہ ٹکٹ سنبھالو۔

منشی جی : ہاں یہی ہے، تو میاں سلیم! ویسے تو بری نہیں ہے۔ وہ اس کے چالیس ہزار مانگتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ پینتیس تک دے دیں گے۔

بیوی : کیا چیز؟

منشی جی : بھئی آج ایک کوٹھی دیکھی ہے۔ اچھی خاصی ہے۔ بجائے اس کے کہ زمین خریدی جائے، پھر اس پر عمارت بنے، چمن لگایا جائے، میرے خیال میں تو اگر یہ کوٹھی مل جائے تو سب سے اچھا۔ ابھی نئی ہے۔ شاید دس برس کی ہو۔

بیوی : تو کون لے رہا ہے وہ کوٹھی؟

منشی جی : پھر وہی، ارے صاحب! میرا ہی ارادہ ہے۔ اور کون لیتا۔ اور میاں سلیم! موٹر رکھنے کی بھی جگہ ہے۔

بیوی : (بات کاٹ کر) مجھے یہ شیخ چلّیوں سی باتیں اچھی نہیں لگتیں۔

منشی جی : شیخ چلّیوں سی باتیں! تم بے وقوف ہو۔ جب اس کوٹھی میں بیٹھوگی رانی بن کر تو اس وقت پوچھوں گا مزاج شریف۔

سلیم : آخر معلوم تو ہو کہ قصہ کیا ہے؟ یعنی کیا آپ واقعی خرید رہے ہیں کوٹھی؟

منشی جی : ہاں بھائی، خیال تو ہے میرا۔ آج ایک ہفتے سے اسی چکر میں تھا۔ پہلے تو ایک نقشہ بنوایا۔ وہ کدھر گیا نقشہ؟ میں نے کہا سنتی ہو؟... لاحول ولاقوۃ! وہ پھر چولھے کے پاس پہنچیں۔

بیوی : اے، ہانڈی جلی جا رہی تھی۔ آخر میں کیا کروں تمھاری اوٹ پٹانگ سن کر۔ نہ کسی بات کا سر نہ پیر۔

منشی جی : اچھا تم نہ سنو، لیکن میرا بستہ تو دے دو جس میں نقشہ رکھا ہے۔

سلیم : کیا نقشہ آپ کو پسند نہیں آیا؟ مگر سوال یہ ہے کہ...

منشی جی : (بات کاٹ کر) نقشہ تو اچھا ہے مگر بھائی میں ذرا جلد باز واقع ہوا ہوں۔ یہ کوٹھی تیار کھڑی ہے اور نقشے والی کوٹھی بنوانے کے لیے انتظار کی ضرورت ہے میاں۔

بیوی : (آتے ہوئے) لو، سنبھالو یہ بستہ۔

منشی جی : اِدھر آؤ، کھسک آؤ میاں سلیم۔ کدھر گیا میرا چشمہ؟ توبہ توبہ! یہ لوہے کی کمانی کے چشمے بھی کتنے ذلیل ہوتے ہیں۔ ایک شریف آدمی کے پاس کم سے کم ایک درجن چشمے ہونے چاہئیں۔ سب الگ الگ وضع کے اور سب سونے کی کمانی کے۔ ہاں، یہ رہا چشمہ۔ دیکھو میاں سلیم! یہ نقشہ ہے۔

بیوی : سلیم، ذرا ان سے پوچھو کہ روپیہ کہاں ہے؟

منشی جی : تم پھر وہی ...، ارے روپے کی کیا بات ہے یہاں۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ اگر اس وقت ایک دم سے چھپّر پھٹ پڑے تو آخر کیا ہوگا؟ ہم تو اپنے انتظام سے رہیں۔

سلیم : آخر یہ معما کیا ہے؟ میں تو خود حیران ہوں۔

منشی جی : تم ان کو کہنے دو۔ تو اس نقشے میں مَیں نے ایک حوض بھی رکھوا دیا تھا، جس میں ایک فوارہ ہوتا اور رنگین مچھلیاں اس میں ڈلوا دیتا۔ یہ بات لال کوٹھی میں نہیں ہے مگر حوض بنانے کی جگہ ضرور ہے۔ لہٰذا کوئی بات نہیں، حوض کسی بھی وقت بن سکتا ہے۔

بیوی : اچھا، تم خیالی پلاؤ پکاتے جاؤ مگر میں تو ہانڈی دیکھوں۔

منشی جی : جاؤ، میرا کیا ہے مگر بعد میں تم ہی کہوگی کہ کسی صلاح مشورے میں شریک نہیں کیا۔ میں تو یہ کہتا تھا کہ تم بھی چل کر کوٹھی دیکھ لیتیں، مگر خیر ...اب کل پرسوں تک موٹر میں چل کر دیکھ لینا۔

بیوی : موٹر پر نہیں، ہوائی جہاز پر۔

منشی جی : کیا معنی؟ یعنی تم غلط سمجھتی ہو۔ آخر میں کیا گھاس کھا گیا ہوں جو موٹر کمپنیوں کی فہرستیں بٹورتا پھروں۔ میاں سلیم! میرے نزدیک تو موٹر کی خوبی یہ ہے کہ تیل کم خرچ ہو اور اس کا ہر پرزہ آسانی سے مِل سکے مگر میں نے طے کیا ہے کہ میں ایک چھوٹی سی گاڑی رکھوں گا، روزمرہ کے لیے اور ایک ذرا قیمتی اور بڑی بھی ہونا چاہیے۔

سلیم : یعنی یہ سچ مچ کی سڑکوں پر چلنے والی موٹر؟

منشی جی : بھئی عجیب احمق ہو تم بھی! اور نہیں تو کیا کوک دار بچوں کا کھلونا؟

بیوی : اے تو وہ کیا جانیں، تم بھی تو پہیلیاں بجھاتے ہو۔

منشی جی : سنو میاں سلیم! میں نے بہت سی موٹروں کے متعلق تحقیقات کی ہے اور جو دو نمونے پسند کیے ہیں ان کی تصویر دِکھاتا ہوں تمھیں۔ اس فہرست میں ہے۔ (فہرست کھول کر) یہ دیکھو! یہ تو ہے چھوٹی موٹر۔

سلیم : بڑی خوب صورت ہے۔

منشی جی : پھر تیل بھی کم خرچ ہوتا ہے اور ایسی چھوٹی بھی نہیں، بس مناسب ہے۔ اس کی گدیاں ایسی لچک دار ہوتی ہیں کہ ...تم شاید کبھی موٹر پر نہیں بیٹھے۔ بس یہ سمجھ لو کہ عمدہ قسم کا صوفہ۔ بہرحال مناسب ہے۔ اس کی قیمت ساڑھے ....خیر کمیشن کاٹ کر کوئی تیس ہزار کے قریب ہوگی۔

بیوی : اور تمھارے پاس تیس ہزار رکھے ہوئے ہیں۔ پہلے تقاضا کرنے والوں کے منہ تو بند کرو۔ چلے ہیں وہاں سے ہوائی قلعے بنانے۔ گھر میں نہیں دانے امّاں چلیں بھنانے۔

منشی جی : ارے صاحب، تو کیا میں لے آیا ہوں موٹر؟ میں تو ایک بات کہتا ہوں کہ اگر لینا ہی پڑ جائے تو میں بالکل کورا تو نہ رہوں۔

سلیم : مگر میری عقل حیران ہے کہ آج یہاں یہ کیسی باتیں ہورہی ہیں۔ آخر قصہ کیا ہے؟ کچھ معلوم بھی تو ہو۔

بیوی : تمھارے بھیّا کہیں ڈاکا ڈالنے والے ہیں شاید۔

منشی جی : پھر وہی ...ارے صاحب! میں پوچھتا ہوں کہ یہ کیا ناممکن ہے؟

سلیم : مگر آج آپ کو یہ خیال کیسے آیا؟ بیٹھے بٹھائے ...آخر یہ بڑے آدمیوں کی سی بڑی باتیں بلا وجہ تو نہیں ہوسکتیں۔

منشی جی : بھئی بات یہ ہے کہ اب کے میں نے بھی لاٹری کا ٹکٹ لیا ہے۔

سلیم : لاٹری کا ٹکٹ...! (قہقہہ لگاتا ہے)

منشی جی : یعنی تم بھی ہنس رہے ہو۔ خدا کرے ابھی تھوڑی دیر میں مجھ کو تم دیور بھابھی پر ہنسنا پڑے۔ یعنی میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر اس میں ہنسنے اور مذاق کرنے کی کون سی بات ہے۔ لاکھوں آدمی ہر سال لاٹری کا ٹکٹ خریدتے ہیں اور کوئی سال ایسا بھی نہیں جاتا جب کسی نہ کسی کے نام انعام نہ نکلے۔ پھر میں نے کون سی حماقت کی ہے جس پر آپ لوگوں کی ہنسی رُکتی ہی نہیں؟

سلیم : بھائی صاحب! ہنسنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ سب ہوائی منصوبے ہیں گویا۔

منشی جی : یہاں دُنیا اُمید پر قائم ہے۔ تم چلے ہو وہاں سے ہوائی منصوبے لے کر اور جو اسی بہانے سے میری قسمت میں دولت لکھی ہو تو؟

سلیم : بھائی صاحب! خدا کرے اب آپ ہی کو انعام مل جائے مگر لاٹری کے انعام کی اُمید پر اس طرح کا انتظام کرتے ہوئے میں نے آپ ہی کو دیکھا ہے۔

منشی جی : انتظام! تو آخر میں نے کون سا اِنتظام کیا ہے؟ یہی نا کہ کوٹھی اپنی نظر میں ہے اور موٹر کے لیے فیصلہ کرلیا ہے تاکہ عین وقت پر کم سے کم یہ نہ ہو کہ کوٹھی کی جگہ جلدی میں زمین خرید لی جائے اور موٹر کی جگہ پانی چھڑکنے کی گاڑی۔ آپ ہیں صاحبزادے .....اس کو انتظام نہیں بلکہ دوراندیشی کہتے ہیں۔ میرے ذہن میں انعام پانے کے بعد کی تمام اسکیم موجود ہے تاکہ اس وقت کچھ سوچنا نہ پڑے۔

سلیم : خدا کرے اِنعام مل جائے۔ سبھی کے دن پھر جائیں گے ...

منشی جی : (بات کاٹ کر) دِن پھر جائیں گے؟ یقین جانو کہ میں تو تمھاری طرف سے استعفیٰ لکھ چکا ہوں۔ یہ دیکھو بستے میں۔ (بستہ ٹٹولتا ہے) میرا اور تمھارا استعفیٰ لکھ رکھا ہے۔ یہ دیکھو، یہ رہا۔

سلیم : آپ کا استعفیٰ تو ٹھیک ہے، مگر میرا ...

منشی جی : (بات کاٹ کر) کیا خوب! یعنی اب دُنیا کو مجھ پر ہنسواؤ گے بھی کہ لکھ پتی کا بھائی چالیس روپلی کی نوکری کرتا پھرتا ہے میونسپلٹی میں۔تم جائداد کا کام دیکھنا۔ میں نے دو گاؤں اور ایک باغ پہلے سے تجویز کر رکھا ہے۔اس کے علاوہ اور جائداد بھی تو آخر خریدی جائے گی۔روپیہ محض اُڑتا تو ہے نہیں۔

سلیم : تو بھابھی جان کو بلا لیجیے نا۔اُن کو شاید کسی بات کی خبر نہیں ہے۔

منشی جی : (آواز دے کر) ارے صاحب! میں نے کہا سنتی ہو؟

بیوی : ہاں! سن رہی ہوں۔نسیم کو کھانا کھلا رہی تھی۔(قریب آ کر) وہی بے پر کی اُڑا رہے ہوں گے۔

منشی جی : دیکھا میاں سلیم تم نے؟ اِسی لیے نہیں بلاتا تھا۔

سلیم : بھابھی جان بیٹھ جائیے نا! بھائی جان نے دو گاؤں اور ایک باغ بھی تجویز کر رکھا ہے اور ہم دونوں کے استعفے تیار ہیں۔

بیوی : تو پھر ان کے پاس تار آ چکا ہوگا۔ یہ بن رہے ہیں۔

منشی جی : تار آ چکا ہوتا تو میں اِس کباڑ خانے میں اس طرح بیٹھا ہوتا؟ لاحول ولاقوۃ! ہر چیز عجیب ہے اس گھر کی۔ یہ گھڑونچی ملاحظہ ہو۔معلوم ہوتا ہے کہ پرانی وضع کا ہل رکھا ہوا ہے۔ یہ چارپائیاں ہیں جن پر ہم لوگ سوتے ہیں۔ میں تو اپنے باغ کے مالی کے لیے بھی اس قسم کی چارپائیاں مناسب نہیں سمجھتا۔ یہ دیکھیے میاں سلیم! یہ بیگم صاحبہ کے کپڑے...معلوم ہوتا ہے جیسے گھوسن .....

بیوی : ارے خوب یاد دلایا۔ وہ گھوسن موئی میرا ناک میں دم کیے ہوئے ہے۔کہہ گئی ہے کہ جب تک پچھلے مہینے کا حساب پورا نہیں ہوگا، ایک قطرہ بھی دودھ نہ دے گی۔

منشی جی : میں تو اب اس سے دودھ ہی نہیں لے سکتا۔گندی، گھناؤنی۔ بیمار گایوں کا دودھ دے دے کر اور اس میں پانی ملا ملا کر صحتیں خراب کر دیں۔ اب دودھ، مکھن، بالائی وغیرہ کسی انگریزی ڈیری سے آیا کریں گے۔ دام ضرور زیادہ جائیں گے مگر چیز تو اچھی ہوگی۔

بیوی : خیر وہ تو بعد کی بات ہے۔ پہلے اس کا حساب تو چکاؤ اور اِسی پر کیا ہے... بنیا الگ آدمی پر آدمی بھیج رہا ہے۔ مکان دار کو جب دیکھیے، مکان خالی کرانے کی دھمکی لیے ہوئے دروازے پر کھڑا ہے۔تم تو رہتے ہو دن بھر گھر کے باہر اور ناکوں چنے چبانے پڑتے ہیں مجھ کو۔

منشی جی : (ذرا ہنس کر) یہی سب تقاضا کرنے والے کل اس بات پر فخر کریں گے کہ ایک لکھ پتی بھی ان کا مقروض رہ چکا ہے۔

بیوی : تو اب تمھی ان کو آ کر سمجھانا۔ روز آ کر میرا دماغ خالی کرتے ہیں۔

(کنڈی کھڑکھڑانے کی آواز۔ تار والا آواز دیتا ہے)

تار والا : تار لے جائیے۔

منشی جی : (گڑبڑا کر) تار... سنتی ہو... تار... میاں سلیم تار! (دوڑ کر باہر جاتا ہے)

سلیم : یہ تو واقعی تار ہے... تار... یعنی... واقعی تار!

بیوی : واہ رے تیری شان۔ تو نے دِن پلٹ دیے۔

منشی جی : (ڈرتے ہوئے آتے ہیں) بھئی ایک روپیہ ہے؟ مگر تمھارے پاس کہاں۔ میاں سلیم! ایک روپیہ ہو تو تار والے کو دے دو۔

بیوی : اے دیکھو کتنا انعام نکلا؟ بسم اللہ کہہ کر کھولنا تار۔ واہ رے تیری شان۔

منشی جی : بھئی تمھارے ہاتھ مبارک ہیں تمھی کھولو۔ میرے تو ہاتھ اس وقت کانپ رہے ہیں۔ دستخط کرنے کی جگہ لکھ گیا تھا لکھ پتی۔

سلیم : کیا کہا؟ لکھ پتی لکھ گئے تھے؟ تو بھائی صاحب غلط ہی کیا لکھے تھے؟

منشی جی : ارے بھئی تو اسے کھولو نا جلدی... جلدی!

بیوی : اے، تم خود کیوں نہیں کھولتے؟

منشی جی : نہیں، تم کھولو! بسم اللہ کر کے۔ مجھے تو کچھ اختلاج سا ہو رہا ہے۔

بیوی : (تار کھولتی ہے) لو پڑھو۔

منشی جی : لینا سلیم میاں۔ دیکھو رقم کتنی ہے؟ کدھر گیا میرا چشمہ؟

سلیم : ارے!

منشی جی : کیوں، کیا بات ہے؟

سلیم : محمود بھائی کا تار ہے۔ کل شام بھابھی جان زینے سے گر پڑیں۔ پیر کی ہڈّی ٹوٹ گئی ہے۔

بیوی : ہائے! یہ کیسے ہوا؟ (روتی ہے)

منشی جی : کیا بری خبر دی کم بخت نے۔ سوچا تھا کیا اور کیا ہو گیا۔

مشقی سرگرمیاں

✣ ذیل کا خاکہ مکمل کیجیے۔

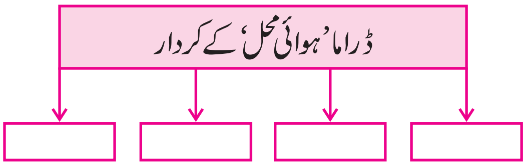

✣ ذیل کا خاکہ مکمل کیجیے۔

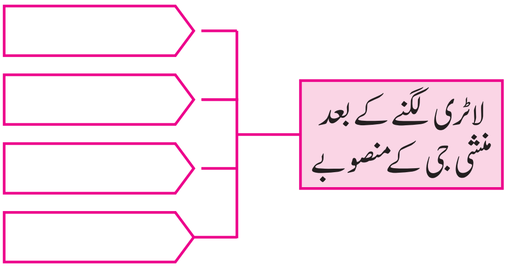

✣ خیالی باتوں کے لیے سبق میں جو مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں انھیں لکھیے۔

✣ 'لاحول ولا قوۃ' اِس کلمے کو مکمل کیجیے۔

✣ درج ذیل فقروں کے لیے ایک لفظ لکھیے۔

۱۔ باغ کی دیکھ بھال کرنے والا

۲۔ وہ چیز جس کے اوپر پانی کے گھڑے رکھتے ہیں

۳۔ کھیتوں میں استعمال کیا جانے والا آلہ

۴۔ دودھ بیچنے والی

✣ ذیل کی خالی جگہوں کو پُر کیجیے۔

۱۔ کوٹھی کی قیمت : ....

۲۔ کار کی قیمت : ....

✣ مصنف جن لوگوں کا مقروض ہے ان کے نام لکھیے۔

✣ سبق سے محاورے تلاش کر کے لکھیے۔

✣ ذیل کا خاکہ مکمل کیجیے۔

✣ تار کھولتے وقت منشی جی اور ان کی بیوی کی کیفیتیں لکھیے۔

✣ منشی جی کی ملازمت سے استعفیٰ دینے کی وجہ تحریر کیجیے۔

✣ گھوسن کی بجائے انگریزی ڈیری سے دودھ، مکھن اور بالائی خریدنے کی وجوہات لکھیے۔

اضافی معلومات

مخفّفات ونشانات

اس کتاب میں اُردو لکھنے کے لیے جو رسم الخط استعمال کیا گیا ہے، اسے نستعلیق کہتے ہیں۔ اس طرزِ تحریر میں چند مخصوص مخفّفات اور نشانات کا چلن عام ہے۔ ان کی معلومات آپ کو اُردو پڑھتے وقت مددگار ثابت ہوگی۔

.1	؎	بیت/شعر کا نشان	مکمل شعر یا بند لکھنے سے پہلے بنایا جاتا ہے۔
.2	ع / ؏ / ع	مصرع کا نشان	مصرع لکھنے سے پہلے بنایا جاتا ہے۔
.3	ؔ	اسے خطِ بت کہا جاتا ہے۔	یہ نشان شاعر کے تخلص پر بنایا جاتا ہے۔
.4	و-الف	یہ 'ورق اُلٹیے' کا مخفف ہے۔	تحریر میں صفحے کی آخری سطر کے بعد لکھا جاتا ہے۔ انگریزی مخفف PTO (Please turn over) کا متبادل ہے۔
.5	الخ	یہ 'اِلیٰ آخرِہٖ' کا مخفف ہے یعنی عبارت کے آخر تک	عبارت یا شعر کو مکمل نقل کرنے کی بجائے عبارت کے ابتدائی الفاظ لکھ کر اسے لکھا جاتا ہے یعنی مکمل عبارت مراد ہے۔
.6	...	تین یا تین سے زائد نقطے	عبارت یا متن سے کسی لفظ یا کسی حصے کو حذف یا ختم کرتے ہوئے ان کی جگہ یہ نشان بنایا جاتا ہے۔

تحریری سرگرمیاں

خط نویسی

خط لکھنا ایک فن ہے۔ خط میں اپنے خیالات و احساسات کو مختصر اور جامع انداز میں تحریر کیا جاتا ہے۔ ماضی قریب میں خط کو بہت اہمیت حاصل رہی ہے۔ سابقہ جماعتوں میں آپ زبان و ادب کے مشہور افراد کے خطوط کا مطالعہ کر چکے ہیں۔ ایک وقت تھا جب ہم اپنے متعلقین کو پابندی سے خط لکھا کرتے تھے لیکن ٹیلی فون، موبائل، ای میل اور رابطے کے دیگر جدید ترین وسائل کے مروّج ہو جانے کی وجہ سے خطوط کا لکھنا کم ہوتا جا رہا ہے لیکن خط کے ذریعے تبادلۂ خیالات میں کمی آ جانے کے باوجود اس کی اہمیت و افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ خط کی دو قسمیں ہیں۔

رسمی خط	غیر رسمی خط
عریضہ، درخواست، کاروباری خط	رشتہ داروں، دوستوں وغیرہ کو لکھا جانے والا خط

موجودہ دور میں خط لکھنے کے لیے ای میل اور دیگر تکنیکی وسائل کا استعمال بڑھ گیا ہے۔ مستقبل میں ان وسائل کا بہت زیادہ استعمال ہوگا اس لیے تکنیک کے پیش نظر خط نویسی کے اس طریقے کو متعارف کیا جا رہا ہے۔

رسمی خط	غیر رسمی خط
تاریخ	تاریخ
مکتوب الیہ کا نام، عہدہ	القاب و آداب
رابطے کا پتہ	
القاب	احوال کا اظہار اور خیریت پُرسی
مقصد	آپسی معاملات کا اظہار
خط کا مضمون : تمہید، موضوع کی مختصر تفصیل، تجویز	رشتے اور تعلق کے لحاظ سے جملے
	اختتامی کلمات
مکتوب نگار کے دستخط	
نام اور پتا	مکتوب نگار کے دستخط
انسلاکات : اگر خط/عریضے کے ساتھ کوئی دستاویزی کاغذ منسلک کیا جا رہا ہے تو اس کا تذکرہ۔	نام اور پتا

جانچ کے نکات : پانچ نمبرات پر مشتمل اس تحریری سرگرمی کی قدر پیمائی کے لیے خط، خط کا خاکہ، مقصد، القاب، نفسِ مضمون اور پیشکش کے پیشِ نظر نمبرات دیے جائیں۔ نفسِ مضمون پر خاص توجہ دی جائے۔

نمونہ سرگرمی برائے خط نویسی

دیے گئے 'کل مہاراشٹر مقابلۂ دینیات سلسلہ نمبر ۳' سے متعلق اعلامیے کو بغور پڑھیے اور ہدایت کے مطابق سرگرمی کو مکمل کیجیے۔

اُردو پروگریسیو ٹیچرس ایجوکیشنل کلچرل سوسائٹی (UPTECS)
کے زیرِ اہتمام

کل مہاراشٹر مقابلۂ دینیات سلسلہ نمبر ۳

بروز پیر اور منگل، یکم اور ۲ جنوری ۲۰۱۸ء

مقام : اے۔آر۔ایم ملٹی پرپز ہال، ناندگاؤں

تقریری مقابلہ
بروز پیر، یکم جنوری ۲۰۱۸ء
صبح ۹ بجے تا شام

عنوانات
وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
سرورِ کونینؐ کے فرمان اور ہم
محمدؐ - امن اور سلامتی کے علمبردار

مضمون نویسی
بروز منگل، ۲؍جنوری ۲۰۱۸ء
صبح نو بجے تا دوپہر ایک بجے

جونیئر گروپ
جماعت پنجم تا ہشتم

سینئر گروپ
جماعت نہم تا دہم

انعامات :
اوّل : شیلڈ + 2500 روپے نقد + سرٹیفکیٹ
دوم : کپ + 2100 روپے نقد + سرٹیفکیٹ
سوم : گفٹ ہیمپر + 1700 روپے نقد + سرٹیفکیٹ

آپ کو مدعو کرتے ہوئے دلی مسرت محسوس کرتے ہیں۔اُمید کہ مقابلے میں شریک ہوکر محبت وعقیدت کا ثبوت دیں گے۔

صدر ——— المنتظرین ——— سکریٹری

سوال ۱ : آپ کے چھوٹے بھائی نے اس تقریری مقابلے میں اوّل انعام حاصل کیا ہے۔اسے تہنیتی خط لکھیے۔

سوال ۲ : آپ کے دوست نے مضمون نویسی مقابلے میں حصہ لیا۔انعام نہ ملنے کی وجہ سے بہت مایوس ہے۔ حوصلہ افزائی کے لیے خط لکھیے۔

سوال ۳ : انھی تاریخوں میں آپ کے اسکول میں 'سالانہ تقریب' کا انعقاد ہورہا ہے۔آپ کے اسکول کے طلبہ اس مقابلے میں شریک نہیں ہوسکتے۔اس کے لیے معذرتی خط صدر وسکریٹری کے نام لکھیے۔

(نکات میں اضافے کی اجازت ہے۔)

خلاصہ نویسی

تلخیص یا خلاصہ نویسی دراصل پڑھے گئے لسانی مواد کی تفہیم کے ماحصل کی جانچ ہے یعنی طلبہ نے مثال کے طور پر جو سبق پڑھا تو اسے سمجھ کر وہ پڑھے گئے مواد کو اپنے لفظوں میں کس حد تک بیان کرسکتا ہے۔ تفصیلی مواد کا خلاصہ تحریر کرنا اہم تحریری مہارت ہے۔ اس سرگرمی کو فروغ دینے کے لیے خلاصہ نویسی کو نصاب میں شامل کیا گیا ہے۔

خلاصہ صرف سطروں کی کانٹ چھانٹ یا جملے کم کر کے لکھنا نہیں ہے بلکہ کسی مفصل خیال کو جامع اور مختصر انداز میں تحریر کرنا ہے۔

خلاصہ تحریر کرنے سے قبل -
- ☆ عبارت کو دو تین مرتبہ غور سے پڑھ لیا جائے۔
- ☆ عبارت کے مرکزی خیال کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیا جائے۔

خلاصہ تحریر کرتے وقت -
- ☆ عبارت کے جملے، الفاظ، تراکیب کو ہو بہو نقل نہ کیا جائے۔
- ☆ صرف مرکزی خیال اور اہم نکات کو اختصار کے ساتھ اپنے جملوں میں لکھا جائے۔
- ☆ خلاصے کی عبارت ادھوری محسوس نہ ہو اور نہ ہی کسی نکتے کو نظر انداز کیا جائے۔

خلاصے کا نمونہ -۱

☆ دیے ہوئے اقتباس کو پڑھ کر خلاصہ لکھیے۔

احاطے کے شمالی گوشے میں ایک نیم کا درخت ہے۔ کچھ دن ہوئے ایک وارڈر نے اس کی ٹہنی کاٹ ڈالی تھی اور جڑ کے پاس پھینک دی تھی۔ بارش ہوئی تو تمام میدان سرسبز ہونے لگا۔ نیم کی شاخوں نے بھی زرد چیتھڑے اُتار کر بہار کی شادابی کا نیا جوڑا پہن لیا۔ جس ٹہنی کو دیکھو ہرے ہرے پتّوں اور سفید سفید پھولوں سے لد رہی ہے لیکن اس کٹی ہوئی ٹہنی کو دیکھیے تو گویا اس کے لیے کوئی انقلابِ حال ہوا ہی نہیں، ویسی ہی سوکھی پڑی ہے۔

یہ بھی اس درخت کی ایک شاخ ہے جسے برسات نے آتے ہی زندگی اور شادابی کا نیا جوڑا پہنا دیا۔ یہ آج بھی دوسری ٹہنیوں کی طرح بہار کا استقبال کرتی ہے مگر اب اسے دنیا کے موسمی انقلابوں سے کوئی سروکار نہ رہا۔ بہار و خزاں، گرمی اور سردی، خشکی و طراوت اس کے لیے سب یکساں ہوگئے۔

کل دوپہر کو اس طرف سے گزر رہا تھا کہ یکایک اس شاخِ بریدہ سے پاؤں ٹکرا گیا۔ میں رُک گیا اور اسے دیکھنے لگا۔ میں سوچنے لگا کہ انسان کے دل کی سرزمین کا بھی یہی حال ہے۔ اس باغ میں بھی اُمید و طلب کے بے شمار درخت اُگتے ہیں اور بہار کی آمد آمد کی راہ تکتے رہتے ہیں لیکن جن ٹہنیوں کی جڑ کٹ گئی اُن کے لیے بہار و خزاں کی تبدیلیاں کوئی اثر نہیں رکھتیں۔ کوئی موسم بھی انھیں شادابی کا پیغام نہیں پہنچا سکتا۔

خلاصہ-۱

احاطے کے گوشے میں نیم کا درخت ہے۔ وارڈر نے اس کی ٹہنی کاٹ کر پھینک دی۔ بارش ہوئی تو میدان اور نیم کی شاخوں پر ہریالی اور سرسبزی آ گئی۔ درخت کی ٹہنیاں ہرے پتوں اور سفید پھولوں سے لد گئی مگر کٹی ہوئی ٹہنی یونہی سوکھی رہ گئی۔ ایسا لگ رہا تھا کہ موسم کی تبدیلی کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ سب موسم اس کے لیے یکساں ہو گئے۔ ٹہنی کی اس حالت کو دیکھ کر احساس ہوا کہ انسان کا حال بھی ایسا ہی ہے۔ جو لوگ حق کی جڑ سے کٹ گئے ان پر کوئی بات اثر نہیں کرتی۔

جانچ کے نکات :	جانچ کے دوران خیالات کا تسلسل، متن کا مرکزی خیال، صحتِ زبان اور اختصار کا خصوصی خیال رکھا جائے۔

درسی ، غیر درسی اقتباس پر مبنی سرگرمیاں

اقتباس پر مبنی سرگرمیاں دراصل تفہیم، انطباق، استعمال اور ذاتی رائے کی جانچ ہے۔

اقتباس کا انتخاب :

۱۔ درسی یا غیر درسی اقتباس ۱۳۰ تا ۱۵۰/الفاظ پر مشتمل ہو۔

۲۔ اقتباس مکمل ہو۔ ادھورا پن محسوس نہ ہو۔

۳۔ اقتباس غور و فکر اور تحریک دینے والا ہو۔

۴۔ اقتباس سے متعلق آزادانہ رائے دی جاسکتی ہو۔

سرگرمیاں :

۱۔ تفہیم کی جانچ کے لیے چار آسان معروضی سرگرمیاں	½ × 4 = 2
۲۔ انطباق کی جانچ کے لیے ایک آسان تفصیلی سرگرمی	2 × 1 = 2
۳۔ استعمال کی جانچ کے لیے قواعد یا ذخیرۂ الفاظ پر مبنی دو سرگرمیاں	1 × 2 = 2
۴۔ ذاتی رائے کے اظہار کی جانچ کے لیے ایک سرگرمی	1 × 1 = 1

جانچ کے نکات :

۱۔ تفہیم اور ذخیرۂ الفاظ پر مبنی سرگرمیاں - جواب ہدایات کے مطابق ہوں۔

۲۔ انطباق پر مبنی تفصیلی سرگرمی - اقتباس کی روشنی میں، مواد کے اعتبار سے تین تا چار جملوں میں لکھا گیا ہو۔

۳۔ قواعد - ہدایت کے عین مطابق ہو۔

۴۔ ذاتی رائے - مواد کے اعتبار سے، خیالات، مشاہدات، ذاتی مطالعے پر مبنی ہو۔ اِملے اور قواعد کا خیال رکھا گیا ہو۔

اشتہار نویسی

آج کا زمانہ اشتہارات کا زمانہ ہے۔ اشتہارات ہماری زندگی کا حصہ بن چکے ہیں۔ تجارت کو فروغ دینے اور تجارتی مال کے تعارف اور اس کے لیے اشتہارات بہت ضروری ہیں۔ اخبارات، پوسٹرس، ہورڈنگ، ٹی وی، انٹرنیٹ اور دیگر رابطے کے تکنیکی وسائل اشتہارات کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ اشتہار میں تصویروں، جملوں اور اُن کی مناسب پیش کش کی بہت اہمیت ہوتی ہے۔ (اسکولی سطح پر امتحانی نقطہ نظر سے اس سرگرمی میں تصویر/فوٹو ضروری نہیں ہے)

دلچسپ اشتہار کے لیے یاد رکھیں...

- ☆ عنوان آسان، دلچسپ، عام فہم اور پُرکشش ہو۔
- ☆ ہم صوت الفاظ، دلچسپ جملوں اور آر فر کا مناسب استعمال ہو۔
- ☆ اشتہار کے جملے تحریک دینے والے اور اعتماد ظاہر کرنے والے ہوں۔
- ☆ جاذبِ نظر ترتیب اور تفصیل ہو۔
- ☆ کمپنی کا نام، پتا، پروڈکٹ کی تفصیل اور پُرکشش آفر واضح ہوں۔

اشتہارات کے ذرائع

- رسائل
- ٹی وی
- اخبارات
- پمفلٹ
- پوسٹرس
- فلمیں
- ریڈیو
- ہورڈنگ

اشتہار کا نمونہ

ریڈی مکس ہربلس

لائے ہیں خاص ماہِ صیام میں

روح میں تازگی لائے
خوشگوار زندگی کا احساس دلائے

سخت گرمی اور پیاس کی شدت میں
تازگی اور ٹھنڈک کا احساس پیدا کرے

3 تین
الگ الگ
ذائقوں میں

شربت صحت افزا

1 لٹر، 2 لٹر اور
5 لٹر پلاسٹک بوتل
اور کین میں

تازہ پھلوں، قدرتی جڑی بوٹیوں سے کشید کیا ہوا
الکحل، مصنوعی رنگ اور مضر اشیا سے پاک

مینوفیکچرر: ریڈی مکس ہربلس، انڈیا
۲/۳، گلشن انڈسٹریل ایریا، سائنا خورد

ڈسٹری بیوٹر: ناز ریمیڈیز
سروے نمبر ۹۱، فارمیسی نگر، سیاہ گاؤں

جانچ کے نکات: اس سرگرمی کے لیے چھ نمبرات مختص ہیں۔ جانچ کرتے وقت اشتہار کی مناسبت سے نکات اور زبان کے استعمال کو مدنظر رکھا جائے۔

خبر نگاری

موجودہ زمانہ عام معلومات میں اضافے کا زمانہ ہے۔ خبریں عام معلومات کا بہترین وسیلہ ہیں۔ جدید مواصلاتی ٹکنالوجی اور ذرائع ابلاغ و نشریات کی وجہ سے دنیا سمٹ کر ایک گاؤں کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ دنیا میں کہیں بھی واقع ہونے والے سانحات اور حادثات کی خبریں پل بھر میں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پہنچ جاتی ہیں۔

خبر دراصل واقعے یا حادثے کا حقیقی بیان ہوتا ہے۔ خبر کا مقصد معلومات دینا، حالات سے متعلق بیداری پیدا کرنا اور حالات کی حقیقی معلومات بہم پہنچانا ہے۔ اس لیے آج خبریں زندگی کا حصہ بن چکی ہیں۔ طلبہ میں خبر لکھنے اور بیان کرنے کا طریقہ اور سلیقہ پروان چڑھے، اس لیے 'خبر نگاری' کی تحریری مہارت کو نصاب میں شامل کیا گیا ہے۔

خبر نگاری کے لیے یاد رکھیں ...

۱) حادثے یا واقعے کی مکمل اور صحیح معلومات دی جائے۔
۲) دن، تاریخ، وقت، مقام کا تذکرہ کیا جائے۔
۳) حادثے یا واقعے کی اصل حقیقت بیان کی جائے۔
۴) مقامی حالات اور تاثرات کا تذکرہ کیا جائے۔
۵) خبر کو ذاتی خیالات اور جانبداری سے پاک رکھا جائے۔

خبر نگاری کے اہم نکات

۱) **سرخی** - مکمل خبر کی آئینہ ہوتی ہے اس لیے جلی حرفوں میں سرخی لکھیں۔
۲) **ذرائع** - خبر دینے والے ذرائع کا تذکرہ کریں۔
۳) **بیان** - واقعہ یا حادثہ ہونے کے بعد خبر دی جاتی ہے اس لیے خبر میں ماضی کا صیغہ استعمال کریں۔
۴) **تفصیلات** : خبر میں پہلے واقعے یا حادثے کا تذکرہ ہو پھر اس کی تفصیلات ہوں۔

خبر کے نمونے

موتی ہائی اسکول، خیرآباد میں اپنی نوعیت کا منفرد کریئر گائیڈنس پروگرام

مالیگاؤں، یکم جنوری ۲۰۱۸ (نامہ نگار کے ذریعے) : اُمید فاؤنڈیشن کے یومِ تاسیس کے موقع پر قلب شہر میں واقع موتی ہائی اسکول، خیرآباد کے وسیع میدان میں شہر کے اُردو میڈیم طلبہ و طالبات کی تعلیمی اور پیشہ ورانہ رہنمائی کے لیے یک روزہ 'اُمید - کریئر گائیڈنس، لیکچر و نمائش' کا انعقاد کیا گیا جس میں میڈیکل، کامرس، انجینئرنگ اور مقابلہ جاتی امتحانات کے ماہر اساتذہ نے پاور پوائنٹ پریزنٹیشن، چارٹس، ماڈلس اور شارٹ فلموں کے ذریعے طلبہ کی رہنمائی کی۔ اختتام پر اپٹی ٹیوڈ ٹسٹ کے ذریعے انفرادی رہنمائی کا بھی اہتمام تھا۔ اس مفید اور کارآمد کریئر گائیڈنس تقریب کی صدارت معروف کریئر کاؤنسلر مختار یوسف انصاری نے کی۔

ابتدا میں اسکولی طالبات نے قرأت، حمد، نعت پیش کی۔ اُمید فاؤنڈیشن کے جنرل سکریٹری ایم۔ علی نے تعارفی و استقبالیہ کلمات پیش کیے اور گل دے کر مہمانان و لیکچررز کا خیر مقدم کیا۔ اسکول کے سپروائزر ریحان ہمدانی نے تفصیل سے اغراض و مقاصد اور اُمید کی کارکردگی و عزائم بیان کیے۔ کریئر کاؤنسلر عابد علی نے میڈیکل، پیرامیڈیکل اور فارمیسی کورسیس سے متعلق رہنمائی کی۔ مرتضیٰ انصاری نے داخلہ امتحانات NEET، MHCET کے طریقۂ کار، ضروری دستاویز وغیرہ سے متعلق مفید معلومات دی۔ ڈاکٹر عقیل شاہ نے IIT، JEE امتحانات کی تیاری پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ محترم مشتاق عباس نے گورنمنٹ کالجز اور دیگر معیاری کالجز کی نشاندہی کی۔ چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ یٰسین صاحب (این بی ایسوسی ایسٹ) نے شعبۂ کامرس سے متعلق رہنمائی کی۔ محترمہ نسیم قریشی نے مقابلہ جاتی امتحانات کی مفید معلومات دی۔ موٹیویشنل لیکچرر متین حفیظ نے شہر اور بیرون شہر مختلف شعبۂ حیات میں شہر کے سرگرم نمائندہ افراد کو رول ماڈل کے طور پر اسٹیج پر پیش کیا اور ان کی زندگی کے نشیب و فراز اور تعلیمی سرگرمیوں سے متعلق طلبہ کو معلومات دی۔ صبح نو سے ایک اور دوپہر تین سے چھے تک چلنے والے اس پروگرام کی طلبہ، سرپرست اور اساتذہ نے خوب تعریف کی۔ تفصیلی پروگرام کی نظامت بالترتیب کاشف ارسلان اور سعد انجم نے کی۔ مصعب عمیر کے شکریے پر پروگرام کا اختتام ہوا۔

جانچ کے نکات : خبر کی سرخی خبر کا نچوڑ ہوتی ہے، واقعہ کب ہوا، کہاں ہوا، کیوں ہوا اور کیسے ہوا، تسلسل، خبر کے اہم نکات کی وضاحت۔

کہانی نویسی / واقعہ نگاری

کہانی یا واقعہ تسلسل سے بیان کرنا مہارت کا کام ہوتا ہے۔عموماً اس کے لیے نکات، اشارے یا تصاویر دی جاتی ہیں جن کی مدد سے کہانی یا واقعے کو بیان کیا جاتا ہے۔کہانی نویسی یا واقعہ نگاری میں مشاہدہ، تخیل اور خیالات کو بہت اہمیت حاصل ہوتی ہے۔

کہانی یا واقعہ لکھتے وقت 'مرکزی خیال' کے ساتھ درج ذیل باتوں کا خاص خیال رکھیں۔

١) کہانی / واقعہ لکھنے کے لیے موضوع کا انتخاب
٢) موضوع کے مرکزی خیال کی مناسبت سے کردار یا کرداروں کا تعین
٣) واقعے اور کردار کا تعلق
٤) اس تعلق کے اثر سے واقعے / ماجرے کی تشکیل
٥) واقعے / ماجرے کے واقعاتی اجزا میں ربط
٦) واقعے / ماجرے کے بیان میں مناسب زبان کا استعمال
٧) واقعے کا متاثر کن نتیجہ
٨) واقعے / کہانی کے لیے موضوع سے مناسبت رکھنے والا عنوان

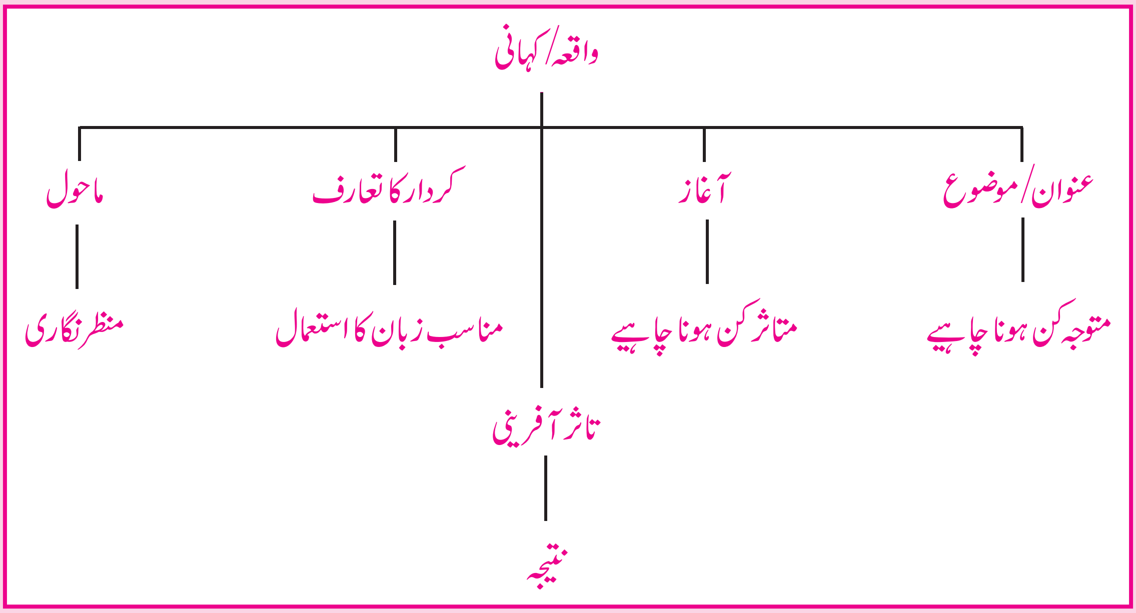

جانچ کے نکات: اس سرگرمی کے لیے چھ نمبرات مختص ہیں۔ جانچ کے لیے مناسب عنوان، مرکزی خیال، مؤثر اندازِ بیان، خیالات میں ربط، کردار سے متعلق مکالمے، علاماتِ اوقاف کا استعمال، زبان کی صحت، نتیجہ وغیرہ نکات کو مدنظر رکھتے ہوئے نمبرات دیے جائیں۔

مضمون نویسی

کسی عنوان کے تحت اپنے خیالات کو تسلسل اور ربط سے نثر میں تحریر کرنا مضمون نویسی کہلاتا ہے۔

مضمون کے تین اہم حصے ہیں: (الف) تمہید (ب) نفس مضمون **(مثبت نکات/منفی نکات)** (ج) اختتام

تمہید : تمہیدی جملے عنوان سے متعلق مختصر اور دلچسپ ہوں یعنی تمہیدی پیراگراف ایسا ہو کہ قاری پورا مضمون پڑھنے پر مجبور ہو جائے۔

نفسِ مضمون : عنوان سے متعلق ذاتی خیالات، مشاہدات، تجربات، عام معلومات، اقوال، اشعار کو سلسلہ وار تحریر کیا جائے۔ اس میں مثبت اور منفی دونوں نکات شامل کیے جائیں تو نفس مضمون جامع اور مدلل ہوگا۔

اختتام : اختتامی پیراگراف میں مضمون کا نچوڑ ہوتا ہے۔ اختتام پُر لطف، جامع اور نتیجہ خیز ہونا چاہیے تاکہ قاری پر اس کا اثر دیر پا رہے۔

مضمون نویسی کے لیے اہم

- عمدہ و معیاری زبان
- بہترین خیالات
- مطالعہ
- مشاہدہ
- غور و فکر
- ذخیرۂ الفاظ
- تاثرات

(نوٹ : اس حصے میں ذاتی خیالات پر مبنی مضمون، آپ بیتی، تصوراتی و تخیلاتی مضامین شامل ہیں۔)

جانچ کے نکات : موضوع سے متعلق مناسب تمہید، نفس مضمون (موضوع کی ضرورت کے لحاظ سے مثبت و منفی نکات)، جامعیت، دلائل، نتیجہ۔

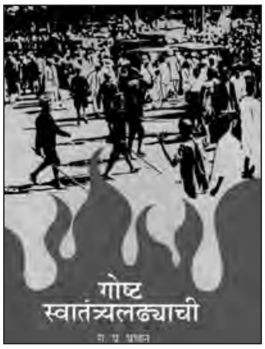

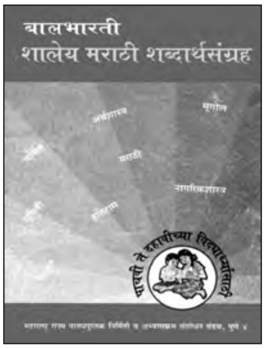

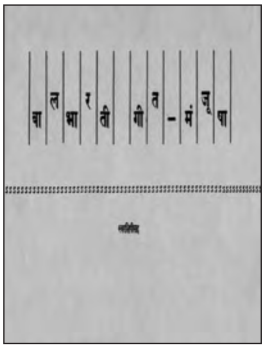

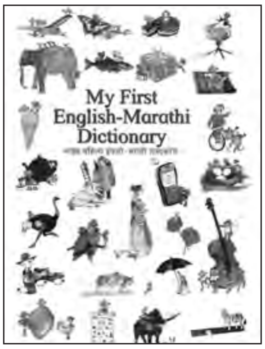

- पाठ्यपुस्तक मंडळाची वैशिष्ट्यपूर्ण पाठ्येत्तर प्रकाशने.
- नामवंत लेखक, कवी, विचारवंत यांच्या साहित्याचा समावेश.
- शालेय स्तरावर पूरक वाचनासाठी उपयुक्त.

पुस्तक मागणीसाठी www.ebalbharati.in, www.balbharati.in संकेत स्थळावर भेट द्या.

साहित्य पाठ्यपुस्तक मंडळाच्या विभागीय भांडारांमध्ये विक्रीसाठी उपलब्ध आहे.

ebalbharati

विभागीय भांडारे संपर्क क्रमांक : पुणे - ☎ २५६५९४६५, कोल्हापूर- ☎ २४६८५७६, मुंबई (गोरेगाव) - ☎ २८७७१८४२, पनवेल - ☎ २७४६२६४६५, नाशिक - ☎ २३९१५११, औरंगाबाद - ☎ २३३२१७१, नागपूर - ☎ २५४७७१६/२५२३०७८, लातूर - ☎ २२०९३०, अमरावती - ☎ २५३०९६५

مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی وابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ

तारुफे उर्दू (उर्दू भाषा) इ. १०वी

₹ 48.00